ذرائع ابلاغ اور اردو زبان: گلگت بلتستان کے منتخب اردو اخبارات کا لسانی مطالعہ

بحوالہ: "کے ٹو"، "بادشمال"، "محاسب"

مقالہ برائے ایم۔فل (اردو)

مقالہ نگار:

محمد یونس

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

دسمبر ۲۰۲۲ء

ذرائع ابلاغ اور اردو زبان: گلگت بلتستان کے منتخب اردو اخبارات کا لسانی مطالعہ

بحوالہ: "کے ٹو" ، "بادشمال"، "محاسب"

مقالہ نگار:

©محمد یونس

یہ مقالہ

ایم۔ فل (اردو)

کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا۔

فیکلٹی آف لینگویجز

(اردو زبان وادب)

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

دسمبر ۲۰۲۲ء

مقالے کا دفاع اور منظوری فارم

زیرِ دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انھوں نے مندجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے،وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف لینگویجز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالے کا عنوان: **ذرائع ابلاغ اور اردو زبان: گلگت بلتستان کے منتخب اردو اخبارات کا لسانی مطالعہ بحوالہ:"کے ٹو" ،"بادشمال"،"محاسب"**

پیش کار: محمد یونس رجسٹریشن نمبر: 1893/M/U/F19

ماسٹر آف فلاسفی

شعبہ: اردو زبان و ادب

ڈاکٹر بشریٰ پروین ______________________

نگران مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر جمیل اصغر جامی ______________________

ڈین فیکلٹی آف لینگویجز

تاریخ ______________________

اقرار نامہ

میں، محمد یونس حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ اس مقالے میں پیش کیا گیا کام میرا ذاتی ہے اور نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد کے ایم۔فل (اردو) سکالر کی حیثیت سے ڈاکٹر بشریٰ پروین کی نگرانی میں مکمل کیا ہے۔ میں نے یہ کام کسی اور یونیورسٹی یا ادارے میں ڈگری کے حصول کے لیے پیش نہیں کیا ہے اور نہ آئندہ کروں گا۔

محمد یونس

مقالہ نگار

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

فہرست ابواب

مقالے کے دفاع اور منظوری کا فارم	III
اقرار نامہ	IV
فہرستِ ابواب	V
Abstract	VII
اظہارِ تشکر	IX

باب اوّل: موضوع کا تعارف اور بنیادی مباحث

ا۔ تمہید	۱
۱۔ موضوع کا تعارف	۱
۲۔ بیان مسئلہ	۳
۳۔ مقاصدِ تحقیق	۳
۴۔ تحقیقی سوالات	۴
۵۔ نظری دائرہ کار	۴
۶۔ تحقیقی طریقہ کار	۶
۷۔ مجوزہ موضوع پر ما قبل تحقیق	۷
۸۔ تحدید	۷
۹۔ پس منظری مطالعہ	۸
۱۰۔ تحقیق کی اہمیت	۹

ب۔ اخبار کی زبان؟ ۹
ج۔ پاکستان میں اردو صحافت کا آغاز وارتقا- قیامِ پاکستان کے بعد (اجمالی جائزہ) ۱۷
د۔ گلگت بلتستان میں صحافت کی مختصر روایت ۲۰
۱) غیر مطبوعہ اخبارات ۲۴
۲) طبع شدہ اخبارات ۲۶
ہ۔ گلگت بلتستان کے منتخب اُردو اخبارات کا اجمالی جائزہ ۲۷
حوالہ جات ۳۱

باب دوم: منتخب اردو اخبارات کا لسانی جائزہ

ا۔ منتخب اخبارات کے املا کا جائزہ ۳۲
ب۔ منتخب اخبارات میں املا کی اغلاط ۳۶
ج۔ منتخب اخبارات میں قواعد کا جائزہ ۵۹
د۔ منتخب اخبارات میں قواعد کی اغلاط
ہ۔ کوڈمکسنگ (انگریزی زبان کے الفاظ کا استعمال) ۶۶
حوالہ جات ۸۷

باب سوم: منتخب اخبارات کے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کی وجوہات اور ان کا تدارک

ا۔ وجوہات ۸۹
ب۔ تدارک ۹۲
حوالہ جات ۹۹

باب چہارم: مجموعی جائزہ، تحقیقی نتائج، سفارشات

ا۔ مجموعی جائزہ ۱۰۰

ب۔ تحقیقی نتائج	۱۰۳
ج۔ سفارشات	۱۰۳
کتابیات	۱۰۵
ضمیمہ جات	۱۰۷

Abstract

Title: Linguistic Study of selected Urdu Newspapers of Gilgit Baltistan

The newspapers are the important part of our life. Newspapers are the mirrors of our society. They serve as a mouth piece of the public. Thus, the number of newspapers in Pakistan is increasing every day. The owners of the newspapers, in the process of getting ahead of each other, bring down journalism below its standards and at the same time do not pay attention to imla mistakes and borrowing English words in Urdu language. They are mixing the language. And they have no idea how much injustice it is with Urdu language and Urdu language is waiting for better measures to be taken regarding imla. If this problem is not solved as soon as possible. This problem will become a very serious situation in the coming times. And imla errors will increase with time. It is also necessary that People should be made aware of what problems Urdu language is facing and how the mis use of Urdu can be controlled. So that the Urdu language gets its rightful place and rank in the coming period.

The thesis is devided into three chapters, in the first chapter introduction of topic is given along with short overview of journalism in Pakistan after independence. Apart from that short overview of journalism at gilgit baltistan, and an analytical study of selected three Urdu newspapers (k.2, bad-e-shimal, muhasib) of gilgit baltistan.

In the second chapter analized newspapers dictation in the light of allocated principle of dictation by " Muqtadar Qomi Zuban" and "Anjuman Tarqi board".

In the third chapter mention reasons for dictation mistakes in newspaper writing and what are its remedy.

اظہارِ تشکر

بہ نام خداوند جان و خرد۔ جس نے تمام نعمتوں کے ساتھ ساتھ ہمیں اظہار کی قوت عطا کی، جو اگر سلیقے اور قرینے کی منازل طے کر لے تو ادب کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر گزار ہوں انھوں نے بندہ ناچیز کی تاریک راہوں کو علم کی روشنی سے منور کر دیا اور آج میں اس قابل ہوا کہ اپنا ایم فل مقالہ مکمل کر سکوں۔

اس کے بعد میں اپنے والدین کا بہت ممنون ہوں جن کی راتوں کی دعاؤں کا ثمر آج میں اس قابل ہوا۔ اپنے والد حاجی محمد باقر اور بڑے بھائی گلاب شاہ کا بے حد شکر گزار ہوں، ان کی سرپرستی نے مجھے ہر طرح کی پریشانیوں سے محفوظ رکھا اور ہمیشہ میری خواہش کے اظہار پر لبیک کہا۔ میں اپنے بہن بھائیوں کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میرے حوصلے کو کبھی پست نہیں ہونے دیا اور ہمیشہ میرے حوصلے کو پرواز دیتے رہے۔

میں اپنی نگران مقالہ ڈاکٹر بشریٰ پروین صاحبہ کا شکر گزار ہوں، جن کی رہنمائی، حوصلہ افزائی اور ہر لمحے کے تعاون نے مجھے اس مقام تک پہنچایا۔ موضوع کے انتخاب سے لے کر اختتام مقالے تک ان کا تعاون حاصل رہا۔ ان کے علاوہ میں شکر گزار ہوں ڈاکٹر عابد سیال، ڈاکٹر ظفر حسن، ڈاکٹر نازیہ یونس، ڈاکٹر محمود الحسن، ڈاکٹر ارشاد بیگم، ڈاکٹر صائمہ نذیر صاحبہ کا، جن کے تعاون سے بندہ ناچیز آج تحقیق جیسے فن سے شناسا ہوا۔ میرے دوست احباب مباح سمن عروج، ملیحہ شکیل، ہاجرہ امینہ علی، دانش اقبال اور بشارت ساقی کا بھی میں شکر گزار ہوں جنھوں نے اس تحقیقی عمل میں ہر ممکن مدد کی۔

آخر میں میں دعا گو ہوں رب العزت سے کہ وہ میرے والدین، بہن، بھائی، میرے اساتذہ کرام اور دوستوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ان کو کامیابی و کامرانی عطا کرے۔۔ آمین

محمد یونس

اسکالر ایم فل (اردو)

باب اوّل:

موضوع کا تعارف اور بنیادی مباحث

ا۔ تمہید:

ا۔ موضوع کا تعارف:

زبان ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی مدد سے انسان اپنے جذبات وخیالات کا اظہار کرتا ہے، خواہ یہ اظہار الفاظ کی شکل میں ہو یا پھر خاموشی سے علامات کے پیرائے میں۔ یہ عمل اس وقت تک کامیاب نہیں ہوتا جب تک لکھنے یا بولنے کی علامات اور الفاظ بامعنی نہ ہوں۔ زبان چند ایسے مفردات اور مرکبات کا مجموعہ ہے جو مختلف انسانی جماعتوں میں بطور مقرر اشارات کے کام دیتے ہوں یا ایسے متلفظ اشارات جو انسان کے منہ اور زبان سے مختلف رنگوں میں نکلتے ہوں اور جن کے کچھ نا کچھ معنی اور تعبیرات ہوں۔

زبان کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے؛ عام بول چال کی زبان اور علمی و ادبی زبان۔ عام بال چال کی زبان میں علاقائی زبانیں اور پھر ایک رابطے کی زبان شامل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ علمی و ادبی زبان کی بھی اقسام ہوتی ہیں، جن میں سے ایک قسم صحافتی زبان ہے۔ صحافتی زبان یا عام زبان اور علمی زبان ان دونوں زبانوں میں فرق بھی موجود ہوتا ہے مگر اصولی طور پر اس فرق کا ہونا ضروری نہیں، کیونکہ زبان چاہے صحافتی ہو یا پھر علمی اس کا مقصد ایک ہوتا ہے، یعنی لکھنے والا یا بولنے والا کچھ کہنا چاہتا ہے۔ کچھ لوگ اس کے مخاطب ہوتے ہیں اگر اس کی لکھی ہوئی یا کہی ہوئی بات پڑھنے یا سننے والے کی سمجھ میں آجاتی ہے تو ان کا ذہن وہی اثر قبول کرتا ہے جو لکھنے والا یا بولنے والا پیدا کرنا چاہتا ہے، تو زبان کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ لیکن اگر لکھنے اور کہنے والے کی بات کا مفہوم پڑھنے والے اور سننے والے کی سمجھ میں نہ آئے یا غلط سمجھے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ زبان کے استعمال کا مقصد پورا نہیں ہوا، تو لکھنے والا یا کہنے والا صحیح اور مناسب الفاظ استعمال نہیں کر سکا۔ اخبارات کے ذریعے لاکھوں، کروڑوں لوگوں تک اطلاعات، خیالات و نظریات پہنچائے جاتے ہیں۔ موثر اور صحیح الفاظ کو صحیح ابلاغ تب ہی ملتا ہے جب الفاظ کو صحیح اور جملوں کو درست املا کے ساتھ استعمال کیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں ابلاغ نے ایک فن کا درجہ حاصل کر لیا ہے جس کی تدریس کے لیے محنت ہو رہی ہے۔

آج کے عہد کی بات کی جائے تو آج کے عہد میں الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا، سوشل میڈیا اور اخبارات ورسائل کو بڑی کثرت سے استعمال کرنے کا رجحان ہے ان تمام ذرائع کی ترسیل ابلاغ کے لیے دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان کا استعمال بھی عام ہے۔

ذرائع ابلاغ کی اگر بات کی جائے تو آج بھی اردو اخبارات خبر رسانی کا ایک بڑا ذریعہ ہیں۔ پاکستان میں اخبارات کی صنعت و کاروبار نے جس تیزی سے ترقی کی منازل طے کیں شاید ہی کسی اور صنعت ابلاغ نے کی ہوں۔ یوں بھی زندگی کی تیز رفتاری نے اخبارات کی اہمیت کو بڑھا دیا ہے۔ اخبارات روز مرہ کے حالات و واقعات کی خبر کو پیش کرتے ہیں۔ قارئین کی ایک بڑی تعداد اردو اخبارات کا مطالعہ کرتی ہے اس لیے اردو اخبارات میں لسانی طور پر زبان واملا کا درست ہونا ضروری ہے۔ یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ ایک صحافی کے فرائض اسے یہ موقع نہیں دیتے کہ وہ زبان کی تراش خراش اور خوب صورتی کو مد نظر رکھے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ زبان وبیان کی تمام حدود و قیود کو ختم کر دے۔ صحافی پر قواعد کی پابندی ہر صورت میں ضروری ہے۔ جس تحریر میں قواعد کی غلطیاں ہوں گی اس میں جاذبیت نہیں ہو گی اور اخبار کے وقار میں بھی کمی ہو گی۔ لہٰذا صحافتی زبان میں قواعد واملا کی پابندی و درستی لازمی ہوتی ہے۔ پاکستان کے دوسرے شہروں کی طرح گلگت بلتستان میں بھی اردو اخبارات کی اشاعت ہوتی ہے اور ان کے قارئین کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ اس حوالے سے مجوزہ مقالہ میں گلگت بلتستان کے منتخب اخبارات؛ "کے ٹو"، "بادشمال" اور "محاسب" کے منتخب مقامی خبروں پر مشتمل صفحات کا لسانی جائزہ ہے۔ جس کی تحدید یکم نومبر ۲۰۲۰ء سے ۳۰ نومبر ۲۰۲۰ء تک ہے۔ اخبارات کو فوری خبر کی ترسیل کا بہترین ذریعہ تصور کیا جاتا ہے۔ جن میں سیاسی، معاشرتی، مذہبی اور بین الاقوامی واقعات کی خبر دی جاتی ہے اور مسائل کو زیر بحث لا کر عوام کی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے۔ کیونکہ قارئین کا براہِ راست اخبارات سے تعلق ہوتا ہے اس لیے اخبارات کا تمام تر لسانی اغلاط سے پاک ہونا لازمی ہے تاکہ قارئین اور اخبار کا تعلق ہمیشہ بر قرار رہے اور زبان کی ترویج درست انداز میں ہو۔ اس سے پہلے گلگت بلتستان کے اردو اخبارات میں استعمال کی جانے والی زبان کے املا پر کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا۔ چونکہ اب تک اس حوالے سے کوئی کام سامنے نہیں آیا اس لیے ہمیں اس پر تحقیقی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ مجوزہ موضوع تین ابواب پر مشتمل ہے۔

۲۔ بیانِ مسئلہ:

قومی زبان ہونے کے باعث اردو زبان ہر خطے میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اردو کو ابلاغ کا اہم ترین ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ گلگت بلتستان میں لوگوں کی بڑی تعداد اردو بولتی اور سمجھتی ہے جبکہ پڑھنے اور لکھنے والوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ گلگت بلتستان بھی پاکستان کا حصہ ہے، جنگ آزادی سے پہلے گلگت بلتستان میں تقریباً اٹھانوے فی صد لوگ مادری زبانیں بولتے تھے۔ اردو کا آغاز ۱۸۴۰ء میں ڈگروں کے گلگت بلتستان پر قبضہ کے فوراً بعد سے ہوتا ہے تاہم صحیح معنوں میں اس کا فروغ ۱۹۴۸ء میں جنگ آزادی اور اس خطے کا پاکستان کے ساتھ الحاق کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اس وقت شرح خواندگی تشویش ناک حد تک کم ہونے کے باعث اردو بولنے، سمجھنے اور لکھنے والے افرد کی تعداد بہت کم تھی۔ لیکن یہ امر نہایت حوصلہ افزا ہے کہ آزادی کے بعد جو زبان مختلف مادری زبانیں بولنے والوں کے درمیان وسیلہ بنی وہ اردو ہی تھی۔ ہر انسان جہاں پیدا ہوتا ہے، جہاں پلتا بڑھتا ہے، وہاں بولی جانے والی زبان اس کی مادری بولی کہلاتی ہے، جس زبان کو وہ ساری عمر بغیر قواعد کا علم حاصل کیے بولتا ہے۔ لیکن ثانوی زبان کی حیثیت سے جب وہ کسی زبان کو سیکھتا بولتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس زبان کے تلفظ، ساخت اور املا و قواعد سے واقف ہو۔ چونکہ یہاں کے لوگوں کی مادری زبان اردو نہیں ہے اس لیے یہاں کے ایڈیٹرز اور صحافی بھی اردو زبان پر مکمل عبور نہیں رکھتے۔ جس کی وجہ سے تحریری مواد خاص طور پر اخبارات وغیرہ جو روزانہ کے بنیاد پر چھپتے ہیں ان میں املا اور قواعد کی اغلاط بھی موجود ہوتی ہیں۔ مجوزہ تحقیقی موضوع "گلگت بلتستان کے منتخب اردو اخبارات کا لسانی مطالعہ (بحوالہ "کے ٹو"، "محاسب" ، "بادِ شمال") ہے۔ عصر حاضر کے اخبارات " کے ٹو"، "باد شمال "اور "محاسب" کے منتخب مقامی خبروں کے صفحات کا املائی جائزہ لیا گیا۔ اس کے علاوہ دیگر زبانوں کے الفاظ خصوصاً انگریزی زبان کے الفاظ کے استعمال کا جائزہ بھی پیش کیا گیا اور اغلاط کی نشاندہی کی گئی۔ مجوزہ تحقیقی مقالے میں اان اغلاط کی نشاندہی اور تدارک کی سفارش بھی کی گئی۔ تاحال اس موضوع پر کام نہیں ہوا یہ موضوع اپنی نوعیت کا منفرد موضوع ہے اور خاصی اہمیت کا حامل ہے۔

۳۔ مقاصدِ تحقیق:

۱. گلگت بلتستان شائع ہونے والے منتخب اردو اخبارت میں املا کی اغلاط کا جائزہ لینا۔
۲. گلگت بلتستان کے منتخب اردو اخبارات میں اردو زبان پر انگریزی زبان کے اثرات کا جائزہ لینا۔

۳. گلگت بلتستان کے اردو اخبارات کے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کا جائزہ لے کر اس کی وجوہات اور اس کے تدارک کے لیے سفارشات مرتب کرنا۔

۴۔ تحقیقی سوالات:

۱. گلگت بلتستان سے شائع ہونے والے منتخب اردو اخبارات میں لسانی اغلاط کی نوعیت کیا ہے ؟

۲. گلگت بلتستان کے منتخب اردو اخبارات میں دیگر زبانوں کے الفاظ کا استعمال کس حد تک موجود ہیں ؟

۳. گلگت بلتستان کے منتخب اردو اخبارات کے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کی وجوہات کیا ہیں اور ان کا سدباب کیسے ممکن ہے ؟

۵۔ نظری دائرہ کار:

زبان ترسیلِ خیال کا بنیادی ذریعہ ہے۔ ترسیلِ خیال کے لیے انسان کسی بھی زبان کے الفاظ کا سہارا لیتا ہے۔ ہر زبان میں تحریر و تقریر کے کچھ مخصوص اصول و قواعد ہوتے ہیں جن کے تحت وہ زبان بولی اور لکھی جاتی ہے۔ دراصل زبان انسانوں کے درمیان اظہار کے لیے ایک وسیلے کا کام کرتی ہے۔

آج کے عہد (جس کو جدید دور کہا جاتا ہے) میں الیکٹرانک، پرنٹ اور سوشل میڈیا اور اخبارات کو ذرائع ابلاغ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کے لیے زبان بنیادی وسیلے کا کردار ادا کرتی ہے۔ ہر علاقے کے اخبارات پر مقامی زبان کے اثرات ضرور نظر آتے ہیں، اخبار کا اسلوب، لب و لہجہ اور طرز نگارش بھی مقامی رنگ کا عکاس ہوتا ہے۔ خبر کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کا عام فہم ہونا ضروری ہے، اس کا سادہ اور سلیس ہونا شرط اول ہے۔ اس سلسلے میں مسکین حجازی اپنی کتاب "صحافتی زبان" سنگ میل پبلیشر، لاہور ۱۹۷۵ء، ص نمبر ۴۷،۴۶ پر لکھتے ہیں۔

> "۔۔۔ صحافت چونکہ عوام کے لیے ہوتی ہے اس لیے ایسی زبان ہونی چاہیے جسے عام لوگ سمجھ سکیں جب عام لوگوں کو سمجھانے کے خیال سے لکھا جائے گا تو زبان آسان بن جائے گی ۔ صحافت ایک ذریعہ ابلاغ ہے ، قارئین اس میں آنے والی خبروں ، واقعات ، آرا حتی کہ املا اور رموزِ او قاف تک کو تسلیم کرتے ہیں چناچہ یہ قارئین کی تربیت کا ذریعہ بھی ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ زبان کو لکھنے کا طریقہ بھی یعنی املا بھی درست ہو۔۔۔"

مجوزہ مقالے میں منتخب اخبارات کا لسانی جائزہ لیا گیا۔ مجوزہ مقالے میں گلگت بلتستان کے منتخب اردو اخبارات (کے ٹو، بادشمال، محاسب) کے نومبر ۲۰۲۰ء کے تمام شماراجات میں منتخب مقامی صفحے کا لسانی جائزہ لیا گیا۔ لسانی جائزہ میں اخبارات میں لکھی جانے والی تحریروں میں قواعد و املا کا جائزہ لیا گیا۔

املا کے جائزے کے لیے ڈاکٹر مولوی عبدالحق کی کتاب "قواعد اردو" اور ڈاکٹر رشید حسن خان کی کتاب " اردو املا" سے استفادہ کیا گیا۔ مذکورہ ماہرینِ لسانیات کے املا و قواعد سے متعلق وضع کردہ اصولوں اور انجمن ترقی بورڈ اور مقتدرہ قومی زبان کے وضع کردہ اصولوں کے پیشِ نظر گلگت بلتستان کے منتخب اردو اخبارات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان میں سے چند اصول ذیل میں درج کیے جارہے ہیں:

i. کچھ الفاظ ایسے ہیں جن کے آخر میں "ی" ہوتی ہے اس پر "ء" کبھی نہیں آئے گا۔ اسی طرح جن لفظوں کے آخر میں "ے" ہو گی وہاں بھی ہمزہ نہیں آئے گا مثلاً پہ، دنیا، شے وغیرہ۔

ii. اسی طرح اردو ہندی کے بہت سے الفاظ جن کے آخر میں الف آتا ہے۔ انھیں عربی فارسی کی تقلید میں "ہ" سے لکھنا غلط ہے۔ مثلاً اڈا درست املا ہے اسے اڈہ'ہ' سے لکھنا غلط ہے۔

iii. کسی خاص لفظ کے لیے جو حروف مخصوص ہیں وہ لفظ انھیں حروف کی مدد سے لکھا گیا ہو مثلاً علم (جھنڈا) کو ع-ل-م کی بجائے الف-ل-م سے لکھنا صحیح نہ ہو گا۔

iv. حروف کو باہم ملانے سے جو اصول مقرر ہیں ان کی پابندی کی گئی ہو یعنی ہر لفظ میں حروف اور ان کے شوشے اور جوڑ وغیرہ کسی ضابطے کے تحت بنائے گئے ہوں۔

v. حسب ضرورت لفظ کے حروف پر اعراب یعنی زیر، زبر اور پیش، تشدید و تنوین وغیرہ کے نشانات بنائے گئے ہوں۔

اس طرح املا کے زمرے بناتے ہوئے تمام اصولوں کو مدنظر رکھا گیا۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے بھی اردو املا اور رسم الخط کے اصول و مسائل بیان کیے ہیں۔ فرمان فتح پوری کے مطابق املا سے مراد کسی لفظ کو مقررہ کردہ ضابطوں کے ساتھ اس طرح لکھنا ہے کہ بولنے اور پڑھنے میں اسے صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اسی طرح صحت زبان کے حوالے سے ماہر لسان کہتے ہیں کہ اردو میں لفظوں کو ملا کر لکھنے کا جو رجحان ہے اس سے بسا اوقات تلفظ میں بڑی گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ اس لیے رشید حسن خان اور بعض دیگر علمائے زبان لفظوں کو توڑ کر لکھنے کے قائل ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ذولسانیت کے حوالے سے دیگر زبانوں کے الفاظ کا جائزہ لیا گیا۔اس حوالے سے اردو زبان میں دیگر زبانوں کے الفاظ کے حوالے سے لسانی آمیزش (کوڈمکسنگ) پائی جاتی ہے۔زیر تحقیق مقالے میں ان انگریزی الفاظ کا جائزہ لیا گیا جن کے اردو مترادفات موجود ہیں۔ اس کے باوجود انگریزی متبادلات کے استعمال کا رجحان ہے۔ ہوگن نے مطالعے کو زبان کے نظام کے مطالعے کے اندر مرتب کیا اور ممکنہ طرز عمل کا جائزہ لیا جس میں آواز اور شکلیں بدلنے کا زیادہ امکان ہے۔(۱۹۵۰، ۲۱۵) لارن ورڈز کے گرائمر کے مطالعہ میں، تجزیہ میں کچھ خاص طبقوں، جیسے مستعار الفاظ کے رجحان بیان کیا گیا تھا

مذکورہ بالا اصولوں کو مدنظر رکھ کر لسانی جائزہ میں، املا اور ذولسانیت کے الفاظ کا جائزہ لیا گیا۔ گلگت بلتستان کے منتخب اردو اخبارات کے منتخب مقامی صفحات کو مصنفین کے بتائے گئے اصولوں کے مطابق پرکھا گیا۔ دوسرا انگریزی زبان کے الفاظ کو دیکھا گیا خصوصاً ایسے الفاظ جن کا اردو متبادل موجود ہے اور وہ انگریزی میں استعمال ہو رہے ہیں۔ یہ مقالہ اسی سلسلے کی ایک کاوش ہے۔

۶۔ تحقیقی طریق کار:

مجوزہ تحقیقی مقالے کا موضوع "گلگت بلتستان کے منتخب اردو اخبارات کا لسانی مطالعہ (بحوالہ کے ٹو، محاسب ، بادشمال) ہے۔ جس میں منتخب اخبارات کے مقامی صفحات کا لسانی جائزہ لیا گیا۔اس لیے موضوع پر تحقیق کے لیے لسانیاتی طریقہ تحقیق اور دستاویزی تحقیق سے کام لیا گیا۔ لسانیاتی تحقیق میں عام طور پر تین طرح کا مواد فراہم کیا جاتا ہے ذخیرہ الفاظ، فقرہ جات اور مختلف ساخت کے جملے۔ ذخیرہ الفاظ میں ان الفاظ کا استعمال صوتیات کے تجزیے کے لیے اصول و قواعد کے تعین کے سلسلے میں کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں چند باتیں ملحوظ رکھی جاتی ہیں؛ کہ ذخیرہ الفاظ وسیع سے وسیع تر ہو، جمع شدہ الفاظ کو ممکنہ حد تک زیادہ سے زیادہ حوالوں کے ساتھ استعمال کر کے جانچا جاتا ہے، ایک ہی لفظ کے مختلف تلفظ ہونے کی صورت میں صحیح تلفظ کا تعین کثرت استعمال کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، جملوں کی فہرست بنائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ دستاویزی تحقیق کو تاریخی تحقیق بھی کہا جاتا ہے۔ تاریخ گزشتہ حالات و واقعات کا مربوط بیان ہوتا ہے۔ چونکہ تحقیق کے اس طریقے میں دستاویزات اور ریکارڈ کا استعمال کیا جاتا ہے اس لیے اس کو دستاویزی تحقیق کہتے ہیں اس طریق تحقیق کا استعمال علم کے ہر شعبے میں کیا جا سکتا ہے۔ اس طریق تحقیق میں کئی قسم کا ریکارڈ اور مختلف قسم کے آثار سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ ان مواد کی دستیابی مختلف مقامات اور مختلف ذرائع سے ہوتی ہے۔ مصادر کی جمع

آوری کے بعد ان میں سے قابل اعتبار مواد نکال لیا جاتا ہے اور ان پر خارجی و داخلی تنقید کا عمل شروع ہوتا ہے خارجی جانچ پرکھ میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ دستاویز اصلی ہو، معتبر قابل قبول ہے یا نہیں۔ خارجی تنقید کے مرحلے سے گزر کر داخلی تنقید کا عمل شروع ہوتا ہے کہ جو بیانات دیئے گے ہیں ان کی قدر و قیمت کیا ہے؟ بیانات کس حد تک درست ہیں؟ یہ حصہ متنی تنقید کا ہوتا ہے جس میں مندرجات پر اعتبار یا عدم اعتماد کا اظہار کیا جاتا ہے۔

مجوزہ تحقیقی مقالہ کی تکمیل کے لیے مواد کی جمع آوری دستاویزی طریقہ تحقیق کے تحت کی گئی۔ بعد ازاں لسانیاتی طریقہ تحقیق کے ذریعے منتخب اخبارات کے مقامی خبروں والے صفحے کا املائی جائزہ مختص کیے گئے اصولوں کے تحت کیا گیا۔ اغلاط کی نشاندہی کر کے ان کے لیے درست الفاظ کا چناؤ کیا گیا۔

مجوزہ موضوع کے عمومی مباحث کے لیے ثانوی آخذات سے بھرپور استفادے کی کوشش کی گئی۔ بنیادی و ثانوی آخذات کے علاوہ تحقیقی مقالات، اور اخبارات سے متعلق مضامین سے بھی مدد لی گئی۔

۷۔ مجوزہ موضوع پر ما قبلِ تحقیق:

مجوزہ موضوع پر پاکستان میں جامعاتی سطح پر فی الحال کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا ہے۔ اردو اخبارات، اردو کالم، پاکستان میں اردو لسانی تحقیق کے حوالے سے لسانی جائزہ لیا گیا ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ "اردو اخبارات کی زبان اور املا کا جائزہ"، مقالہ نگار یوحنا مسیح، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، جنوری ۲۰۲۰ء۔ اس مقالے میں راولپنڈی اسلام آباد کے اخبارات شامل ہیں۔ "پاکستان میں اردو کالم نگاری کا لسانی تجزیہ"، مقالہ نگار نثار احمد، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، دسمبر ۲۰۱۵ء، "پاکستان میں اردو لسانی تحقیق"، مقالہ نگار ظفر احمد، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، فروری ۲۰۱۴ء، "نیرنگ خیال، محمد حسین آزاد کا لسانی جائزہ"، مقالہ نگار زیب النساء، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۱۲ء۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ لسانی حوالے سے متعدد کام کیے گیے ہیں۔ مگر گلگت بلتستان کے اردو اخبارت کے حوالے سے کوئی کام نہیں ہوا۔۔ لہذا مجوزہ موضوع اپنی نوعیت کا پہلا موضوع ہے۔

۸۔ تحدید:

مجوزہ مقالہ میں گلگت بلتستان کے منتخب اردو اخبارات " روزنامہ کے ٹو"، " روزنامہ محاسب"، اور " روزنامہ بادِ شمال" شامل ہیں۔ جن کی تحقیق کا دورانیہ یکم نومبر ۲۰۲۰ تا ۳۰ نومبر ۲۰۲۰ تک کے شمارہ جات

کے منتخب مقامی صفحات کا لسانی مطالعہ تک محدود ہے۔ نیز گلگت بلتستان میں صحافت کی روایت کا مختصر اور منتخب اخبارات کا مختصر جائزہ بھی پیش کیا گیا۔ مجوزہ موضوع میں تحقیق کے لیے مقامی خبروں پر مشتمل صفحے کو منتخب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ گلگت بلتستان کے جو مقامی صحافی ہیں؛ جن کے ذریعے سے مقامی خبروں کی ترسیل ہوتی ہے ان کی مادری زبان اردو نہیں ہے اور زیادہ تر صحافی ایسے بھی صحافتی فرائض کو سرانجام دے رہے ہوتے ہیں جو غیر سند یافتہ ہوتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ کسی مستند ادارے سے اردو کے اصول وضوابط اور املا وغیرہ کے اصولوں سے آشنا نہیں ہوتے ہیں ایسے صحافی صرف لکھ اور بول سکتے ہیں ان کو اس بات کا کوئی علم نہیں ہوتا کہ وہ درست املا یا درست لفظ بول اور لکھ بھی رہے ہیں یا نہیں۔ دوسری بات مقامی صحافیوں کے لب ولہجے میں مقامی رنگ نظر آتا ہے جیسے گلگت بلتستان میں بولی جانے والی زبانوں کے تذکیر وتانیث کا کوئی واضع اصول نہیں ہے جس کے اثرات ہمیں اردو بولنے والوں کے ہاں بھی نظر آتے ہیں وہ اردو بولتے ہوئے بھی اور بعض اوقات لکھتے ہوئے بھی قواعد واصولوں کا خیال نہیں رکھتے۔

۹۔ پس منظری مطالعہ:

مجوزہ موضوع کے لیے " لسانی مطالعے "پر لکھی گئی کتب، مضامین اور آرٹیکلز کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

یہ مقالہ چونکہ گلگت بلتستان کے منتخب اردو اخبارات کے منتخب مقامی صفحات کے املائی جائزہ پر مبنی ہے؛ اس لیے ماہر لسانیات رشید حسن خان کی اردو املا کے حوالے سے کتاب کا مطالعہ شامل ہے، اعجاز راہی کی مرتب کردہ سفارشات کا مطالعہ کیا گیا ہے، گوپی چند نارنگ کا املانامہ شامل ہے، ڈاکٹر گوہر نوشاہی کی اردو املا اور رموزِ او قاف شامل ہے۔ اردو املا کے حوالے سے فرمان فتح پوری کی کتاب کا مطالعہ اور اس میں لکھے گئے دیگر ماہر لسانیات کے مضامین کا مطالعہ بھی شامل ہے۔۔ اردو زبان کے حوالے سے اخبار اردو میں ماہوار چھپنے والے آرٹیکلز کا مطالعہ شامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ذولسانیت کے حوالے سے اردو انگریزی، مشترک ذخیرہ الفاظ کتاب کا مطالعہ کیا گیا ہے اور ڈاکٹر فوزیہ اسلم کے تحریر کردہ آرٹیکل " اردو میں ذولسانیت اور روزنامہ دنیا" سے استفادہ کیا گیا ہے۔ لسانی مطالعہ کے حوالے سے مختلف نوعیت کے تحقیقی کام کیے گئے ہیں۔ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوجز میں ایم۔ فل کی سطح پر ایک مقالہ " اردو اخبارات کی زبان اور املاء کا جائزہ " بحوالہ خصوصی روزنامہ جنگ، ایکسپرس اور دنیا (راولپنڈی اسلام آباد) پر مقالہ نگار فوزیہ یوحنا مسیح نے

۲۰۲۰ میں مکمل کیا ہے۔ گلگت بلتستان کے اردو اخبارات کے لسانی مطالعے کے حوالے سے یہ اپنی نوعیت کا منفرد کام ہے۔ مجوزہ موضوع اپنی نوعیت کا منفرد موضوع ہے۔

۱۰۔ تحقیق کی اہمیت

عصر حاضر میں نشر و اشاعت، افہام و تفہیم اور ابلاغ کا جو موثر ترین ذریعہ ہے، اخبارات ہیں۔ کیوں کہ اخبارات کا دائرہ اثر متنوع ہے اس لیے معاشرے کے مختلف طبقات اور رائے عامہ کو ہموار کرنے میں اخبارات کا کردار بھی زیادہ اہم اور بنیادی ہے۔ خیالات، احساسات اور علم و شعور کا اظہار زبان سے ہوتا ہے، یہ ابلاغ کا پہلا ذریعہ ہے۔ بہترین ابلاغ کے لیے ضروری ہے کہ زبان کو اس کے بہترین طریقے سے استعمال کیا جائے۔ صحیح مفہوم کے لیے صحیح جملے کا استعمال صحافتی تحریروں کی بنیادی کڑی ہے۔ ذرائع ابلاغ مثلاً اخبار اور ٹیلی وژن پر استعمال کی جانے والی اردو بھی سند کا درجہ رکھتی ہے۔ مگر بد قسمتی سے اردو اخبارات اردو زبان کی معیار بندی سے قاصر ہیں، بلکہ املا اور تلفظ کی غلطیاں سر عام کی جاتی ہیں۔ لہٰذا ماہرین اردو پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف ان اغلاط کی نشاندہی کریں بلکہ ان کی وجوہات کو بھی سامنے رکھ کر ان اغلاط کی درستی کے لیے عملی اقدامات کریں۔ مجوزہ مقالہ کا عنوان اسی مقصد کے لیے ترتیب دیا گیا ہے جس میں گلگت بلتستان کے چار منتخب اخباروں کا جائزہ لیا گیا۔

ب۔ اخبار کی زبان:

اخبار عربی زبان کا لفظ ہے جو کہ خبر کی جمع ہے اور اس کا جمع الجمع لفظ 'اخبارات' ہے۔ اردو میں اخبار کے معنی ہیں 'پوشیدہ ، خبر ،واقعہ وغیرہ۔ مختلف لغات میں اخبار کے معنی یوں ہیں :

جہانگیر اردو لغات میں " اَخبار :خبر (رک) کی جمع ،اطلاعات ،روایات ،احادیث (بطور واحد) خبروں کا باقاعدگی سے شائع ہونے والا پرچہ یا جریدہ" اور "اَخبار: خبر دینے یا پہنچانے والا؛ خبر رسانی ، نامہ نگاری۔" [۱] ریختہ ڈکشنری میں اخبار کے معنی ہیں "خبر دینے یا پہنچانے کا کام ، خبر رسائی ، نامہ نگاری "۔[۲] اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں اخبار کے معنی "خبریں، واقعات، رک، احادیث، روایات" کے ہیں۔[۳]

طباعت سے پہلے بھی اخبارات اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ زمانہ قدیم میں قلمی خبرنامے لکھے جاتے تھے جو دوسرے ممالک کی خبریں لکھ کر بادشاہوں تک پہنچائے جاتے تھے۔

جن لوگوں کو اس کام کے انجام دینے کے لیے نامزد کیا جاتا تھا، انھیں " اخبار نویس ،وقائع نگار ،روزنامہ نویس" کہا جاتا تھا۔ یہ اصطلاحات آج بھی رائج عمل ہیں ۔ روزنامہ نویس، یہ اصطلاح ایران میں مخصوص ہو کے رہ گئی۔باقی اصطلاحیں برصغیر کے مختلف ممالک میں استعمال کی جارہی ہیں۔پاکستان میں اخبار نویسی کی اصطلاح رائج ہے۔ اخبار کی تعریف ہربرٹ بروکر یوں کرتے ہیں:

"اخبار وہ ذریعہ ہے جس سے ہم اپنے ذہین میں اس دنیا کے بارے میں تمام اطلاعات یکجا کرتے ہیں جنھیں ہم خود بخود کبھی نہیں جان سکتے ۔" (۴)

عبدالسلام خورشید اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"صحیفے سے مراد مطبوعہ مواد جو مقررہ وقفے کے بعد شائع ہوتا ہے چنانچہ تمام اخبارات و رسائل صحیفے ہیں جو لوگ اس کی ترتیب و تحسین اور تحریر سے وابستہ ہیں انھیں صحافی کہا جاتا ہے اور ان کے پیشے کو صحافت کا نام دیا گیا ہے ۔" (۵)

صحافت کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی انسان کی اپنی۔ پرانے وقت میں جب قلم کی ایجاد نہیں ہوئی تھی اس وقت کا انسان آوازوں سے خبر کو دوسروں تک پہنچاتا تھا یا مختلف نشانات گاڑھ کر۔ اس حوالے سے محمد عتیق صدیقی رقمطراز ہیں:

"پرانے زمانے کے کتبے اور ستون۔۔۔خبر رسانی کی ابتدائی تاریخ کی گم شدہ کڑیاں ہیں ۔اس زمانے میں ستون اور چٹانوں پر عبارتیں کندہ کرکے سرکاری قوانین ،مذہبی احکام اور اخلاقی اصول لوگوں تک پہنچائے جاتے تھے۔" (۶)

جب قلم اور روشنائی ایجاد ہوئی تو اخبار قلمی کہلانے لگے اور جب چھاپہ خانے کا قیام عمل میں آیا تو یہی اخبارات مطبوعہ شکل میں سامنے آگئے۔ جب ہم اس پورے عمل کا جائزہ لیتے ہیں زمانہ قدیم سے اب تک کا تو اس پورے سلسلے میں جو چیز وسیلہ بن رہی ہے خبروں کو چھاپنے سے لے کے خبروں کو دوسروں تک منتقل کرنے تک وہ وسیلہ زبان ہے۔

انسان اپنے خیالات، احساسات اور علم وشعور کو سامنے والے انسان تک پہنچانے کے لیے زبان کا استعمال کرتا ہے جو کہ ذرائعِ ابلاغ کا پہلا وسیلہ ہے۔ صحافت کا دارومدار بھی اسی وسیلے پر ہے بہترین ابلاغ کے

لیے ضروری ہے کہ ایسی زبان کا استعمال کیا جائے جس کا تاثر قاری کے دل میں گھر کرنے کے قابل ہو۔ درست املا و تلفظ کے ساتھ الفاظ کا چناؤ اور درست جملے کا استعمال صحافتی تحریروں کی بنیادی کڑی ہے۔ صحافتی زبان اپنی مخصوص حیثیت رکھتی ہے۔ اگرچہ اخبارات، رسائل، میگزین وغیرہ میں مختلف قسم کا مواد شائع ہوتا ہے لیکن یہاں یہ مواد صحافتی زبان کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا۔ خبریت یا واقعیت صحافت کی بنیادی کڑی ہے اور یہی صحافتی زبان کی بھی بنیاد ہے جس تحریر میں واقعیت موجود نہ ہو اسے صرف تحریر نہیں کہہ سکتے وہ تحریر ادب پارہ کہلائے گی۔ آسان لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ صحافتی زبان سے مراد وہ سلیس تحریر ہے جو تمام ابہام اور تکرارِ لفظی سے پاک ہو، اُس میں واقعیت پائی جاتی ہو، جو اجتماعی رائے کی حامل ہو، جس میں انفرادی رائے کا اظہار نہ ہو۔

صحافتی زبان عوامی بول چال کی زبان ہے۔ یہ ادبی زبان سے بالکل مختلف ہے اگر دونوں زبانوں کا جائزہ لیا جاتا ہے تو جو فرق واضح ہوتا ہے وہ اسلوب اور آہنگ کا ہوتا ہے۔ ادبی زبان کی تحریر تعلیم یافتہ افراد کے لیے لکھی جاتی ہے جب کہ صحافتی زبان نہایت آسان اور عام فہم الفاظ میں لکھی جاتی ہے ۔اخبارات کی زبان قارئین کے مزاج اور جذبات و احساسات کے پیش نظر تشکیل پاتی ہے، جس میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں ۔ بہت سے ماہرین کا کہنا ہے کہ صحافتی زبان کے کئی روپ ہوتے ہیں کیونکہ دیکھا جائے تو صحافتی زبان پر منطقی زبان کے اثرات بہت ہوتے ہیں۔ جب کوئی صحافی اپنے علاقے کی خبریں لکھ کر بھیجتا ہے تو ان میں علاقائی زبان کا رنگ اور لہجے کا اثر نمایاں نظر آتا ہے ۔ صحافتی زبان میں مفہوم کو سامنے والے تک پہنچانے کے لیے فصیح و بلیغ زبان کی ضرورت نہیں ہوتی ہے بلکہ صحافتی زبان عام فہم اور سادہ الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے جس سے سامنے والا آسانی سے سمجھ سکے ۔کسی بھی زبان کے اخبارات کی زبان کیسی ہونی چاہیے ؟ اور اس کے کیا کیا لوازمات ہیں ؟ اس کے تقاضے کیا ہونے چاہیے ؟ ان سوالوں کا جواب مسکین حجازی کی صحافتی زبان کی اس تعریف سے مل جاتا ہے ۔وہ لکھتے ہیں :

> "صحافتی زبان میں مفہوم کی ادائیگی کے لیے ادق مشکل اور بھاری بھرکم الفاظ یا تراکیب کا علم ضروری نہیں ۔سادہ الفاظ میں اس طرح کے مطالب ادا کیے جاسکتے ہیں اور سادہ الفاظ سیکھنا یاد کرنا اور لکھنا مشکل نہیں ہے ۔ جو لوگ ناظرین یا قارئین کو مرعوب کرنے کے لیے مشکل الفاظ استعمال

> کرتے ہیں وہ اصل میں ابلاغ کے تقاضوں سے بے خبر ہیں ۔اس طرح جو لوگ اردو عربی ور فارسی کے مشکل الفاظ کا مجموعہ سمجھ کر اس سے بدلتے ہیں ان کا طرز عمل بھی صحیح ہے ۔۔۔ اس لیے زبان ایسی ہونی چاہیے جسے عام لوگ سمجھ سکیں ۔جب عام لوگوں کو سمجھانے کے خیال سے لکھا جائے تو لازماً زبان آسان بن جائے گی ۔" (۷)

اخبارات کی زبان اس کے قارئین کو دیکھ کے طے کی جاتی ہے۔ کوئی بھی صحافی جب کسی خبر کو تحریر کا حصہ بنا رہا ہوتا ہے تو وہ اپنی علمی زبان کو استعمال نہیں کرتا ہے بلکہ ہمیشہ قارئین کی پسند کو مد نظر رکھ کر سادہ اور عام الفاظ میں لکھنے کو ترجیح دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیں اخباراتی تحریروں میں تکرار لفظی زیادہ نظر آتی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ صحافی کے پاس الفاظ نہیں ہوتے بلکہ وہ تکرار لفظی سے اس لیے بھی کام لیتا ہے تاکہ قارئین ذہنی تناؤ کا شکار نہ ہوں اور پڑھنے والا کسی ابہام کا شکار نہ ہو ۔ سید اقبال قادری نے اخبار کی زبان پر اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا ہے:

> "آسان لفظ کو دقیق لفظ میں ترجیح دی جائے -عام فہم لفظ کو منتخب کر کے خالص ادبی و تکنیکی لفظ سے پرہیز کیا جائے۔ مبہم الفاظ سے احتراز بہت ضروری ہے۔اخباری زبان ہر لفظ سے قابل فہم ہو ۔ایسے ثقیل الفاظ یا سکڑے ہوئے الفاظ استعمال نہ کیے جائیں جس سے عام قاری کی پڑھائی میں خلل پڑے ۔ مروج اصطلاحات ہی کو جگہ دی جائے ۔الفاظ تیز یا روکھے نہ ہوں جملے بھی مختصر ہوں، جملوں کی ساخت بھی پھرتیلا پن دکھایا جائے، انگریزی الفاظ یا غیر معروف نام اور ذو معنی الفاظ لکھتے وقت زیر،زبر اور پیش کے استعمال سے الفاظ کو وضاحت بخشی جائے ۔" (۸)

صحافت کا تعلق عام قاری سے ہوتا ہے اس لیے صحافتی زبان کو ہر قسم کی بناوٹ و تصنع سے پاک ہونا چاہیے۔الفاظ اور جملے مختصر اور سادہ ہونے چاہیں جو قاری کو الجھن میں نہ ڈالیں بلکہ زیادہ سے زیادہ تفہیم فراہم کریں۔ جو الفاظ افہام و تفہیم میں اضافے کے باعث نہ بنیں، تو ان کے استعمال سے اجتناب برتنا چاہیے۔ مسکین علی حجازی صحافتی زبان کے اُسلوب کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"کوئی زبان عوام سے کٹ کر خواص کی زبان بن کر زندہ نہیں رہ سکتی۔ صحافت چونکہ عوام کے لیے ہوتی ہے۔اس لیے زبان ایسی ہونی چاہیے جسے عام لوگ سمجھ سکیں۔ جب عام لوگوں کے خیال سے لکھا جائے گا تو لازماً زبان آسان ہو جائے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر نوع کے ابلاغ میں سامعین یا قارئین کی ذہنی اور علمی حیثیت کو سامنے رکھ کر بات کہی اور لکھی جائے تاکہ وہ آسانی سے سمجھ سکیں۔"(۹)

خبر کو لکھنے میں جملوں کی طوالت کے بارے میں کوئی ایک اصول مختص نہیں، لیکن خبر لکھنے والے کو اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ وہ جملوں کو زیادہ طول نہ دے بلکہ ایک ہدف مقرر کرے کہ جملے میں کتنے الفاظ استعمال کرنے ہیں۔ سوائے کچھ خاص حالات میں، اگر وہ ان اصولوں پر عمل کرئے گا تو اس کے بنائے گئے جملے آسان ہو جائیں گے اور تمام تر غلطیوں اور ابہام سے پاک ہوں گے۔ مشتاق صدف صحافتی زبان کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"صحافتی زبان جامع، سلیس، پُر لطف، عام فہم، معلوماتی اور چست درست ہوتی ہے۔ صحافت میں چھوٹے چھوٹے جملے پیراگراف اور سطور کو ہی زیادہ برتا جاتا ہے اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے طویل جملے کی جگہ مختصر جملے کا استعمال ہوتا ہے۔ پامال اور فرسودہ فقروں، ذومعانی اور متشبہ الفاظ سے انحراف کیا جاتا ہے۔" (۱۰)

معروضیت:

معروضیت کا مطلب ذاتی رائے کی عدم موجودگی ہے۔ کسی صحافی کی تحریر حقائق، مشاہدات اور مستند ذرائع سے انٹرویو یا اُس مسئلے سے واقفیت رکھنے والوں پر مبنی ہونی چاہیے۔ خبریں جس قسم کی بھی ہیں انھیں اسی طرح سامنے لانا چاہیے۔ اس میں کسی ذاتی احساس، تجربات، کیفیات اور ذاتی رائے کو شامل نہیں کرنا چاہیے۔ آپ جو کچھ دیکھتے، سنتے ہیں صرف وہی رائے شامل ہونی چاہیے جو ذرائع کی رائے ہے۔

اختصار:

جدید صحافت میں صحافی کے پاس لکھنے کے لیے بہت سا خبری مواد موجود ہوتا ہے، جسے طوالت کے ساتھ نشر کرنا یا شائع کرنا ناممکنات میں سے ایک ہے۔ اس لیے خبر کو پیش کرتے ہوئے اختصار سے کام لینا ضروری ہے۔ عہد حاضر میں جہاں مصروفیات بہت زیادہ ہیں، وہیں وقت کی قلت بھی ہے۔ ہر شخص مصروف

ہے اور اس مصروف وقت میں اس کے پاس غیر ضروری تفصیلات میں جانا ممکن نہیں ہے، قاری کو ایسی خبر کی ضرورت ہے جو کم وقت میں اس تک اپنا مدعا پہنچا سکے۔ اس لیے ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ اختصار جدید صحافت کی خوبی ہونے کے ساتھ ساتھ عہد حاضر کی ضرورت بھی ہے۔ اس ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے صحافی کو بہت سی خبروں میں سے اہم خبروں کا انتخاب کرتے ہوئے مختصر الفاظ میں اسے قاری تک پہنچانا ہوتا ہے۔

سطحیت:

صحافتی زبان روز نویسی کی ایک اہم مثال ہے۔ صحافی کے سامنے خبروں کے انبار پڑے ہوتے ہیں جنھیں اُسے فوراً قاری تک پہنچانا ہوتا ہے۔ جس کے لیے اُسے فوری بہت کچھ لکھنا ہوتا ہے۔ جس کے لیے وہ موزوں وقت اور طبیعت کی مرضی کا انتظار نہیں کر سکتا نہ ہی وہ کسی گہری فکر کو شامل کر کے خبر پیش کر سکتا ہے۔ صحافی کو ایک ہی دن میں مختلف موضوعات پہ خبریں لکھنا پڑتی ہیں۔ مثلاً سیاست، معاشرتی جرائم، کھیل، موسم، تقریبات وغیرہ اس لیے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی فن کے مخصوص اسلوب کی پیروی نہیں کرتا، اس لیے فطری طور پر اس کی تحریر میں سلاست، سادگی اور سطحیت کی خصوصیت آجاتی ہے۔

ہنگامی پن:

صحافتی زبان فوری اظہار کا نام ہے۔ کوئی بھی خبر ہنگامی صورتِ حال تب ہی اختیار کرتی ہے جب وہ وقت پر شائع ہو۔ اگر خبر بر وقت نہ ہو تو اُس کی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔ وقت گزرنے کے بعد یہ محض رائے بن کے رہ جاتی ہے۔ چناں چہ صحافتی زبان کا اُسلوب ہنگامی نوعیت کا ہوتا ہے۔

واقعیت:

واقعہ یا خبر صحافت کی بنیاد ہے۔ صحافتی زبان حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔ اس کی تحریر تخیلاتی یا فرضی نہیں ہو سکتی۔ واقعیت نام ہی حقائق کے بیان کا ہے۔

پیچیدہ اور طویل جملے:

صحافتی تحریر میں پیچیدہ اور طویل جملوں کا استعمال مفہوم کی ترسیل میں رکاوٹ بنتا ہے اور ان کو پڑھنے اور بولنے میں بھی دقت پیش آتی ہے۔ صحافتی تحریر کی خوبی یہ ہے کہ وہ بول چال کے قریب ہو۔ بول چال میں ہمیشہ چھوٹے چھوٹے جملے استعمال کیے جاتے ہیں تاکہ قاری کو کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

حشو وزوائد:

حشو کے لغوی معنی " ٹھونسنے " کے ہیں، لیکن علم الکلام کی اصطلاح میں اس زائد لفظ کو کہا جاتا ہے جس کے استعمال کرنے سے عبارت کے معنی میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا نہ ہی اس کو حذف کرنے سے عبارت کے معنی میں کوئی فرق پڑتا ہے۔ بلکہ ایسے الفاظ کو عبارت سے نکالنے سے عبارت کی خوبی اور حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔ حشو وزوائد کی اصطلاح ایک ہی ہے ان کا مطلب بھی ایک ہی ہے۔ مثلاً اس کی شجاعت اور دلیری کے واقعات و کہانیاں مشہور ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کی صحافی کو صحافتی تحریر میں اہم واقعات کے بیان کے ساتھ ساتھ اختصار سے بھی کام لینا چاہیے اور ایسے الفاظ کا انتخاب کرنا چاہیے جو کم وقت میں ضروری اور اہم بات بیان کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

افادیت:

صحافتی تحریر کو بیان کرنے کے لیے کوئی بھی زبان محض وسیلہ بننے کا کام کرتی ہے۔ اس لیے صحافت میں آرائش زبان مقصود نہیں کیوں کہ صحافت میں زبان کو محض مفہوم کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر مفہوم کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا جائے تو قاری کی توجہ زبان کے رنگین پردے پر مرکوز رہے گی اور مفہوم اس کی نظر سے دور ہو کر کچھ سے کچھ بن جائے گا۔ اس لیے صحافت میں زبان کو اپنے مفہوم کو بیان کرنے کا وسیلہ بنایا جاتا ہے۔

تکرارِ لفظی:

تکرارِ لفظی سے مراد کسی لفظ یا حرف کو بار بار استعمال کرنے کے ہیں۔ صحافتی تحریر میں تکرارِ لفظی سے کام لینا طوالت کلام کے باعث بنتا ہے۔ تکرارِ لفظی تحریر کی خوب صورتی کو عیب دار بناتی ہے۔ صحافتی تحریر میں صحافی کو ایک جیسی خبریں بار بار لکھنی ہوتی ہیں تو اس لیے اس کی تحریر میں لفظوں کا تکرار اس تحریر کو بوجھل بناتا اور روکھا کر دیتا ہے۔ اس لیے صحافی کو الفاظ کے چناو پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

تعقیدِ لفظی:

تعقیدِ لفظی سے مراد ہے لفظوں کو اپنے صحیح مقام سے آگے پیچھے کر دینا جس سے معنی و مفہوم سمجھنے میں مشکل پیش آئے۔ ادبی تحریروں میں تعقیدِ لفظی کی موجودگی اتنا مسئلہ نہیں بنتی جتنا کہ صحافتی تحریروں میں۔ خاص طور پر اردو زبان میں تحریر لکھتے ہوئے تعقیدِ لفظی سے کام لینا فہم سے باہر ہو جاتا ہے۔

نئے الفاظ کا استعمال:

نئے الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے بہت سے ادیب اور ایڈیٹرز لاپروائی سے کام لیتے ہیں۔ جن کو سمجھنا عام قاری کے بس میں نہیں ہوتا۔ بعض اوقات وہ اسم کو فعل میں تبدیل کرتے ہیں۔ جملے کو مختصر کرنے کے چکر میں اس عمل سے یہ خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ نتیجہ خیز فعل اکثر اصل جملے کے عین مطابق نہیں ہوتا جس کی وجہ سے قاری مفہوم سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے۔ اس لیے لکھاری کو نئے الفاظ متعارف کراتے وقت محتاط ہونا چاہیے اور اگر لفظ دوسری زبان میں ہو تو یہ خاص طور پر ضروری ہے کہ لکھاری ہمیشہ واقف الفاظ کے ساتھ رہے۔

ترجمے کے اصول:

ترجمہ کرتے وقت پہلی بات جو کسی بھی صحافی کے یاد رکھنے کی ہے کہ جب وہ کسی ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرتا ہے تو اس زبان کے الفاظ کو دوسری زبان کے متبادل الفاظ سے تبدیل کرنا نہیں ہوتا بلکہ ترجمہ ایک زبان سے دوسری زبان میں معنی کی منتقلی ہے۔ اس لیے کسی بھی ترجمہ نگار کو پہلے اُس معنی و مفہوم کو سمجھنا ہوگا جو دوسری زبان میں کہا جارہا ہو۔ مفہوم کی ترسیل ترجمہ کا بنیادی مقصد ہے۔ زبانیں صرف مختلف الفاظ کا مجموعہ نہیں ہوتی بلکہ زبانوں میں مختلف گرامر، مختلف الفاظ کے احکامات بھی ہوتے ہیں۔ پروفیسر ظہور الدین اپنے ایک مقالے میں رقمطراز ہیں :

> "ترجمہ ایک ایسا جوہر ہے جو بے محنت پیہم قطعاً نہیں کھلتا ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ترجمہ کا تعلق دو زبانوں سے ہوتا ہے۔ یعنی کسی ایک زبان میں موجود تحریر کو دوسری زبان کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن ہمیں یہ بھی بخوبی معلوم ہے کہ زبانیں محض الفاظ کا انبوہ نہیں ہوتیں۔ وہ اپنے وجود میں ایک مخصوص لسانی کینڈے، مخصوص لب ولہجے، اور زندگی کے مخصوص آداب واطوار کا نظام لیے ہوتی ہیں۔ زبانیں بولنے والوں کے تہذیب وتمدن اور احساسات وجذبات کے اظہار کے مخصوص اسالیب لیے ہوئے ہوتی ہیں۔ چنانچہ ترجمہ کار ترجمہ کرتے وقت ان سبھی کو ملحوظ رکھتے ہوئے مفہوم کی ترسیل کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ زبانوں کو ان کے لسانی وتمدنی انسلاکات سے الگ کرنے کا مطلب ان کی بے حرمتی کرنا اور افہام وتفہیم کی راہیں مسدود کرنا ہے۔" (۱۱)

جن پہ پورا اتر کے اس زبان کے ساتھ انصاف کیا جاسکتا ہے۔ بعض اوقات ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں جن کے لیے دوسری زبانوں میں الفاظ موجود ہی نہیں ہوتے جیسے ایک سائنس دان کی طرف سے بولی جانے والی زبان میں ایسے الفاظ ہو سکتے ہیں جن کا ایک سادہ کسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ج۔ پاکستان میں اردو صحافت کا ارتقاء قیام پاکستان کے بعد (اجمالی جائزہ):

اردو صحافت اپنی پشت پہ ایک روشن ماضی پنہاں رکھتی ہے۔ اردو صحافت کی جہدوجہد آزادی میں ایسا کردار ادا کر رہی ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ ہم یوں کہ سکتے ہیں کہ اردو صحافت برصغیر میں ایک مشن کے طور پر شروع ہوئی تھی، جس نے ہر طبقے میں ایک انقلاب برپا کیا اور ترقی کی منازل طے کیں۔ آج کل کے اس مادہ پرست دور میں دیکھا جائے تو صحافت ایک مشن کے طور پر ہمارے سامنے ہے ہاں مگر بہت سی پابندیوں میں جکڑ کر یہ مشن اصل مقصد پہ پورا نہیں اتر پا رہا۔ اس حوالے سے مولوی محبوب عالم رقمطراز ہیں:

> "اردو صحافت کو اس مقام تک رسائی میں اسے جن ارتقائی مرحلوں اور تجربوں سے گزرنا پڑا ہے اس کی داستان طویل ہے۔ مختصراً کہا جاسکتا ہے کہ اردو صحافت نے ڈیڑھ صدی قبل آغوش غلامی میں آنکھ کھولی۔ پہلی جنگ آزادی میں برطانوی استعمار کے خلاف صف آرا ہوئی پھر اسی استعمار کے سائے تلے پروان چڑھی اور آخر کار اس استعمار کو دیس نکالا دینے کی تحریکات کا ہر اول دستے بنی۔" (۱۲)

برصغیر میں انگریزوں اور ہندوؤں کی تمام تر کوششوں اور رکاوٹوں کے باوجود بھی دنیا کے نقشے میں ایک نیا ملک ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام سے نمودار ہوا۔ لاکھوں لوگوں نے اسلام اور نظریہ پاکستان کی خاطر سب سے بڑی ہجرت کی۔ جب پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم کا وقت آیا تو انگریزوں نے جہاں زمینی تقسیم میں پاکستان کے ساتھ ناانصافی کی وہاں تمام تر مادی وسائل کی تقسیم پر بھی ناروا سلوک برتا۔ انگریز یہ تمام ہندوؤں کی خوشنودی کے لیے ایسا کر رہے تھے کیوں کہ ہندوؤں کا یہ نظریہ تھا کہ اگر پاکستان کو تمام مادی وسائل سے محروم کر دیا جائے تو وہ چند ماہ میں خستہ حالی اور بے روزگاری کا شکار ہو کر دوبارہ ہندوستان میں شامل ہو جائے گا۔

قیامِ پاکستان کے بعد جہاں دوسرے شعبے بد حالی کا شکار تھے وہیں صحافت کا میدان بھی تہی دامن تھا۔ مشرقی اور مغربی پاکستان دونوں میں گنے چنے اخبارات ورسائل کی تعداد موجود تھی کیوں کہ ہندوؤں اور سکھوں نے اپنے تمام اخبارات کو ہندوستان منتقل کر لیا تھا۔ لاہور میں صرف زمیندار، انقلاب، احسان، نوائے وقت، شہباز اور پاکستان ٹائمز رہ گئے تھے۔ کراچی میں صرف ایک اخبار روزنامہ "ملت" چھپا۔ پشاور میں خیبر میں، "الفلاح الجمعیت" اور "سرحد" تھے۔

تقسیم ہندوپاک کے وقت ۴۱۵ روزنامے، اور ماہ نامے شائع ہوتے تھے جن میں سے پاکستان سے ۷۰ اور بھارت سے ۳۴۵ شائع ہونے لگے بعد میں ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔

میر خلیل الرحمان کا روزنامہ جنگ ۱۹۳۹ میں شائع ہونا شروع ہوا۔ اس میں نام ور لکھاریوں کی تحریریں شائع ہوتی تھیں جن میں معروف نام مجید امجد، شوکت تھانوی، ابن انشاء، محمد راشدی اور ابرہیم جلیس کا ہے۔ اس ادارے نے جنگ، عوام، ہفت روزہ، جہاں، اور ڈیلی نیوز بھی شائع کیں۔ "جنگ" اخبار کا آغاز ۱۹۳۹ء کو میر خلیل الرحمٰن نے ہندوستان کے شہر دہلی سے کیا تھا۔

۱۹۴۷ء یعنی آزادی پاکستان کے بعد صحافتی زبان کے امتیاز وخصائص اور اس میں رونما ہونے والی تبدیلیوں اور اس کے محرکات عوامل کا اندازالگانے کے لیے اس دور کے اخبارات کا جائزہ لیناضروری ہے۔ جنگ آزادی پاکستان کے بعد جو اخبار اس ضمن میں اہمیت کا حامل ہے وہ "قومی آواز" ہے جس نے آزادی کے بعد اردو اخبارات میں جدید ترین سیاسی وسیلوں اور تقاضوں سے لیس ہو کر صحافتی زبان کو جدید تقاضوں کے مطابق ایک نئی سمت کی طرف رہ نمائی کی۔ حیات اللہ انصاری جیسے سماجی نظریات رکھنے والی معتبر شخصیت کی زیر سرپرستی شائع ہونے والے اس اخبار نے لسانی حوالے سے اپنے ہم عصر اور بعد میں آنے والے اخبارات کو بے حد متاثر کیا۔ " قومی اخبار " نے صحافتی زبان کو آسان اور عام فہم بنانے کا کام کیا۔

پاکستان کا سب سے قدیم اخبار روزنامہ "نوائے وقت" ہے جو ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء کو سامنے آیا۔ اس کی ادارت حمید نظامی کی زیرِ نگرانی شروع ہوئی تھی۔ دو سال کے لیے یہ ہفت روزہ بن گیا مگر اس کے بعد سے آج تک روزنامہ کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔ ۱۹۴۰ء میں دہلی سے شام کے وقت شائع ہونے والا مختصر اخبار تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد یہ اخبار دہلی سے کراچی منتقل ہوا۔ یہ اخبار میر خلیل الرحمٰن کی زیرِ ادارت شائع ہوتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ پاکستان کا کثیر الاشاعت اخبار بن گیا۔ یہ تب سے اب تک شائع ہوتا آ رہا ہے۔ انگریزی زبان میں ڈان کو مقبولیت حاصل ہے۔ وہ تقسیم سے پہلے ۱۹۴۱ء میں ہفت روزہ شائع ہوتا تھا ایک سال بعد

روزنامہ ہو گیا۔اس کی بنیاد قائد اعظم نے رکھی تھی اور یہ مسلم لیگ تحریک کی آواز کے طور پر ابھرا تھا۔ مارچ۱۹۴۸ء میں "امروز" کے نام سے میاں افتخار الدین نے لاہور سے اجرا کیا۔اس اخبار کی ادارت میں فیض احمد فیض اور چراغ حسن حسرت شامل تھے۔اس اخبار میں دیگر اخباروں کے ساتھ ادبی سرگرمیوں کو بھی اہمیت دی جاتی تھی لیکن یہ اخبار ۱۹۹۱ء میں مسلم لیگ ن کی طرف سے امداد بند کرنے کی وجہ سے بند ہو گیا اور ماضی کا حصہ بن گیا۔

پاکستان میں " جنگ" اخبار کا آغاز ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ہوا۔جس کے بانی میر خلیل الرحمٰن تھے۔یہ روزنامہ اخبار ۴ فروری ۱۹۴۸ء کو پہلی مرتبہ صبح کو شائع ہوا۔وقت گزرنے کے ساتھ یہ اخبار پاکستان کے مختلف شہروں سے شائع ہونے لگا۔

سب سے پہلے "انقلاب" جو معاشی بدحالی اور حکومتی ناروا سلوک کی وجہ سے لوہا منوایا۔وہ مولانا ظفر علی خان کا اخبار "زمیندار" تھا مگر ۱۹۵۳ء میں تحریک ختمِ نبوت کے سلسلہ میں لاہور مارشل لاء نافذ ہوا جس کی وجہ سے سارے اخبارات ایک مہینے کے لیے بند کر دیے گئے۔اُن اخبارات میں ایک "زمیندار" اخبار بھی تھا مگر مارشل لاء ۱۹۵۸ء، ایوب خان کے بعد کچھ عرصہ چلنے کے بعد یہ اخبار مالی بدحالی کا شکار ہو کر بند کرنا پڑا۔

حریت نامی اخبار جس کے مدیر فخر ماتری تھے کافی مقبول تھا۔کراچی سے شائع ہوتا تھا یہ دوسرے اخباروں اور کالموں سے قدر مختلف خبریں شائع کرتا تھا۔۱۹۶۰ء سے شائع ہونا شروع ہوا اور بعد میں نامعلوم وجوہ کی بنا پر بند ہو گیا۔

۱۶ستمبر ۱۹۶۳ء کو لاہور سے عنایت اللہ نے "مشرق" کے نام سے ایک اخبار کی ابتدا کی۔اردو صحافت میں "مشرق" اپنی نوعیت کا منفرد تجربہ تھا۔یکم ستمبر ۱۹۶۴ء میں نیشنل پریس ٹرسٹ نے "مشرق" کو اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔اس وقت یہ واحد اخبار تھا جس کی اشاعت چاروں صوبوں میں بہ یک وقت ہوتی تھی۔

۱۵ مارچ ۱۹۷۱ء کو "جنگ" اخبار لندن سے، ۳۱مارچ ۱۹۷۲ء کو کوئٹہ سے، ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو لاہور سے اور پھر ۲۰۰۲ء کو ملتان سے بھی شائع ہونے لگا۔

روزنامہ پاکستان ۱۹۹۰ سے آج تک شائع ہو رہا ہے۔اس کو لوگوں میں پذیرائی حاصل ہے۔اس کی خبروں کو پسند کیا جاتا ہے۔

بہت سے نئے اخبارات بھی سامنے آ گئے جیسے "نئی روشنی"، "انقلاب"، مسلمان مگر یہ اخبارات زیادہ دیر چل نہیں سکے۔ قیام پاکستان کی جدوجہد میں اخبارات نے اپنا کردار ادا کیا تھا وہ ایک کے بعد ایک بند ہوتے چلے گئے۔

۲۵ دسمبر ۱۹۹۰ء کو ضیاء شاہد نے لاہور سے روزنامہ "پاکستان" کے نام سے اجرا کیا۔ اس اخبار کا لے آوٹ جنگ کے مشابہ تھا۔ اس اخبار نے نئی روایت یہ رقم کی کہ اس نے ملکی اور بین الاقوامی خبروں کے لیے الگ صفحہ متعارف کروایا۔

روزنامہ "اوصاف" ایک بین الاقوامی روزنامہ اخبار ہے۔ جس کا آغاز ۲۵ دسمبر ۱۹۹۷ء کو اسلام آباد سے اشاعت کی صورت میں ہوا تھا جو کہ اب اسلام آباد، لاہور، ملتان، مظفر آباد، گلگت بلتستان، جرمنی اور برطانیہ سے بہ یک وقت شائع ہو رہا ہے۔ گلگت بلتستان سے ۲۰۱۰ء کو روزنامہ کی بنیاد پر شائع ہونے لگا۔ اس وقت اس کے چیف ایڈیٹر مہتاب خان اور ایڈیٹر محسن بلال خان ہیں۔

ضیاء شاہد نے لاہور سے روزنامہ "خبریں" کا اجرا کیا اس اخبار نے بھی اپنی محنت سے کافی مقام بنایا۔ "ڈیلی ٹائم" جو کہ لاہور سے سلمان تاثر نے شروع کیا تھا یہ ایک انگریزی اخبار تھا جس نے اپنا مقام بنا رکھا ہے۔

د۔ گلگت بلتستان میں صحافت کی مختصر روایت:

اٹھائیس ہزار مربع میل کے رقبے پر پھیلا ہوا گلگت بلتستان کا علاقہ سلسلہ ہائے قراقرم، ہندوکش اور ہمالیہ میں گھرا ہوا ہے۔ زمانہ قدیم میں اس علاقے کو شمالی علاقہ جات کہا جاتا تھا۔ ڈوگروں کے تسلط سے پہلے یہ علاقہ وادئ کشمیر کا حصہ تھا جو بعد میں ڈوگروں کے زیرِ حکومت رہا۔ ۱۹۴۸ء میں مقامی لوگوں نے اپنی جدوجہد سے اِس علاقے کو ڈوگروں سے آزاد کرا کے اسلامی جمہوریہ پاکستان کو تحفے کی شکل میں دیا۔

لسانی حوالے سے دیکھا جائے تو یہ علاقہ کثیر اللسانی خطہ ہے۔ بلتی، شینا، بروشکی، کھوار زبان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے جو یہاں کے مختلف علاقوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ان علاقوں میں بسنے والوں کی زبانیں ایک دوسرے سے لسانی طور پر مختلف ہیں۔ اس لیے اس حوالے سے اردو زبان کو ہی اوّلیت حاصل ہے۔ اردو زبان پورے گلگت بلتستان میں رابطے کی زبان ہے اور علاقائی زبانیں رسم الخط کے لیے اردو رسم الخط کی محتاج

ہیں۔ جس طرح ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہندوستان آنے اور انگریزوں کے برصغیر پر قابض ہونے کے بعد انگریزوں کو جو سب سے پہلے ضرورت محسوس ہوئی۔ وہ اس خطے کی زبان کو سمجھنے اور بولنے کی تھی۔

شمالی علاقوں میں مقامی زبانوں کا اوّلین سرمایہ دین و مذہب کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ ابتداء میں یہاں بدھ مت کا راج تھا۔ مذہبی تعلیمات پر مبنی نظمیں بھی موجود ہیں مگر اب متروک ہو چکی ہیں۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی کے آمد کے ساتھ ہی یہاں اسلام کا بول بالا ہوا۔ اس دور میں اردو ادب کی مختلف اصناف جیسے کہ حمد، نعت، قصیدہ، مرثیہ، نوحہ وغیرہ میں طبع آزمائی کی گئی۔ یہاں پر یہ اصناف بڑے طویل عرصے تک فارسی اور عربی زبان میں لکھی جاتی رہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ علاقائی زبانوں میں بھی ان اصناف میں طبع آزمائی کی گئی۔ اس سلسلے میں بلتستان کے نام ور شاعر مستند ادیب راجا محمد علی شاہ صبا لکھتے ہیں :

> " یہ وہی زمانہ تھا جو علاقہ شگر کے راجا مراد علی خان اماچہ یوں تو پہلے ہی فارسی اور بلتی کے مسلمہ شاعر اور استاد فن تھے علم البلاغت اور شاعری کے تمام اصناف سخن صنائع اور بدائع پر مکمل عبور حاصل تھا صنائع معنوی سے زیادہ انھیں صنائع لفظی پر زیدہ عبور حاصل تھا انھوں نے فارسی اور بلتی دونوں زبانوں کو محاسن شعری سے لبریز کیا اور وہ اردو شاعری میں بھی فن دکھانے لگے۔ "(۱۳)

لوک داستانیں اور لوک گیت بھی علاقائی زبانوں میں مروج تھے۔ شمالی علاقہ جات میں اردو ادب کی تاریخ مختلف ادوار سے گزری۔ شمالی علاقہ جات میں اردو ادب کی تاریخ کو قاسم نسیم نے پانچ ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ قاسم نسیم اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "پہلا دور ۱۸۴۰ء سے ۱۹۲۵ء تک کا تھا۔ یہ دور ڈوگرہ حکومت کے جبر و استبداد کا تھا۔ اس دور میں زبان اپنی ارتقائی منازل طے کر کے فارسی، عربی اور ڈوگری کے آمیزش کے بعد خالص اردو زبان کے روپ میں سامنے آتی ہے۔ اس سے پہلے یہاں اردو زبان موجود تھی لیکن اس کو سپیا اور ہندوستانی کے نام سے جانا جاتا تھا۔ دوسرا دور ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۸ء پر مشتمل تھا۔ یہ دور اردو تصنیفات کا دور تھا۔ خاص طور پر اس دور میں مذہبی کتابیں کثرت سے شائع ہوئیں۔ تیسرا دور ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۱ء تک کا تھا۔ اس دور میں علاقے آزاد ہوئے۔ ڈوگرہ حکومت کے ظلم و ستم ختم ہوتے ہی صحافت، ڈراما اور دیگر اصناف ہونے لگی۔ چوتھا دور ۱۹۵۱ء تا ۱۹۷۵ء پر مشتمل تھا۔ اس زمانے میں مقامی قلم کاروں سے پاکستان کے روابط قائم ہوئے۔ اردو ادب

> کے فروغ کے ساتھ مقامی ادبا و شعرا علاقے سے باہر بھی اپنا لوہا منوایا۔ پانچواں دور ۱۹۷۵ء کے بعد کا دور تھا۔ اس دور میں شاعری اور نثر میں طبع آزمائی ہوئی۔ تحقیق، تراجم، صحافت وغیرہ میں مقامی ادیبوں کا حصہ واضح طور پر نظر آتا ہے۔ اس کے ساتھ ادبی تنظیموں کو بھی بہت فروغ حاصل ہوا۔ "(۱۴)

اسی طرح جب ڈوگرہ راج گلگت بلتستان کی سر زمین پر قابض ہوا تو انھوں نے اُردو زبان جو اس کی زبان تھی۔ اُس کی ترویج شروع کی۔ کیوں کہ اس وقت اس خطے میں پڑھے لکھے لوگ بہت کم تھے۔ اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو نہ لکھ سکتے تھے نہ پڑھ سکتے تھے۔ ایسے میں اردو زبان ایک نئی زبان بن کے سامنے آئی تھی۔

۱۸۴۰ء میں جب ڈوگرہ راج لداخ اور بلتستان کے علاقوں میں قابض ہوا تو مہاراجہ کو اپنے حکومتی امور چلانے کے لیے مقامی ملازمین کی ضرورت پیش آئی مگر اس دور میں اس خطے کے لوگ ناخواندہ تھے جو بلتی اور شینا کے سوا کوئی اور زبان سمجھتے ہی نہ تھے۔ فارسی اور عربی کسی حد تک عالمان دین سمجھ پاتے تھے ۔چناں چہ اس وجہ سے مہاراجہ کو کشمیر کے ان علاقوں سے ملازمین منگوانے پڑے جن علاقوں میں تعلیم عام ہوئی تھی اور لوگ اردو لکھ، پڑھ اور بول سکتے تھے۔ اس حوالے سے رقیہ بانو اپنی کتاب "لداخ میں اردو زبان" میں لکھتی ہیں:

> "خطہ لداخ کی زبانوں پر اردو زبان کا اثر بالواسط یا بلاواسطہ ۱۸۴۰ء کے بعد سے شروع ہوا جب لداخ پر ڈوگرہ حکومت کا تسلط قائم ۔مہاراجہ کو لداخ میں نظم و نسق چلانے کے لیے ملازمین کی ضرورت پڑی یہ ضرورت لداخ خطے کے انسانی وسائل سے ممکن نہ تھی کیوں کہ لداخیوں کی اکثریت ناخواندہ تھی اس لیے مہاراجہ کو جموں اور شمالی ہند کے دیگر علاقوں سے ملازمین لانے پڑے جہاں تعلیم عام ہوچکی تھی اور ذریعہ تعلیم اردو تھی ۔چناں چہ ان لوگوں کے توسط سے اردو یہاں پہنچی ۔" (۱۵)

انگریزوں کے دور میں بھی اردو اس علاقے میں رابطے کی زبان بن کے رہی۔ اس سے پہلے مذہبی زبانوں کی حیثیت سے عربی اور فارسی نے بھی اپنے اثرات شینا اور بلتی میں مرتب کیے تھے۔

گلگت میں انیسویں صدی کے اواخر میں پہلا سکول قائم کیا گیا جس میں ذریعہ تدریس اردو ہی انتخاب کیا گیا۔ یوں اردو زبان نے اس خطے میں اپنے قدم جمائے۔ اردو زبان نے نہ صرف روزمرہ بول چال میں تبدیلیاں برپا کی بلکہ یہاں کے ادب کو بھی تبدیلیوں سے ہم کنار کیا۔

مقامی لوگوں نے اردو زبان جیسے سنی ویسے ہی اپنی مقامی زبان کی ساخت میں اس کو قبول کیا۔ جس کی وجہ سے اُردو زبان کی ساخت بڑی حد تک متاثر ہوئی۔ اب بھی بہت سے لوگ مذکر مؤنث، واحد جمع یعنی تذکیر و تانیث کا خیال رکھے بغیر اُردو بولتے ہیں۔ جس کا عکس گلگت بلتستان کے لکھاریوں کی تحریر میں بھی نظر آتا ہے۔ صحیح معنوں میں اگر دیکھا جائے تو گلگت بلتستان میں اُردو کا آغاز و ارتقا ۱۹۴۸ء کی جنگِ آزادی کے بعد نظر آتا ہے۔

انسانی شعور کا بنیادی عنصر تجسس ہے۔ تجسس انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں سے وابستہ ہے، جس میں علم اور مہارت حاصل کرنے، سیکھنے اور خواہش کا عمل پایا جاتا ہے۔ جب انسان نے جنگلوں اور غاروں سے نکل کر زمین میں قدم رکھا اور ایک اجتماعی حیثیت سے خاندانوں، قوموں، قبیلوں کی صورت میں رہنا شروع کیا، وہ ایک دوسرے کے حالات سے باخبر رہنے کی کوشش کرتے رہے۔ جس کے لیے مختلف ذرائع کا استعمال کیا جاتا تھا۔ اسی تبادلہ معلومات نے صحافت کی بنیاد ڈالی۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہی قبائل بڑھتے بڑھتے سلطنت کی شکل اختیار کر گئے۔ سلطنت کے حکمرانوں کے احکامات لوگوں تک پہنچانے کے لیے ترسیل کی ضرورت محسوس کی گئی جس کے لیے مختلف ذرائع کا استعمال کیا جانے لگا۔ دشمن ریاستوں کے جنگی اقدامات اور منصوبوں کے بارے میں معلومات جمع کرنے کے لیے جاسوسی نظام قائم کیا گیا۔ وقت کے ساتھ اس شعبے کو صحافت کا نام دیا گیا اور اس کے لیے کام کرنے والوں کو "صحافی" کا نام دیا گیا۔

گلگت بلتستان میں صحافت کی تاریخ دیکھیں تو سب سے پہلے جو حقائق سامنے آتے ہیں وہ جنگِ آزادی سے قبل نظر آئے ہیں۔ جنگِ آزادی سے قبل ہی یہاں رپورٹنگ کرنے کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ اس حوالے سے سب سے پہلے جو نام سامنے آتا ہے وہ "سیّد محرم علی شاہ" کا آتا ہے جو آزادی سے قبل "زمیندار" اخبار (جس کے بانی اور ایڈیٹر، شاعر، مصنف اور مسلم قوم پرست ظفر علی تھے) کے باقاعدہ نمائندہ تھے۔ اس ضمن میں نام ور صحافی قاسم نسیم رقم طراز ہیں:

> "جیسا کہ آزادی سے قبل "زمیندار" اخبار کے لیے بلتستان کے سید محرم علی شاہ
> باقاعدہ نمائندہ تھے اور بلتستان کے حال و احوال " زمیندار" اخبار میں چھپتے تھے

غالباً" زمیندار" اخبار اس وقت بہ راستہ کشتی بذریعہ ڈاک مخصوص افراد کو ملتے تھے
اس اخبار کی وساطت سے برصغیر کے مسلمانوں کی حالات اور تحریک پاکستان سے
متعلق آگاہی حاصل کرتے تھے۔" (۱۶)

یہ اخبار گلگت بلتستان کی نمائندگی کرتا تھا، جو براہِ راست کشمیر بہ ذریعہ ڈاک مخصوص لوگوں کے لیے بھیجا جاتا تھا۔

ا) غیر مطبوعہ اخبارات:

صدائے جرس :

ابتدائی دور کی بات کی جائے تو گلگت بلتستان کی صحافتی تاریخ میں جو پہلا قلمی اخبار کا ذکر ملتا ہے وہ صدائے جرس کا ہے جو ۱۹۴۹ء میں جاری ہوا۔ اس اخبار میں شروع کے دنوں میں جنگی حالات و واقعات پر مشتمل خبریں شامل ہوتی تھیں، اس میں تنقیدی نوعیت کے مضامین لکھے جاتے تھے۔

"گلگت بلتستان کی تاریخ کا پہلا اخبار ہونے کی بدولت اس اخبار کو کافی پزیرائی حاصل
ہوئی اور عوام کے درمیان کافی مقبولیت حاصل کر لیا اس اخبار میں تنقیدی مضامین
کے ساتھ ساتھ معاشرتی سماجی اصلاح کے لیے بھی مضامین چھپتے تھے۔" (۱۷)

ترجمان:

یہ رسالہ بھی ۱۹۴۹ء میں قلمی رسالے کے طور سے بلتستان سے شائع ہوا۔ یہ اخبار بلتستان کے پہلے صحافی سید محرم علی شاہ کی زیر ادارت شائع ہوتا تھا، جس میں زیادہ تر تبصرے شامل ہوتے تھے۔ یہ پندرہ روزہ رسالہ تھا۔ اس رسالے کو بھی سرکاری طور پر کافی مقبولیت حاصل ہوئی مگر یہ بھی تا دیر چل نہ سکا اور کچھ عرصے بعد بند ہو گیا۔

The Gilgit Spanke:

۱۹۰۶ء میں گلگت سے انگریزی رسالہ "The Gilgit Spanke" کے نام سے شائع ہوا۔ اس رسالے کی خاصیت یہ تھی کہ یہ پہلا رسالہ تھا جو ٹائپ رائٹر سے ٹائپ ہوا تھا۔ اس کو شائع کرنے والے انگریز تھے جو یہاں حکومت کرنے آئے تھے۔ انھوں نے اپنی سہولت کے لیے یہ رسالہ جاری کیا تھا۔

صدائے بلتستان:

لاہور سے ۱۹۵۸ء میں مرزا غلام محمد (جنھوں نے "صدائے بلتستان" شائع کیا تھا)۔انھوں نے ایک باقاعدہ ہفت روزہ اخبار کا اجرا کیا جس کا نام ہفت روزہ "بادشمال" تھا۔اس کے لیے انھوں نے باقاعدہ دفتری سسٹم اپنے مکان کے ایک کمرے میں بنا رکھا تھا۔

بادشمال:

ہفت روزہ اخبار "بادشمال" لاہور سے شمالی علاقوں کے نام پر ۱۹۵۸ء میں شائع ہونا شروع ہوا۔اس اخبار کی کچھ عرصہ ادارت ظفر عزیز نے کی اس کے بعد کچھ عرصہ مظفر علی سالم شگری کی ادارت میں ہفت روزہ اخبار "بادشمال" جاری رہا، جب کہ مینیجنگ ایڈیٹر مرزا غلام محمد تھے۔

ہفت روزہ اخبار "بادشمال" شروع میں چار صفحوں پر مشتمل تھا جب کہ آخری سال میں آٹھ اور کبھی دس صفحات پر مشتمل ہوتا۔اس اخبار کی فی شمارہ قیمت ۲ آنے تھی۔

ہفت روزہ اخبار" بادشمال" یکم جون ۱۹۵۸ء کو شائع ہوا۔یہ اخبار ادارتی بورڈ یا ادارہ تحریر کے زیرِ انتظام جاری ہوتا رہا۔اس بورڈ میں مرزا غلام محمد، عباس مخرون اور فقیر محمد شامل تھے۔ان کی زیرِ نگرانی شائع ہوا۔

قلمی اخبار۔پندرہ روزہ "جمہور":

"جمہور" گلگت بلتستان کا پہلا باقاعدہ پندرہ روزہ قلمی اخبار تھا۔اس کا پہلا شمارہ ۱۵ فروری ۱۹۴۹ء کو "ادارہ تحریر" کے زیرِ اثر منظرِ عام پر آیا۔اعجاز بلتستانی اور ندیم بلتستانی نے اس اخبار کے ادارت کے فرائض سر انجام دیے۔قلمی اخبار "جمہور" گلگت بلتستان میں "مسلم لیگ" کا ترجمان اخبار تھا۔اس اخبار کے پہلے صفحے پر یہ شعر لکھا ہوا تھا۔

"سلطانی جمہود کا آتا ہے زمانہ-----جو نقش کہن تم کو نظر آئے مٹادو۔"

اس اخبار کے مالک وزیر غلام مہدی (مرحوم)۔پندرہ روزہ جمہود تقریباً چھ (٦) شماروں کے بعد ہو گیا۔"(۱۸)

اخبار کے پہلے صفحے کے عین درمیانی باکس میں یہ اشتہاری خبر لکھی ہوئی ہے۔"آپ کا ووٹ پاکستان کی امانت ہے۔"اس پندرہ روزہ قلمی اخبار میں نہ صرف گلگت بلتستان بلکہ اس کے علاوہ مختلف شہروں کی خبریں

بھی موجود ہوتی تھیں۔اس اخبار کے ذریعے مسلم لیگ اور پاکستان کے قیام کے بارے میں اچھے تاثرات پیش کیے جاتے تھے اور لوگوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس دلایا جاتا تھا۔"جمہور" اخبار چار سے چھ صفحات پر مشتمل تھا اور اس کا سائز ہفت روزہ چٹان کے برابر تھا۔اس اخبار کا ہر صفحہ دو کالموں میں منقسم ہوتا تھا۔اخبار کبھی بہت خوش خط ہوتا تھا اور کبھی خوش خطی کا اہتمام معقود نظر آتا تھا۔ "پندرہ روزہ قلمی اخبار "جمہور" کی سرکولیشن محدود تھی۔"

سال نامہ میگزین "شہوار"۱۹۷۳ء میں شائع ہوا۔یہ ایک سکول میگزین تھا۔جوہائی سکول گلگت سے ہیڈ ماسٹر عثمان علی کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔اس کے بعد ۷۴ء۔۱۹۷۳ء میں گلگت کالج سے "سرودِ کوہ ہمالیہ" سے ایک کالج میگزین کا بھی اجرا ہوا تھا۔اسی طرح یہ شمالی علاقہ جات کالج میگزین بنا لیکن اس سے پہلے گلگت میں ہی ۱۹۶۹ء میں ایک رسالہ بنام "گلگت" ماہ نامہ کے طور پر شائع ہوا۔یہ محکمہ ترقی دیہات کی طرف سے محمد خان کی نگرانی میں شائع ہوتا تھا۔

اس کے بعد ۱۹۷۳ء میں ہی ایک رسالہ سالنامہ "میارہ"گلگت بلتستان کے سٹوڈنٹس سنٹرل آرگنائزیشن کی طرف سے شائع ہوا۔لیکن دونوں جلد بند ہو گئے۔ اسی دور میں بلتستان کا ایک رسالہ ماہنامہ کے طور پر "حبل المتین" سے آغا سیّد الموسوی کی ادارت میں لاہور سے شائع ہونا شروع ہوا۔

۲) طبع شدہ اخبارات:

صدائے بلتستان:

یہ اخبار کراچی سے بلتستان سے تعلق رکھنے والے صحافی رضا انصاری نے شائع کیا۔سن اشاعت ۱۹۸۲ء ہے۔یہ اخبار بھی کچھ وقت شائع ہونے کے بعد بند ہو گیا۔

سیاچن:

یہ ہفت روزہ اخبار ایک آرمی آفیسر میجر ریٹائرڈ محمد اقبال نے شروع کیا تھا۔اس اخبار کو گلگت بلتستان کے دور دراز وادیوں میں بھی پذیرائی حاصل ہوئی کیوں کہ یہ اخبار جب شائع ہونا شروع ہوا تو اس وقت سفری سہولیات میں کافی حد تک بہتری آئی تھی۔اس لیے اخبار کی ترسیل میں آسانی ہوئی۔اس اخبار کے مقبول

ہونے کی خاص وجہ یہ تھی کہ اس میں دور دراز کے علاقوں کی خبریں چھپتی تھیں۔اس حوالے سے وزیر حاجی آغار قمطراز ہیں :

"۱۹۹۶ء میں سیاچن کو روزنامے کے طور پر عرض شمال کے پانچوں اضلاع کے صحافیوں نے مل کر راولپنڈی سے ہی نکالا لیکن یہ تجربہ کامیاب نہ ہو سکا۔"(۱۹)

سیاچن نیوز:

بلتستان کے صحافی قاسم نسیم نے سیاچن نیوز کے نام سے ۱۹۹۸ ء کو ایک اخبار شائع کیا۔ یہ اخبار ہفت روزہ تھا۔ اس اخبار کی خاصیت اس حوالے سے ہے کہ اس میں بلتستان کی تاریخ میں پہلی بار خواتین قلم کاروں کے مضامین بھی چھپتے تھے۔اس کی اشاعت وطباعت بلتستان سے ہی ہوا کرتی تھی۔

بیدار:

یہ اخبار بھی بلتستان سے چھپتا ہے جس کے مدیر میر اسلم سحر ہیں۔بیدار کا باقاعدہ اجرا ۲۰۰۱ء کو ہوا۔ شروع کے دنوں میں یہ اخبار ہفت روزہ تھا۔ ۲۰۱۰ء کے بعد یہ روزنامہ کے طور پر آج بھی شائع ہوتا ہے۔

صدائے گلگت:

یہ اخبار بھی گلگت بلتستان سے شائع ہوتا ہے جس کے مجلس ادارت میں احمد ندیم خان، منظر شگری ایڈیٹر ،وزیر مظفر حسین ایگزیکٹو ایڈیٹر وغیرہ شامل ہیں۔

سلام :

یہ اخبار بھی گلگت بلتستان سے آج کل روزانہ کی بنیاد پہ شائع ہوتا ہے۔شروعات میں یہ ہفت روزہ ہوا کرتا تھا۔۲۰۰۹ء میں یہ روزنامہ کے طور پر شائع ہونے لگا۔اس کے چیف ایڈیٹر اشرف عاشور اور ایڈیٹر محمد جعفر ہیں۔یہ اخبار آج بھی باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔

ہ۔ گلگت بلتستان کے منتخب اُردو اخبارات کا اجمالی جائزہ:

کے۔ٹو:

"روزنامہ کے ۔ٹو" کے بانی راجہ حسین خان مقپون پبلشر / چیف ایڈیٹر اور مینجنگ ڈائریکٹر کے پی این گروپ آف نیوز پیپر تھے۔اُن کا تعلق سکردو گلگت بلتستان سے تھا۔ اُن کا شمار خطے کے ممتاز نوجوان صحافیوں میں کیا جاتا تھا۔انھوں نے ۱۹۹۶ء میں "K-2" کو ہفتہ وار اخبار کے طور پر نکالا۔اپنی اشاعتوں کے

ذریعے انھوں نے گلگت بلتستان کے نظر انداز کیے جانے والے باشندوں کے حقوق کے لیے بہت جد وجہد کی اور قومی اور بین الاقوامی سطح پر اپنے علاقے کے حقوق کے لیے جد وجہد کی۔

۲۰۰۶ء میں راجہ حسین خان مقپون نے "قراقرم پبلشنگ نیٹ ورک (KPN) قائم کیا اور "کے ٹو" گلگت بلتستان کے پہلے روزنامہ کے طور پر شائع ہوا۔

کے۔ٹو پبلشنگ نیٹ ورک پرائیوٹ لمیٹڈ جو پہلے قراقرم پبلشنگ نیٹ ورک کے نام سے جانا جاتا تھا۔ راجا حسین خان مقپون نے ۹۰ کی دہائی کے اوائل میں قائم کیا تھا۔یہ اب ملک کے معروف میڈیا گروپوں میں سے ایک ہے اور فخر کے ساتھ درج ذیل اخبارات شائع کرتا ہے۔

روزنامہ "K2" گلگت بلتستان

روزنامہ "K2" راولپنڈی / اسلام آباد

روزنامہ "K2" کراچی

روزنامہ "K2" گلگت بلتستان (انگریزی)

"روزنامہ K-2" گلگت بلتستان گزشتہ ۱۸ سالوں سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔اسے اس علاقے کا پہلا روزنامہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ معیاری نیوز رپورٹس، مضامین اور کالموں کی اشاعت، عوام کی امنگوں اور مسائل کی عکاسی کرتی ہیں۔کے پی این کی تمام اشاعتیں وفاقی حکومت پاکستان کی مرکزی میڈیا فہرست کی ساتھ درج ہیں۔

گلگت بلتستان میں روزانہ K-2 کی گردش اس علاقے میں تقسیم ہونے والے تمام قومی اور علاقائی اخبارات کے مشترکہ سرکولیشن سے زیادہ ہے۔ان اشاعتوں میں سے بیشتر شام کے وقت یا اگلے سب نیوز مارکیٹ میں تقسیم کے لیے آتے ہیں جب کہ روزنامہ K-2 کو صبح سویرے تقسیم کے اپنے قائم کردہ نیٹ ورک کے ذریعے تقسیم کیا جاتا ہے۔تمام اشاعتوں کا ای ورژن (E-Version) انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے۔

کے پی این کو گلگت اور سکردو میں سب سے پہلے پرائیوٹ ایف ایم ۹۹ ریڈیو سٹیشن شروع کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ایف۔ایم ریڈیو پچھلے ۵ سالوں سے کامیابی کے ساتھ اپنی نشریات نشر کر رہا ہے۔

بادشمال:

بادشمال کا باقاعدہ اشاعت کا آغاز سال ۱۹۹۹ء میں ہفت روزہ کی شکل میں ہوا۔ جس کے لیے ڈپٹی کمشنر گانچھے سے ڈکلئریشن لی گئی۔ اخبار کے چیف ایڈیٹر محمد عابد عبد اللہ خان صاحب ہیں۔ ۱۹۹۹ء سے ۲۰۰۳ء تک اخبار کے ایڈیٹر سید اکرام بخاری رہے، بعد ازں محبوب خیام ۲۰۰۳ء سے ۲۰۰۶ء تک ایڈیٹر رہے۔ بادشمال اخبار ۲۰۰۷ء سے ہفت روزہ سے روزنامہ کی شکل میں شائع ہونے لگا۔ ۲۰۱۱ء سے ۲۰۱۹ء تک اخبار کے ایڈیٹر کی خدمات حبیب اللہ سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اس کے بعد ۲۰۲۰ء سے تاحال غلام حسنین شکری بطور ایڈیٹر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ روزنامہ بادشمال گلگت بلتستان کے مسلسل اشاعت کے ۲۳ سال مکمل ہو گئے۔ بادشمال اخبار کو گلگت بلتستان کا پہلا رنگین اخبار ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور محمد عابد عبد اللہ خان صاحب بدستور اخبار کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ اس روز نامے میں معاشرتی، سیاسی، سماجی، کرائم، سپورٹس اور زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق خبریں شائع ہو رہی ہیں۔

محاسب:

پاکستان اور آزاد کشمیر کا مقامی اخبار "روزنامہ محاسب" جو کہ بہ یک وقت گلگت بلتستان، ایبٹ آباد، میرپور سے شائع ہوتا ہے۔ یہ اخبار (اے بی سی) سے تصدیق شدہ اخبار ہے۔ ۱۹۹۵ء میں "روزنامہ محاسب" اسلام آباد سے شائع ہوا۔ اخبار کی صنعت میں ظفر حجازی کا نام ایک معتبر مقام رکھتا ہے۔ ۱۹۹۵ء میں ظفر حجازی نے "روزنامہ اوبصرور اور "روزنامہ الاخبار" اسلام آباد اور "روزنامہ اساس" راولپنڈی سے شائع کیا۔ ایک سال کے قلیل عرصہ میں ظفر حجازی کی ان تینوں اخباروں سے وابستگی ختم ہو گئی۔ انھی دنوں میں ظفر حجازی نے سونی کارپوریشن (جاپان) کی تاریخ پر لکھا گیا مضمون پڑھا۔ جس سے ان کے حوصلہ کو ایک نیا رخ ملا۔ اخبار کی صنعت سے ظفر حجازی کو دلی لگاؤ تھا۔ اس لیے انھوں نے ایک مقامی اخبار شائع کیا، جس کا تعلق آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات سے ہے۔

"روزنامہ محاسب" شام ٦ بجے اسلام آباد سے چھپتا اور اگلے دن ان اخبارات کا پہلا ایڈیشن مذکورہ علاقوں میں فراہم کیا جاتا۔ اس طرح مقامی قاری اگلے روز مقامی اور ملکی خبروں تک رسائی حاصل کر پاتا تھا۔ جلد ہی ظفر حجازی نے نئی تکنیکوں کا استعمال کر کے سنٹرل ہنوز ڈیسک کو اسلام آباد اور مقامی ہنوز اور اخبار کی چھپائی کے سارے کام مقامی شہروں میں منتقل کر دیا۔ اس طرح "روزنامہ محاسب" روزانہ کی بنیاد پر قاری کو

دستیاب ہوا۔ یہ اخبار جو کہ ۱۹۹۷ء میں قائم ہوا تھا وہ مذکورہ علاقوں میں ایک مارکیٹ لیڈر بن گیا تھا۔ "روزنامہ محاسب" کا احاطہ کیا جانے والا علاقہ آزاد کشمیر بھمیر سے شمالی علاقہ جات کے ہنزہ سے شروع ہوتا، میرپور، ڈوڈیل اور ایبٹ آباد جیسے بیشتر شہروں سمیت تقریباً ۱۲ لاکھ افراد کی سرکولیشن ہے۔

"روزنامہ محاسب" ایک آزاد اخبار ہے۔ کسی بھی سیاسی مذہبی یا سماجی جماعت سے منسلک نہیں ہے، جس کی وجہ سے اسے غیر متوازی اعتبار سے حاصل ہے اور وہ صوبہ سرحد، گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر اور ہزارہ ڈویژن میں بڑے پیمانے پر گردش کر رہا ہے۔

حوالہ جات

۱. جہانگیر اردو لغت (جامع ترین) ناشر (فواز نیاز) نیاز جہانگیر پرنٹر، لاہور، س ن، ص ۲۷۔

۲. https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-ikhbaar?lang=ur 09:19 pm.30 nov۔

۳. http://udb.gov.pk/result.php?search=%D8%A7%D8%AE%D8%A8%D8%A7%D8%B1&posi=offline 10 46 pm .1 dec .2022 ۔

۴. ہندی سے ترجمہ؛ بحوالہ سریش گوتم، وینا گوتم، ہندی پتر یکار تا، کل، آج اور کل، س ن، ص ۴۰۔

۵. عبدالسلام خورشید، فن صحافت، مکتبہ کاروں، لاہور، ۱۹۶۰ء، ص ۱۳۶۔

۶. بحوالہ: book of knowledge، ہندوستانی اخبار نویسی، Vol:10، س ن، ص ۳۲۔

۷. مسکین علی حجازی، صحافتی زبان، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۴۶-۴۷۔

۸. سید اقبال قادری، رہبر اخبار نویسی، ترقی اردو بورڈ، نئی دہلی، ۲۰۰۰ء، ص ۲۷۰۔

۹. مسکین علی حجازی، ڈاکٹر، صحافتی زبان، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۴۷۔

۱۰. مشتاق صدف، اردو صحافت، بک ٹاک، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۷۸۔

۱۱. ششماہی مجلہ تسلسل، شعبہ اردو جموں یونیورسٹی، جنوری تا جون ۲۰۰۴، ص ۳۸۔

۱۲. محبوب عالم، مولوی، اردو صحافت کی ایک نادر تاریخ، مرتب طاہر مسعود، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۳۔

۱۳. محمد حسن حسرت، سکردو، بلتستان تہذیب و ثقافت، بلتستان بک ڈپو، بلتستان، ۲۰۰۷ء، ص ۱۰۸۔

۱۴. قاسم نسیم، بلتستان: فروغ اردو میں ذرائع ابلاغ کا کردار (مضمون)، مشمولہ: اخبارِ اردو، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، جولائی، اگست ۲۰۰۳ء، ص ۱۸۴۔

۱۵. قاسم نسیم، بلتستان: فروغ اردو میں ذرائع ابلاغ کا کردار (مضمون)، مشمولہ: اخبارِ اردو، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، جولائی، اگست ۲۰۰۳ء، ص ۱۷۴۔

۱۶. رقیہ بانو، لداخ میں اردو زبان و ادب، کشمیر یونی ورسٹی، حضرت بل، سری نگر، ۲۰۱۴ء، ص ۱۳۱۔

۱۷. حاجی آغا، گلگت بلتستان (شمالی علاقہ جات کی تاریخ صحافت)، مقالہ برائے ایم اے، غیر مطبوعہ، ص ۸ تا ۱۴۔

۱۸. حاجی آغا، گلگت بلتستان (شمالی علاقہ جات کی تاریخ صحافت)، مقالہ برائے ایم اے، غیر مطبوعہ، ص ۸۔

۱۹. حاجی آغا، گلگت بلتستان (شمالی علاقہ جات کی تاریخ صحافت)، غیر مطبوعہ، ص ۱۳۔

باب دوم:

منتخب اردو اخبارات کا لسانی جائزہ

ا۔ منتخب اخبارات کے املا کا جائزہ:

ابتدا میں انسان کے پاس سیکھنے اور سمجھنے کے لیے جو سر چشمہ موجود تھا وہ فطرت ہی تھا۔ انسانی فطرت میں یہ خوبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کر دی گئی ہے کہ وہ ہر کام کو بہتر سے بہتر طریقے سے انجام دے سکتا ہے۔ شروع کے انسانوں کے پاس قدرت الٰہی کے سر چشمے ہی موجود تھے جن کی مختلف شکلوں کو انسان نے اپنی فطرت میں اتار کر مختلف اوزار ایجاد کیے اور انھی اوزاروں اور انسانی فطرت کی جیومیٹری کو حاصلِ نظر رکھ کر املا کا پہلا ڈھانچہ تیار کیا، جو خوب سے خوب تر کا سفر کرتے آج ہمارے سامنے ہے۔ ابتدائی دور پر نظر دوڑائیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ابتدا میں ادب الفاظ تھے نہ کہ حروف، حروف بعد کی تخلیق ہیں۔ ابتدا کے انسان الفاظ کا استعمال کرتے تھے، زبان کے اصول وضوابط سے دور دور تک ان کی آشنائی نہیں تھی۔ لفظوں نے انسان کو اتنا کچھ دیا کہ یہ مقدس لگنے لگے۔ جب الفاظ بے معنی تھے تب ان کی توقیر زیادہ تھی۔

> "ہر چیز لفظ سے شروع ہوتی ہے، جو تھر تھراہٹ و لرزش اور آواز کی ایک صورت ہے۔ ہماری حقیقت ہمارے خواب، ہمارے خیالات سبھی لفظوں کے محتاج ہیں۔ لفظ یعنی ''اسم'' کی برتری نے ہی حضرت آدمؑ کو فرشتوں سے برتر کیا۔ ''علم الاسماء'' سے کون ومکان کی تشکیل ہوئی، گفتگو میں لفظوں کا انتخاب، ادائیگی میں نرمی وتیزی، بولیں تو پھول برسیں جیسے میٹھے بول ہوں یا کورے کاغذ پر لکھی تحریر، الفاظ کا دانش مندانہ استعمال ہی آپ کے ذہن اور تخلیق کار ہونے کی پہچان ہے۔" (۱)

املا سے مراد بولے جانے والے متن کی نقل ہے۔ اس عمل میں ایک شخص جو املا لیتا ہے، وہ بولتا ہے اور دوسرا جو املا لکھ رہا ہوتا ہے، وہ بولے ہوئے الفاظ کو سن کر لکھ دیتا ہے۔ اگر ہم لسانیات کی اصطلاح کے تحت دیکھیں تو املا سے مراد ہے کسی لفظ کو اس زبان کے مقررہ ضابطوں اور اصولوں کے تحت اس طرح لکھنا کہ بولنے اور پڑھنے میں اس کا صحیح تلفظ ادا کیا جا سکے۔ اردو بہت سی زبانوں کا امتزاج ہے اس لیے اردو زبان کے املا میں فارسی، عربی، ترکی اور بھی دیگر زبانوں کے ذخیرہ الفاظ قواعد کی تشکیل میں حصہ پاتے ہیں۔

مولوی غلام رسول کے نزدیک لفظوں کو ان کی لکھاوٹ کے طریقے کے مطابق درست انداز سے لکھنا اور ان کی اصل شکل کے ساتھ لکھنا جس میں وہ پورے معانی دیں املا کہلاتا ہے۔

اوپر کی تعریفوں سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ املا کا تعلق لکھنے سے ہے۔ کون سے حروف کو زیرِ استعمال لا کر کون سا لفظ کس طرح لکھا جائے، جس سے اس لفظ کے معنی اور تلفظ واضح ہوں۔ اگر لفظ کے معنی اور حروف کے لکھنے کا رواج مدِ نظر نہیں رکھا جائے گا، تو وہ مہمل الفاظ بن جائے گا۔ جس کے کوئی معانی نہیں ہوں گے یا پھر کسی ہم آواز سے مل کر کوئی اور معنی بھی دے سکتا ہے۔

کسی بھی عبارت کی بنیادی اکائی جو اسے تشکیل دیتی ہے وہ حروف ہیں اور بہت سے حروف سے مل کر لفظ بنتا ہے، نیز بہت سے الفاظ سے مل کر جملہ بنتا ہے، بعینہٖ جملوں کے باہمی ربط سے عبارت بنتی ہے۔ اس لیے یہ امر بہت ضروری ہے کہ لفظ کی درستی کا خیال رکھیں کیوں کہ کسی بھی عبارت میں حروف کی غلطی لفظ کی غلطی ہے، لفظ کی غلطی سے جملہ غلط ہو گا اور جملہ ہی درست نہیں ہو گا تو عبارت غلط ہو جاتی ہے۔ اس لیے حروف کی تعداد کا تعین ضروری ہے۔ جس لفظ کے لیے جتنے حروف مخصوص ہوں، انھیں حروف کا استعمال کر کے اس لفظ کو لکھا جائے۔ مثلاً "کیے "لکھتے وقت ہم "یے" کے نیچے نقطے بھی لگائیں اور اوپر ہمزہ بھی ڈالیں تو املا غلط ہے۔

اُردو حروف تہجی پر غور کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ بہت سے حروف ہم آواز ہیں جیسے ا،ح،ع،ہ؛ ث، س، ص؛ ذ، ز، ظ؛ ک،ق وغیرہ۔ یہ حروف ہم آواز ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں، کیوں کہ یہ سننے میں یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے:

آر عار

ابد عبد

اَلَم عَلَم

اَمارت عمارت وغیرہ

مختصراً یہ کہ املا سے مراد لفظوں میں صحیح صحیح حرفوں کو مختص کردہ اصول و ضوابط کی روشنی میں درست لکھنا ہے، تا کہ پڑھتے وقت صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیا جاسکتے۔ رشید حسن خان کے بقول:

"اردو کے رسم الخط کے مطابق لفظ میں حرفوں کی ترتیب کا تعین، ترتیب کے لحاظ سے اس لفظ میں شامل حروف کی صورت اور حروف کے جوڑ کا متعارف طریقہ ان سب کے مجموعے کا نام املا ہے۔" (۲)

۱۔ الف مقصودہ:

عربی زبان میں الف کی دو شکلیں ہیں الف ممدودہ اور الف مقصودہ۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ الف ممدودہ کے اوپر مد آتا ہے، جیسے آگ، آم، آگن وغیرہ جب کہ الف مقصودہ کے اوپر مد نہیں ہوتا۔ اِسے الف ممدودہ کی طرح کھینچ کے نہیں پڑھا جاتا ہے، جیسے اب، اٹارنی۔ عربی زبان میں الف مقصودہ اُسے کہتے جو ایسے لفظ کے اوپر چھوٹی الف کی شکل میں لکھا جائے، جن الفاظ کے آخر میں "ی" ہو۔ جیسے ادنیٰ، بُشریٰ، حتیٰ۔ کچھ جگہوں پر یہ مستقل الفاظ کی حیثیت سے شامل کیا جاتا ہے اور بعض جگہوں پر حروف کے اوپر زبر لکھا جاتا ہے۔ یہ دونوں طرح سے لکھنا درست ہے۔ جیسے:

اسحٰق اسحاق

اسمٰعیل اسماعیل وغیرہ

اصلاح رسم الخط کمیٹی نے ایک تجویز پیش کی تھی کہ عربی میں لفظ الف مقصورہ سے لکھے جاتے ہیں، اردو میں وہ معمولی الف سے لکھے جائیں۔ اس تجویز کو اردو کانفرنس میں دوٹوک منظور کیا گیا۔ "عربی ناموں اور عام الفاظ میں الف مقصورہ کی بجائے پورا الف لکھا جائے ابراہیم، اسحاق، اسماعیل وغیرہ۔" (۳)

۲۔ ہائے مخلوطہ (ھ) اور ہائے مدودہ (ہ):

اردو میں ہائے مخلوطہ یعنی دوچشمی "ھ" کبھی "تنہا" نہیں آتی، اس کی آواز ہمیشہ اپنے سے پہلے والے حرف کی آواز میں شامل ہو کر نکلتی ہے جیسے بھ، تھ، ٹھ، پھ، دھ، ڈھ وغیرہ۔

ہائے مدودہ یعنی اکیلی "ہ" اردو خط میں "ہونہار" لکھنا درست ہے جب کہ "ہوھار" لکھنا غلط جب کہ فارسی میں دونوں طریقے درست ہیں۔ اس لیے ان دونوں کو ایک سمجھنے کی کوئی قابل قبول توجیہہ ہے ہی نہیں۔ ہائے مخلوط کے متعلق رشید حسن خان لکھتے ہیں :

"ہمارے نزدیک وہی "ہ" جو ہجوں میں اپنے اول و آخر حروف سے ملے، جیسے : بھی ،بھائی اس کی کتابت دوچشمی "ھ" سے ہوگی۔باقی ہر لفظ میں ایک ایک شوشے سے لکھی جائے گی، جیسے : کہیں، جگہ ،ہو وغیرہ۔" (۴)

ہائے مخلوطہ کی مزید مثالیں:

غلط لفظ	درست لفظ
تمہارا	تمھارا
تمہاری	تمھاری
دولہا	دولھا
دولہن	دولھن

"لولی پوپ نہیں بااختیار صوبہ چاہیے حقوق پر سمجو تا نہیں ہو گا۔"

لولی پوپ نہیں بااختیار صوبہ چاہیے حقوق پر سمجھوتا نہیں ہو گا۔

"زرعی ٹاسک فورس کے مختلف علاقوں میں چاپہ، کئی سٹور سیل "

زرعی ٹاسک فورس کے مختلف علاقوں میں چھاپہ، کئی سٹور سیل۔

"افغانستان میں امن کے خواہاں مدد جاری رکہیں گے۔"

افغانستان میں امن کے خواہاں مدد جاری رکھیں گے۔

"سکردو سردی بڑہ گئی بجلی آتی نہیں ایل پی جی بھی مہنگی۔"

سکردو سردی بڑھ گئی بجلی آتی نہیں ایل پی جی بھی مہنگی۔

۳۔ ہمزہ اور الف:

عربی میں بہت سے ایسے الفاظ جن کے آخر میں ہمزہ لکھا جاتا ہے۔ اردو نے انھیں بغیر ہمزہ کے اپنایا ہے۔ اس لیے ان الفاظ کو بغیر ہمزہ کے لکھنا درست ہو گا جیسے ادبا، جزا، ضیا وغیرہ۔

۴۔ الف بجائے ہائے مختفی:

اردو میں مروج دیگر تمام زبانوں (عربی، فارسی کے ماسوا) کے الفاظ جن کے آخر میں "الف" کی آواز آتی ہے۔ اُن کے آخر میں الف ہی لکھنا بہتر ہے۔ جیسے بھانجا، ڈاکیا، راجا گھونسلا وغیرہ۔

فارسی اور عربی کے وہ الفاظ جنھیں اردو میں کمی بیشی کر کے استعمال کیا جاتا ہے، اُنھیں دونوں طرح سے لکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً چغہ، چغا، خاکہ، خاکا، نقشہ، نقشا وغیرہ۔ غالباً سب سے پہلے عہد عالم گیر میں اس طرف توجہ کی گئی ہے۔ شیرانی صاحب نے لکھا ہے:

> " اردو کا آخری الف لاحقہ، بہ تقلید فارسی (ہ) کی شکل میں لکھا جاتا تھا مثلاً لہسوڑہ، چونہ، بنگلہ وغیرہ عالم گیر کے دور میں فضال خان کے عرض کرنے پر کہ ہندی رسم الخط میں اسم و کلمہ کے آخر میں (ہ) نہیں آتی بل کہ الف ہوتا ہے ۔۔۔اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ کو الف کے ساتھ لکھا جائے؛عالم گیر نے یہ تجویز پسند کی اور حکم دیا کہ آئندہ اردو کے ایسے الفاظ (ا) کے ساتھ لکھے جائیں جیسے مالودہ کو مالودا، بنگلہ کو بنگلا۔۔ اس فرمان کی تعمیل نا صرف شاہی دفاتر اور ٹکسالوں میں ہوئی بل کہ اردو خواں لوگوں نے بھی یہی املا اختیار کر لیا۔اور آئندہ چونا، ہیرا لکھا جانے لگا۔" (۵)

ب۔ منتخب اردو اخبارات میں املا کی اغلاط:

مرکبات:

مرکب الفاظ کو ملا کر لکھنا غلط ہو گا، جیسے آب پارہ، خوب تر، کے لیے، اس طرح، جاؤں گا وغیرہ۔ مرکب الفاظ کو الگ لکھنا لازمی ہے، کیوں کہ اِن میں ہر لفظ کے الگ معنی ہیں۔ مولانا احسن مارہروی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> " جو الفاظ الگ الگ لکھے جانے میں اجنبی نہیں معلوم ہوتے، اور جن کی ترکیب بھی جداگانہ ہے، اکثر جدا جدا لکھے جائیں گے، جیسے کے لیے، جب کہ، اس لیے، حالاں کہ، چناں چہ، کون سی، خوب صورت، جائیں گے، جائے گا، کریں گے، جس طرح ۔۔۔ وغیرہ۔"(۶)

کچھ مرکبات ایسے بھی ہیں جنھیں ملا کر لکھنا چاہیے۔ شبنم، شمشیر۔

مرکبات کے سلسلے میں دونوں کمیٹیوں یعنی مقتدرہ قومی زبان اور اردو بورڈ کی سفارشات پر غور کریں، توسفارش کی ہے جیسے انسٹیٹیوٹ ، کینڈی جب کہ ترقی بورڈ نے بے کار ،بے شک ،بے دخل جیسے مروج الفاظ کو بھی جوڑ کر لکھنے کی سفارش کی ہے۔

دونوں کمیٹیوں نے ہمزہ کے ذیل میں لفظ انشاء اللہ لکھا ہے جو مروج ہونے کے باوجود بھی غلط ہے کیوں کہ عربی میں ان شاءاللہ کو الگ الگ لکھا جاتا، جس کے ہر لفظ کے الگ معنی ہیں۔ اس حوالے سے رؤف پاریکھ رقمطراز ہیں :

> "حقیقت یہ ہے کہ انشاء اللہ رائج ہونے کے باوجود بھی غلط ہے کیو نکہ ان شاءاللہ ایک عربی ترکیب ہے جس میں"ان "کے معنی اگر ہیں اور"شا"کے معنی ہیں چاہا تو جب کہ" انشا"کا مطلب ہی کچھ اور ہے اور عموماً شعرو ادب، تصنیف وغیرہ کے معنوں میں آتا ہے اس لیے انشا ٔاللہ ہی لکھنا چاہیے تاکہ مفہوم کچھ اور نا بنے۔" (۷)

کیلیے:

> "راجہ اعظم خان اور پی ٹی آئی کی حمایت مشیر یا وزیر بننے کیلیے نہیں بلکہ سیاسی اصولوں کے بنیاد پر علاقے کی ترقی کیلیے کی ہے۔"

(روزنامہ محاسب۲۹نومبر ۲۰۲۰ء)

راجہ اعظم خان اور پی ٹی آئی کی حمایت مشیر یا وزیر بننے کے لیے نہیں بلکہ سیاسی اصولوں کے بنیاد پر علاقے کی ترقی کے لیے کی ہے۔

> "وزیر اعلیٰ کے امیدوار کیلیے خالد خورشید اور فتح اللہ خان میں مقابلہ تھا۔"

(روزنامہ محاسب۲۸نومبر ۲۰۲۰ء)

وزیر اعلیٰ کے امیدوار کے لیے خالد خورشید اور فتح اللہ خان میں مقابلہ تھا۔

> " سپیکر شب کیلیے پاکستان تحریک انصاف کے امجد علی زیدی اور مسلم لیگ ن کے غلام محمد کے درمیان مقابلہ ہوا۔"

(روزنامہ محاسب۲۷نومبر ۲۰۲۰ء)

سپیکر شب کے لیے پاکستان تحریک انصاف کے امجد علی زیدی اور مسلم لیگ ن کے غلام محمد کے درمیان مقابلہ ہوا۔

"پرامن الیکشن کیلیے تمام اختیارات استعمال کریں گے۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۲ نومبر ۲۰۲۰ء)

پرامن الیکشن کے لیے تمام اختیارات استعمال کریں گے۔

"امیدواروں کی ووٹ کیلیے گھر گھر الیکشن کمپین جاری۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۱ نومبر ۲۰۲۰ء)

امیدواروں کی ووٹ کے لیے گھر گھر الیکشن کمپین جاری۔

"جوانوں کیلیے انتخابی ضابطہ عمل سے متعلق آگاہی نشستوں کا اہتمام کیا جائے۔"

(روزنامہ بادشمال ۲ نومبر ۲۰۲۰ء)

جوانوں کے لیے انتخابی ضابطہ عمل سے متعلق آگاہی نشستوں کا اہتمام کیا جائے۔

"حلقہ ایک میں کمیٹی بنا کر مسلکی بنیاد پر ووٹ ڈالنے کیلیے کوشش کی جارہی ہے۔"

(روزنامہ بادشمال ۷ نومبر ۲۰۲۰ء)

حلقہ ایک میں کمیٹی بنا کر مسلکی بنیاد پر ووٹ ڈالنے کے لیے کوشش کی جارہی ہے۔

"سکردو بیلٹ کیلیے جعلی دوخواست پر معذوروں کا فوکل پرسن طلب۔"

(روزنامہ کے۔ٹو ۲۴ نومبر ۲۰۲۰ء)

سکردو بیلٹ کے لیے جعلی درخواست پر معذوروں کا فوکل پرسن طلب

"ٹیکسٹائل پالیسی منظوری کیلیے آئندہ "سکردو بیلٹ کیلیے جعلی درخواست پر معذوروں کا فوکل پرسن طلب۔

(روزنامہ کے۔ٹو ۲۴ نومبر ۲۰۲۰ء)

"سکردو بیلٹ کیلیے جعلی درخواست پر معذوروں کا فوکل پرسن طلب۔"

(روزنامہ کے۔ٹو ۲۴ نومبر ۲۰۲۰ء)

سکردو بیلٹ کے لیے جعلی درخواست پر معذوروں کا فوکل پرسن طلب

سکردو بیلٹ کے لیے جعلی درخواست پر معذوروں کا فوکل پرسن طلب۔فتۃ ای سی سی کو بھجوائی جائیگی۔"

روزنامہ کے ٹو ۲۴ نومبر ۲۰۲۰ء

ٹیکسٹائل پالیسی منظوری کے لیے آئندہ ہفتے ای سی سی کو بھجوائی جائے گی۔

ہونیکا:

"دیامر میں ۱۰۰۰ جعلی پوسٹل بیلٹ جاری ہونیکا الزام۔"

روزنامہ کے ٹو ۱۴ نومبر ۲۰۲۰ء

دیامر میں ۱۰۰۰ جعلی پوسٹل بیلٹ جاری ہونے کا الزام۔

دینگے:

"سکردو کی خواتین کو بااختیار سیٹ اپ دینگے۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۱ نومبر ۲۰۲۰ء)

سکردو کی خواتین کو بااختیار سیٹ اپ دیں گے۔

"عوام کو تمام سہولیات دینگے۔"

(روزنامہ بادشمال ۲ نومبر ۲۰۲۰ء)

عوام کو تمام سہولیات دیں گے۔

"گلگت بلتستان کے عوام اس حکومت کا ساتھ نہیں دینگے۔"

(روزنامہ بادشمال ۷ نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت بلتستان کے عوام اس حکومت کا ساتھ نہیں دیں گے۔

"ن لیگ کے امیدوار لوٹوں کو شکست دینگے۔"

(روزنامہ بادشمال ۹ نومبر ۲۰۲۰ء، ص)

ن لیگ کے امیدوار لوٹوں کو شکست دیں گے۔

"بلاول نے بلتستان میں اپنی تقریر میں بولا تھا گلگت بلتستان کو سندھ بنا دینگے۔"

(روزنامہ محاسب ۱۹ نومبر ۲۰۲۰ء، ص ۸)

بلاول نے بلتستان میں اپنی تقریر میں بولا تھا گلگت بلتستان کو سندھ بنا دیں گے۔

دھاندلی:

"سکردو حلقہ ایک میں دھندلی کی وجہ سے ہارے ہیں۔"

(روزنامہ محاسب ۱۹ نومبر ۲۰۲۰ء، ص ۸)

سکر دو حلقہ ایک میں دھاندلی کی وجہ سے ہارے ہیں۔

"مقامی قیادت مطمئن مرکزی رہنما دھندلی کے الزامات لگا رہے ہیں۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۳نومبر ۲۰۲۰ء، ص۸)

مقامی قیادت مطمئن مرکزی رہنما دھاندلی کے الزامات لگا رہے ہیں۔

"۲۰۱۸ءکے الیکشن میں کوئی دھندلی نہیں ہوئی۔"

(روزنامہ کے ٹو۱۸نومبر ۲۰۲۰ء، ص۱)

۲۰۱۸ءکے الیکشن میں کوئی دھاندلی نہیں ہوئی۔

جائیگا:

"شہدااور غازیوں کی قربانیوں کو یادرکھا جائیگا۔"

(روزنامہ بادشمال ۲نومبر ۲۰۲۰ء)

شہدااور غازیوں کی قربانیوں کو یادرکھا جائے گا۔

"گلگت بلتستان کے وزیر اعلیٰ کیلیے متوقع نام وزیر اعظم کو پہنچا دیئے گئے ہیں ایک دو دن میں فیصلہ ہو جائیگا۔"

(روزنامہ بادشمال ۲۵نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت بلتستان کے وزیر اعلیٰ کے لیے متوقع نام وزیر اعظم کو پہنچا دیے گئے ہیں ایک دو دن میں فیصلہ ہو جائے گا۔

"ہر طالب علم کے پاس لیپ ٹاپ نہیں سکولوں میں ہوم ورک دیا جائیگا۔"

(روزنامہ بادشمال ۲۵نومبر ۲۰۲۰ء)

ہر طالب علم کے پاس لیپ ٹاپ نہیں سکولوں میں ہوم ورک دیا جائے گا۔

"تحریک انصاف کا کارنامہ تاریخ میں سنہرے حروف میں لکھا جائیگا۔"

(روزنامہ کے ٹو۲نومبر ۲۰۲۰ء، ص۱)

تحریک انصاف کا کارنامہ تاریخ میں سنہرے حروف میں لکھا جائے گا۔

کرونگا:

"بے روزگاری کے خاتمے اور صحت، تعلیم کے لیے دن رات کام کرونگا۔"

(روزنامہ کے ٹو۱۹نومبر ۲۰۲۰ء، ص۱)

بے روزگاری کے خاتمے اور صحت، تعلیم کے لیے دن رات کام کروں گا۔

"اہلیان تھگمو اور مھو چھمو کی حمایت پر مشکور جیت کر شگر میں ترقیاتی کام تیز کرونگا۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۳نومبر ۲۰۲۰ء، ص۸)

اہلیان تھگمو اور مھو چھمو کی حمایت پر مشکور جیت کر شگر میں ترقیاتی کام تیز کروں گا۔

کرنیوالے:

"ڈوگروں نے آزادی کے لیئے جد وجہد کرنیوالے قومی ہیروز کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔"

(روزنامہ بادشمال ۲نومبر ۲۰۲۰ء)

ڈوگروں نے آزادی کے لیئے جد وجہد کرنے والے قومی ہیروز کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

کیخلاف:

"گلگت میں انتخابی نشان کیخلاف مظاہرے بازار بند کرفیو کا سماں۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۸نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت میں انتخابی نشان کے خلاف مظاہرے بازار بند کرفیو کا سماں۔

" غیر معیاری اشیاء کی موجودگی اور صفائی کا خیال نہ رکھنے والوں کیخلاف سخت کاروائی کرنے کا اعلان۔"

(روزنامہ محاسب ۱۹نومبر ۲۰۲۰ء)

غیر معیاری اشیاء کی موجودگی اور صفائی کا خیال نہ رکھنے والوں کے خلاف سخت کاروائی کرنے کا اعلان۔

" مینڈیٹ کو چرانے والوں کیخلاف ہم آخری حد تک جائیں گے۔"

(روزنامہ بادشمال ۲۵نومبر ۲۰۲۰ء)

مینڈیٹ کو چرانے والوں کے خلاف ہم آخری حد تک جائیں گے۔

" پیپلز پارٹی کا انتخابی نتائج کیخلاف گلگت بلتستان بھر میں احتجاجی مظاہرے۔"

(روزنامہ بادشمال ۲۵نومبر ۲۰۲۰ء)

پیپلز پارٹی کا انتخابی نتائج کے خلاف گلگت بلتستان بھر میں احتجاجی مظاہرے۔

"پرامن مظاہرین پر لاٹھی چارج آنسو گیس کیخلاف سڑکوں پر دھرنے ہوں گے۔"

(روزنامہ بادشمال ۲۴ نومبر ۲۰۲۰ء)

پرامن مظاہرین پر لاٹھی چارج آنسو گیس کیخلاف سڑکوں پر دھرنے ہوں گے۔

"۲۰ نامعلوم افراد کیخلاف مقدمہ درج۔"

(روزنامہ بادشمال ۲۴ نومبر ۲۰۲۰ء)

۲۰ نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج۔

"گلگت میں خود ساختہ مہنگائی کرنے والوں کیخلاف سخت کاروائی کا حکم۔"

(روزنامہ کے ٹو ۹ نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت میں خود ساختہ مہنگائی کرنے والوں کے خلاف سخت کاروائی کا حکم۔

جاونگا:

"حکومت اور وزیر اعلیٰ بنا کر واپس جاونگا۔"

(روزنامہ محاسب ۱۳ اکتوبر ۲۰۲۰ء، ص ۱)

حکومت اور وزیر اعلیٰ بنا کر واپس جاؤں گا۔

"پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہونے کے بعد ہی واپس جاؤنگا۔"

(روزنامہ کے ٹو ۲ نومبر ۲۰۲۰ء، ص ۱)

پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہونے کے بعد ہی واپس جاؤں گا۔

لینگے:

"ہم عارضی ملازمین کے ساتھ کھڑے ہیں ہر صورت میں ایکٹ پر عملدرآمد کروا کے دم لینگے۔"

(روزنامہ محاسب ۱۳ اکتوبر ۲۰۲۰ء، ص ۸)

ہم عارضی ملازمین کے ساتھ کھڑے ہیں ہر صورت میں ایکٹ پر عمل درآمد کروا کے دم لیں گے۔

جسکی:

"کارکنوں کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کیئے گئے ہیں جسکی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔"

(روزنامہ محاسب ۳۰ نومبر ۲۰۲۰ء، ص)

کارکنوں کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کیے گئے ہیں جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔

"سردی بڑھتے ہی بجلی گھروں کے لیے پانی کی فراہمی کم ہو گی ہے جسکی وجہ سے بجلی
پیداوار میں کمی ہوئی ہے۔"

(روزنامہ محاسب ۲۸ نومبر ۲۰۲۰ء، ص)

سردی بڑھتے ہی بجلی گھروں کے لیے پانی کی فراہمی کم ہو گئی ہے جس کی وجہ سے بجلی پیداوار میں کمی ہوئی ہے۔

پڑیگی:

"ملک دشمن بیانیہ کے پیروکاروں کو منہ کی کھانی پڑیگی۔"

(روزنامہ بادشمال ۹ نومبر ۲۰۲۰ء)

ملک دشمن بیانیہ کے پیروکاروں کو منہ کی کھانی پڑے گی۔

لیکر:

"تحریک انصاف کے امیدوار کرنل عبداللہ بیگ نے ۵۱۷۰ ووٹ لیکر کامیاب۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۹ نومبر ۲۰۲۰ء)

تحریک انصاف کے امیدوار کرنل عبداللہ بیگ نے ۵۱۷۰ ووٹ لے کر کامیاب۔

"کاظم میثم نے پہلی مرتبہ الیکشن میں حصہ لیکر کامیابی حاصل کی۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۹ نومبر ۲۰۲۰ء)

کاظم میثم نے پہلی مرتبہ الیکشن میں حصہ لے کر کامیابی حاصل کی۔

"انہیں گلگت پاکستان کا خیال تب آیا جب انہوں نے خپلو سے لیکر سکردو تک عوام کی
طرف سے میر اشاندار استقبال دیکھا۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۳ نومبر ۲۰۲۰ء، ص ۱)

انھیں گلگت پاکستان کا خیال تب آیا جن انھوں نے خپلو سے لے کر سکردو تک عوام کی طرف سے میرا شان دار استقبال دیکھنا۔

جبکہ:

"عبداللہ بیگ ۵۱۷۰ جبکہ دوسرے نمبر پر پی ٹی آئی انقلاب گروپ کے نور محمد نے
۴۸۸۲ ووٹ لیے۔"

(روزنامہ کے ٹو۱۹نومبر ۲۰۲۰ء)

عبداللہ بیگ ۵۷۱۰ جب کہ دوسرے نمبر پر پی ٹی آئی انقلاب گروپ کے نور محمد نے ۴۸۸۲ووٹ لیے۔

اسکی:

"ہمیں اسکی غیر اخلاقی و غیر شرعی گفتگو پر کوئی حیرت نہیں۔"

(روزنامہ کے ٹو۹نومبر ۲۰۲۰ء)

ہمیں اس کی غیر اخلاقی و غیر شرعی گفتگو پر کوئی حیرت نہیں۔

کیساتھ:

"خواتین اساتذہ کی ڈیوٹیاں ضلع دہام کے پولنگ سٹیشنز میں رکھنا خواتین اساتذہ کیساتھ زیادتی ہے۔"

(روزنامہ کے ٹو۹نومبر ۲۰۲۰ء)

خواتین اساتذہ کی ڈیوٹیاں ضلع دہام کے پولنگ سٹیشنز میں رکھنا خواتین اساتذہ کے ساتھ زیادتی ہے۔

"ماضی میں کھرمنگ کیساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔"

(روزنامہ کے ٹو۱۹نومبر ۲۰۲۰ء)

ماضی میں کھرمنگ کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔

اسطرح:

"دیگر صوبوں میں بھی اسطرح کے ایکٹ پاس کیے گئے اور ملازمین ریگولر ہوں گے۔"

(روزنامہ محاسب ۱۳اکتوبر ۲۰۲۰ء، ص۶)

دیگر صوبوں میں بھی اس طرح کے ایکٹ پاس کیے گئے اور ملازمین ریگولر ہوں گے۔

کیطرف:

"اسمبلی سے منظور ہونے کے بعد بیوروکریسی کیطرف سے رکاوٹیں ڈالنا مناسب نہیں۔"

(روزنامہ محاسب ۱۳اکتوبر ۲۰۲۰ء، ص۸)

اسمبلی سے منظور ہونے کے بعد بیوروکریسی کی طرف سے رکاوٹیں ڈالنا مناسب نہیں۔

فلکشگاف:

"عمائدین حلقے کے امیدوار کو ہار پہناتے ہوئے فلکشگاف نعرے بھی لگاتے رہے۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۳نومبر ۲۰۲۰ء، ص۸)

عمائدین حلقے کے امیدوار کو ہار پہناتے ہوئے فلک شگاف نعرے بھی لگاتے رہے۔

بیانئے:

"گلگت بلتستان کے عوام اپوزیشن بیانئے کے ساتھ کھڑے ہیں۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۸نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت بلتستان کے عوام اپوزیشن بیانیے کے ساتھ کھڑے ہیں۔

صورتحال:

"خطے کی سیکیورٹی صورتحال پر بات چیت۔"

(روزنامہ محاسب ۱۳اکتوبر ۲۰۲۰ء، ص۱)

خطے کی سیکیورٹی صورت حال پر بات چیت۔

بیتاج:

"کرپشن کے بیتاج بادشاہ حفیظ الرحمٰن نے سر تاج عزیز کمیٹی رپورٹ کو سپوتاژ کر دیا۔"

(روزنامہ محاسب ۱۳اکتوبر ۲۰۲۰ء)

کرپشن کے بے تاج بادشاہ حفیظ الرحمٰن نے سر تاج عزیز کمیٹی رپورٹ کو سپوتاژ کر دیا۔

دیکر:

"سعدیہ دانش شہید بینظیر کاوژن لے کر آ رہی ہیں انہیں ووٹ دیکر کامیاب کریں۔"

(روزنامہ محاسب ۱۳اکتوبر ۲۰۲۰ء، ص۸)

سعدیہ دانش شہید بے نظیر کاوژن لے کر آ رہی ہیں انھیں ووٹ دے کر کامیاب کریں۔

ہونگی:

"تربیلہ ڈیم کی کار آمد میعاد میں اضافہ ہوگا۔ علاقے میں معاشی سرگرمیاں تیز ہونگی۔"

(روزنامہ کے ٹو ۲ نومبر ۲۰۲۰ء، ص ۱)

تربیلہ ڈیم کی کار آمد میعاد میں اضافہ ہو گا۔ علاقے میں معاشی سر گرمیاں تیز ہوں گی۔

عاید:

"مرکزی قیادت دھاندلی کے الزامات عاید کر رہی ہے۔"

(روزنامہ باد شمال ۱۳ نومبر ۲۰۲۰ء، ص ۸)

مرکزی قیادت دھاندلی کے الزامات عائد کر رہی ہے۔

اہلکار:

"پنجاب سے ۲۰۰ پولیس اہلکار شگر پہنچ گئے۔"

(روزنامہ باد شمال ۱۳ نومبر ۲۰۲۰ء، ص ۱)

پنجاب سے ۲۰۰ پولیس اہل کار شگر پہنچ گئے۔

دیدی:

"پر امن الیکشن کیلیے سیکورٹی پلان کو حتمی شکل دیدی ہے۔"

(روزنامہ باد شمال ۱۳ نومبر ۲۰۲۰ء، ص ۸)

پر امن الیکشن کے لیے سیکورٹی پلان کو حتمی شکل دے دی ہے۔

"الیون اسٹار امپھری کلب نے جی سی سی کو ۱ گول سے شکست دیدی۔"

(روزنامہ محاسب ۲ نومبر ۲۰۲۰ء)

الیون اسٹار امپھری کلب نے جی سی سی کو ۱ گول سے شکست دے دی۔

"الیکشن کمیشن کو دھاندلی کیخلاف درخواست بھی دیدی۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۸ نومبر ۲۰۲۰ء)

الیکشن کمیشن کو دھاندلی کے خلاف درخواست بھی دے دی۔

ہونگے:

"احمد علی سید مہدی شاہ کے حق میں دستبردار ہونگے۔"

(روزنامہ کے ٹو ۲ نومبر ۲۰۲۰ء)

احمد علی سید مہدی شاہ کے حق میں دستبردار ہوں گے۔

دیدیا:

"چیف الیکشن کمشنر گلگت بلتستان نے جی بی اے ۲۱ غذر ۳ کے ایک پولنگ اسٹیشن پر دوبارہ پولنگ کا حکم دیدیا۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۸ نومبر ۲۰۲۰ء)

چیف الیکشن کمشنر گلگت بلتستان نے جی بی اے ۲۱ غذر ۳ کے ایک پولنگ اسٹیشن پر دوبارہ پولنگ کا حکم دے دیا۔

کرنیوالوں:

"الیکشن کمشنر ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کرنیوالوں کو نااہل قرار دیں۔"

(روزنامہ باد شمال ۱۳ نومبر ۲۰۲۰ء، ص ۸)

الیکشن کمشنر ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کرنے والوں کو نااہل قرار دیں۔

کیلیے:

"گلگت بلتستان کیلیے کوئی قانون سازی تو دور اسمبلی میں ایک قرار داد تک نہیں لا سکے۔"

(روزنامہ باد شمال ۱۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت بلتستان کے لیے کوئی قانون سازی تو دور اسمبلی میں ایک قرار داد تک نہیں لا سکے۔

"ہم نے پنتیس سال سے سال سے بغیر اقتدار کے گلگت بلتستان کے عوامی اور بنیادی حقوق اور مسائل کے حل کیلیے آواز بلند کی ہے۔"

(روزنامہ باد شمال ۱۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

ہم نے پینتیس سال سے سال سے بغیر اقتدار کے گلگت بلتستان کے عوامی اور بنیادی حقوق اور مسائل کے حل کے لیے آواز بلند کی ہے۔

"غیر معیاری اشیاء اور مضر صحت خوردنوش اشیاء کی روک تھام کیلیے فوری اور سخت اقدامات اٹھائے جائیں۔"

(روزنامہ "کے ٹو" گلگت بلتستان (۲) ۲۷ نومبر ۲۰۲۰ء)

غیر معیاری اشیا اور مضر صحت خورد نوش اشیا کی روک تھام کے لیے فوری اور سخت اقدامات اٹھائے جائیں۔

"سکر دو بیلٹ کیلیے جعلی دو خواست پر معذوروں کا فوکل پر سن طلب۔"

(روزنامہ کے۔ٹو ۲۴نومبر ۲۰۲۰ء)

سکر دو بیلٹ کے لیے جعلی دو خواست پر معذوروں کا فوکل پر سن طلب۔

کئے:

"پیپلز پارٹی نے ہمیشہ گلگت بلتستان کے مسائل حل کئے۔"

(روزنامہ باد شمال ۱۳نومبر ۲۰۲۰ء)

پیپلز پارٹی نے ہمیشہ گلگت بلتستان کے مسائل حل کیے۔

پڑیگا:

"بلاول اور مریم کو تاریخ ساز ناکامی کا منہ دیکھنا پڑیگا۔"

(روزنامہ باد شمال ۹نومبر ۲۰۲۰ء)

بلاول اور مریم کو تاریخ ساز ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

"گلگت بلتستان انتخابات تاریخ کے بد ترین دھاندلی زدہ الیکشن ہوں گے جس کا مقبوضہ کشمیر پر بھی اثر پڑیگا۔"

(روزنامہ باد شمال ۱۰نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت بلتستان انتخابات تاریخ کے بد ترین دھاندلی زدہ الیکشن ہوں گے جس کا مقبوضہ کشمیر پر بھی اثر پڑے گا۔

ملکر:

"ایم ڈبلیو ایم اور پی ٹی آئی کی حکمت عملی مثالی ملکر مسائل حل کرینگے۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۹نومبر ۲۰۲۰ء)

ایم ڈبلیو ایم اور پی ٹی آئی کی حکمت عملی مثالی مل کر مسائل حل کریں گے۔

"سماجی و اقتصادی مضبوطی کیلیے تمام سٹیک ہولڈز ملکر کام کریں۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۹نومبر ۲۰۲۰ء)

سماجی و اقتصادی مضبوطی کے لیے تمام سٹیک ہولڈز مل کر کام کریں۔

"سب کو ملکر علاقے کی تعمیر و ترقی کیلیے کام کرنے کی ضرورت ہے۔"

(روزنامہ محاسب ۱۹ نومبر ۲۰۲۰ء، ص ۸)

سب کو مل کر علاقے کی تعمیر و ترقی کے لیے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

لیکر:

"گلگت بلتستان کی آواز پوری دنیا میں بلند کرتا ہوں، جینوا اس لیکر اسلام آباد تک،"

(روزنامہ بادشمال ۱۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت بلتستان کی آواز پوری دنیا میں بلند کرتا ہوں، جینوا اس لے کر اسلام آباد تک،

فردا فردا:

"تمام ووٹرز کا مقروض ہوں جنہوں نے مجھ پر عتماد کیا جس کا فردا فردا شکریہ ادا کرنا میرا اولین ذمہ داری اور فرض ہے۔"

تمام ووٹرز کا مقروض ہوں جنہوں نے مجھ پر عتماد کیا جس کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا میری اولین ذمہ داری اور فرض ہے۔

رہینگے:

"فافن کے آبزدورز تمام پولنگ اسٹیشنز پر تعینات رہینگے۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۳ نومبر ۲۰۲۰ء، ص ۸)

فافن کے آبزدورز تمام پولنگ اسٹیشنز پر تعینات رہیں گے۔

بنائیگی:

"پیپلز پارٹی کلین سویپ کر کے حکومت بنائیگی۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۳ نومبر ۲۰۲۰ء، ص ۸)

پیپلز پارٹی بھاری اکثریت سے حکومت بنائے گی۔

جائیگی:

"تاریخ دھاندلی زدہ الیکشن کے خلاف گوادر سے گلگت تک آواز اٹھائی جائیگی۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

تاریخ دھاندلی زدہ انتخاب کے خلاف گوادر سے گلگت تک آواز اٹھائی جائے گی۔

"ورکشاپ میں پولنگ کے عمل کو شفاف بنانے کے حوالے سے تربیت دی جائیگی۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

ورکشاپ میں پولنگ کے عمل کو شفاف بنانے کے حوالے سے تربیت دی جائے گی۔

کرینگے:

"پیپلز پارٹی کے کارکن کسی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے۔"

(روزنامہ محاسب ۳۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

پیپلز پارٹی کے کارکن کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

"پر امن الیکشن کے لیئے تمام اختیارات استعمال کرینگے۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۲ نومبر ۲۰۲۰ء)

پر امن الیکشن کے لیے تمام اختیارات استعمال کریں گے۔

"عوام ن لیگ اور پی پی کو مسترد کرینگے۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۲ نومبر ۲۰۲۰ء)

عوام ن لیگ اور پی پی کو مسترد کریں گے۔

"آج پی سی میں پارٹی رہنما تجاویز دیں تحفظات دور کرینگے۔"

(روزنامہ بادشمال ۷ نومبر ۲۰۲۰ء)

آج پی سی میں پارٹی رہنما تجاویز دیں تحفظات دور کریں گے۔

"پیپلز پارٹی کے کارکن کسی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے۔"

(روزنامہ محاسب ۳ نومبر ۲۰۲۰ء)

پیپلز پارٹی کے کارکن کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

"منصوبے سے تمام اضلاع کے لوگ مستفید، سیاح علاقے کا رخ کرینگے۔"

(روزنامہ کے ٹو ۳۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

منصوبے سے تمام اضلاع کے لوگ مستفید، سیاح علاقے کا رخ کریں گے۔

"قائدین کے اعتماد پر پورا اترنے کی کوشش کرینگے، جان حیدری"

(روزنامہ "کے ٹو" گلگت بلتستان (۲) جمعۃ المبارک ۲۷ نومبر ۲۰۲۰ء)

قائدین کے اعتماد پر پورا اترنے کی کوشش کریں گے، جان حیدری

دیدیا:

"عوام نے تحریک انصاف کے حق میں فیصلہ دیدیا۔"

(روزنامہ بادشمال ۹ نومبر ۲۰۲۰ء)

عوام نے تحریک انصاف کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

"چیف الیکشن کمشنر گلگت بلتستان نے جی بی اے ۲۱ غذر ۳ کے ایک پولنگ اسٹیشن پر دوبارہ پولنگ کا حکم دیدیا۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۸ نومبر ۲۰۲۰ء)

چیف الیکشن کمشنر گلگت بلتستان نے جی بی اے ۲۱ غذر ۳ کے ایک پولنگ اسٹیشن پر دوبارہ پولنگ کا حکم دے دیا۔

دیگی:

"گلگت بلتستان کے غیر مند قوم جواب ضرور دیگی گالی اور کردار کشی کی سیاست تحریکِ انصاف کی پہچان بن چکی ہے۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت بلتستان کے غیر مند قوم جواب ضرور دے گی گالی اور کردار کشی کی سیاست تحریکِ انصاف کی پہچان بن چکی ہے۔

پیشکش:

"گنڈاپور نے تین ہزار ووٹوں کی لیڈ پر چار ارب کی پیشکش کر دی۔"

(روزنامہ بادشمال ۶ نومبر ۲۰۲۰ء)

گنڈاپور نے تین ہزار ووٹوں کی جیت پر چار ارب کی پیش کش کر دی۔

"کسی مفرور کو ریلیف نہیں دے سکتے ہائیکوٹ۔"

کسی مفرور کو امداد نہیں دے سکتے ہائی کورٹ۔

کاشتکاروں کو ہائبرڈ بیجوں کی فراہمی چیلنج ہے۔ وزیر خوراک۔

کاشت کاروں کو مختلف نسلوں کے بیجوں کی فراہمی ایک چیلنج ہے۔

بلتستان یونیورسٹی نے گلیشیر اگانے کیلیے نئی تحقیقاتی رپورٹ مرتب کرلی۔

بلتستان یونی ورسٹی نے گلیشیر اگانے کے لیے نیا تحقیقاتی بیان مرتب کر لیا۔

"وزیر اعظم کی چوہدری شجاعت کی رہائشگاہ آمد، خیرت دریافت۔"

وزیر اعظم کی چوہدری شجاعت کی رہائش گاہ آمد، خیریت دریافت۔

"رکن اسمبلی امجد زیدی نے کہاہیکہ کابینہ سازی میں بلتستان کو کسی بھی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔"

رکن اسمبلی امجد زیدی نے کہا ہے کہ کابینہ سازی میں بلتستان کو کسی بھی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جانا جانا چاہیے۔

املا

غلط الفاظ	درست الفاظ	غلط الفاظ	درست الفاظ
کیلیے	کے لیے	کیئے	کیے
دینگے	دیں گے	جسکی	جس کی
جائیگا	جائے گا	پڑیگی	پڑے گی
کرونگا	کروں گا	لیکر	لے کر
ہونگے	ہوں گے	جبکہ	جب کہ
کرنیوالے	کرنے والے	اسکی	اس کی
کیخلاف	کے خلاف	کیساتھ	کے ساتھ
جاونگا	جاؤں گا	اسطرح	اس طرح
لینگے	لیں گے	کیطرف	کی طرف
عملدرآمد	عمل دارآمد	بیانئے	بیانیے
بیتاج	بے تاج	صورتحال	صورتِ حال
دیکر	دے کر	ہونگی	ہوں گی
عاید	عائد	اہلکار	اہل کار

دیدی	دے دی	کرنیوالوں	کرنے والوں
مبارکباد	مبارک باد	جسکے	جس کے
انکی	ان کی	لیے	لیے
انکے	ان کے	کہاہیکہ	کہاہے کہ
نیکہا	نے کہا	انہوں	انھوں
رکہتے	رکھتے	پڑیگا	پڑے گا
ہونگے	ہوں گے	جائیگی	جائے گی
کرینگے	کریں گے	پیشکیا	پیش کیا
دیدیا	دے دیا	پیشکش	پیش کش

مشابہ الفاظ کے املا میں اغلاط:

املا کا تعلق لکھنے سے ہے کون سے حروف کا استعمال کر کے کون سا لفظ بنایا جاتا ہے؟ اسی کا نام املا ہے۔ اس کے علاوہ کون سے لفظ کے معنی کیا ہیں؟ جس مقصد کے لیے جملے میں استعمال کر رہے ہیں۔ آیا وہ لفظ وہاں اپنے معنی درست دے رہا ہے یا نہیں؟ کیوں کہ بغیر سوچ سمجھے لکھنے سے یا تو الفاظ کے معنی سرے سے ختم ہو کر مہمل بن جاتے یا پھر کسی ہم آواز لفظ سے بدل کر کوئی اور معنی دے رہا ہوتا ہے ۔اس حوالے سے منصف خان سحاب لکھتے ہیں:

"اردو کے بہت سے حروف ایسے ہیں جو ہم آواز ہیں۔اردو کے حروف ا، ح، ہ، ص، ث، س، ز، ذ، ظ، وغیرہ ہم آواز ہونے کی وجہ سے سننے میں یکساں معلوم ہوتے ہیں اور بعض اوقات لکھتے وقت ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں اس سے معنی کچھ کے کچھ بن جاتے ہیں۔" (۸)

تلفظ کا مطلب ہے الفاظ کو زبان کی مدد سے درست حرکات وسکنات کے مطابق ادا کرنا۔

"درست مخارج سے الفاظ کی ادائیگی ''تلفظ'' کہلاتی ہے۔ اُردو لغات میں تلفظ کی درست ادائیگی درج کرنے کے لیے عمومی طور پر دو طریقے یا اُسلوب اپنائے جاتے

ہیں، ایک طریقہ "مکتوبی" اور دوسرا "ملفوظی" کہلاتا ہے۔ "مکتوبی" طریقے میں ہر حرف پر اعراب لگا کر آواز کے اُتار چڑھاؤ کو واضح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔
جبکہ " ملفوظی" طریقے میں لفظ لکھ کر اُس کے بعد الفاظ میں تلفظ درج کیا جاتا ہے کہ اس لفظ کے فلاں حرف پر 'ضمہ'، 'فتحہ' یا 'شد' وغیرہ ہیں۔" (۹)

الفاظ کا تلفظ اور ان کے فرق کو جاننے کے لیے، لسانیات کی ایک شاخ ہے جسے صوتیات کہتے ہیں۔ فونولوجی زبان کی آوازوں کی خصوصیات کا مطالعہ کرتی ہے، تاہم، چوں کہ ایک فونیم سب سے چھوٹی لسانی اکائی ہے جو کسی لفظ کے معنی میں فرق کرتی ہے، لہٰذا اسے تلفظ کے رجحان کا مطالعہ کرنے کے لیے صوتیات کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ صوتیات میں تلفظ کسی لفظ کے اظہار میں صوتیاتی اختلافات کی ایک حد ہے جو معنی کو تبدیل نہیں کرتا ہے۔

" Phonetics is the study of the production and perception of speech sounds, and phonology concerns the study of more complex and abstract sound patterns and structures (syllables, intonation, etc!.)."(۱۰)

کسی بھی زبان کا حسن اس کے ادا کیا جانے والے درست تلفظ میں ہوتا ہے۔ اردو زبان بولنے والے زیادہ تر خود ہی تلفظ کا غلط استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے املا کی اغلاط سامنے آتی ہیں۔ خصوصاً یہ اغلاط تب اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں جب دو ہم آواز الفاظ ہمارے سامنے ہوں اور ہم ان کا ٹھیک سے تلفظ کرنا نہیں جانتے ہوں۔ اس وقت ہم غلط املا کا انتخاب کر کے اس کا مفہوم ہی بدل کر رکھ دیتے ہیں۔

اردو زبان کی بنیاد عربی، فارسی، ترکی اور سنسکرت کے الفاظ سے ڈالی گئی ہے۔ آج بھی اگر اردو زبان میں لکھی گئی کسی تحریر کا قاعدے اور اصول کے تحت جائزہ لیا جائے تو تحریر میں استعمال ہونے والے جملوں کی ساخت تو مقامی ہوتی ہے مگر جملے کے دوسرے عناصر فارسی اور عربی کے ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اردو پر فارسی اور عربی کے کتنے اثرات ہیں۔

اردو زبان میں الفاظ کا جو ذخیرہ موجود ہے وہ زیادہ تر فارسی اور عربی کے مرہون منّت ہے۔ قدیم اردو کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس وقت عربی اور فارسی سے لیے گئے

الفاظ کو ان کے اصل صورت کے ساتھ زیر ، زبر، پیش اور تشدید کا استعمال کر کے لکھا جاتا تھا جو اپنا اصل مفہوم پورا دیتا تھا، مگر ان کا اردو میں آنے کے بعد عام بول چال میں مختلف مقامی تلفظ کے ساتھ استعمال ہونے کی وجہ ان کا تلفظ تو بدل گیا، ساتھ ہی ساتھ املائی طور پر بھی ان میں تبدیلی رونما ہوئی۔ مثلا فارسی میں لکھا جانے والا لفظ "توتی" اردو میں آکر طوطی بن گیا، اسی طرح عربی میں استعمال ہونے والا لفظ "حِشمَۃ"جس کے معنی ہیں حیادار اردو میں آ کر کے "حشمت" بن گیا، جس کے معنی شان و شوکت کے ہیں۔

دوسری بات جو املا کی غلطی کا باعث بن رہی ہے وہ ہم شکل الفاظ کی ہے، جو بہ ظاہر دیکھنے میں تو ایک جیسی شکل کے ہیں، مگر مفہوم کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بہت زیادہ مختلف ہیں۔ پہلے ذکر کیا گیا ہے عربی اور فارسی زبان کا اردو میں ہر حوالے سے اثر رہا ہے، وہاں سے لیے گئے لفظ کو ہم بغیر اعراب یعنی زبر، زیر، پیش، تشدد کے لکھتے ہیں۔ بہ ظاہر دیکھا جائے تو یہ بڑی غلطی نظر نہیں آتی، مگر غور سے جائزہ لیں تو ان الفاظ کا جو ہم شکل ہیں اعراب کے نہ برتنے سے معنی ہی بدل جاتے ہیں،وہ جملے میں کچھ اور معنی دے رہے ہوتے ہیں جیسے اَشکال "شکل" کی جمع ہے اگر "ا" کے جگہ "اِ" لکھا جائے تو یہ اِشکال بن جاتا ہے جس کے معنی ہیں غیر واضح ۔عام قاری کی نظروں میں یہ غلطی نہیں ہے، مگر ماہرین لسانیات کے لیے یہ بہت بڑی غلطی ہے۔

اس حوالے سے ماہرین لسانیات کے دو گروہ سامنے آتے ہیں،جو دو الگ الگ رائے دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ وہ ہے جو کہتا ہے کہ کوئی بھی لفظ کہیں سے اردو زبان میں مستعمل ہوتا ہے تو اس کو اسی اصل صورت کے ساتھ لکھا جائے، اس میں کوئی ردو بدل نہ کیا جائے۔ یہ بات عربی اور فارسی کے الفاظ کے حد تو ٹھیک ہے مگر جب ہم بات کرتے ہیں انگریزی اور دوسری زبانوں کے الفاظ کی تو یہ فارمولا لاگو کرنا ممکن نہیں لگتا۔ دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ جو لفظ کسی اور زبان سے اردو کا حصہ بنتا ہے پھر وہ لفظ ہمارا ہوا، ہماری مرضی ہے کہ ہم اس کے ساتھ جو سلوک کریں۔ یہ بات درست لگتی ہے، کیوں کہ جو بھی لفظ جب کسی اور زبان کا حصہ بن جاتا ہے تو وہ اسی زبان کا لفظ کہلائے گا اور اسے اسی زبان کے قواعد و اصول کے تحت پرکھا جائے گا حتیٰ کہ اہل زبان اس کے syllables کو تقسیم کر کے اس کا تلفظ واضح کر سکتے ہیں اور املا مختص کر سکتے ہیں۔اس نکتے کو بہر حال بہت گہرائی سے توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم

شکل الفاظ کو کس املا کے ساتھ لکھا جائے۔ آیا جس زبان سے لیے گئے ہیں اس میں رائج املا کے اصولوں کے تحت یا پھر اردو زبان کے اصول کے تحت اور یہ بھی بیان کیا جائے کہ دو ہم شکل الفاظ جو مختلف مفہوم رکھتے ہیں ان کو جملے میں کس املا کے تحت استعمال کیا جائے جس سے اس کا اصل مفہوم واضح ہو۔

اخبارات میں زیادہ تر صحافی اردو کو بولنے میں مہارت رکھتے ہیں وہ لفظ کے درست تلفظ سے آشنائی نہیں رکھتے جس کی وجہ سے بہت سی جگہوں میں املا کی اغلاط، غلط تلفظ کے وجہ سے دیکھنے کو ملتی ہیں۔ جیسے:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اِشکال	غیر واضح	شکال	شکل کی جمع
مِزاح	ہنسی کی بات	مَزا	لطف
ابّا	والد	اَبا	انکار
اَعراب	عرب	اِعراب	زبر، زیر، پیش
ہاجی	ہجو کرنے والا	حاجی	حج کرنے والا
حل	جواب، حل کرنا	ہل	کھیت میں بیج بونے کا آلہ
وتیرہ	عادت، روش	وطیرہ	خواہش پوری کرنا
نالا	چھوٹی ندی، ندی نالا	نالہ	فریاد، آہ وزاری
مُربع	چوکور	مربہ	پھل کا مربہ
قلق	دکھ	کلک	قلم
بیضا	سفید	بیضہ	انڈا
پارا	سیماب	پارہ	حصہ
تکیا	قبرستان	تکیہ	سرہانا
حال	حالت	ہال	بڑا کمرہ

دَفعہ	شمار	دَفع	دور
سَفیر	قاصد	صفیر	پرندے کی آواز
حرَج	رکاوٹ	ہرَج	نقصان
نَسب	نسل	نَصب	گاڑنا
نَذر	پیش کش	نَظر	نگاہ
ذَرّہ	چھوٹا ٹکڑا	ذرا	کم
ہِلال	پہلی کا چاند	حَلَال	جائز
قلب	دل	کلب	کتا
زَد	چو	ضِد	اصرار
حامی	مدد گار	ہامی	اقرار، ہاں
صَرف	خرچ	صِرف	فقط
حرَج	رکاوٹ	ہرَج	نقصان
نثر	سادہ عبارت	نصر	مدد، فتح
پتا	جگہ کا پتا	پتہ	درخت کا پتا
حَب	گولی	حُب	محبت
اَبّا	والد	اَبا	انکار
صَرف	خرچ	صِرف	فقط
ہار	مالا، شکست	حار	گرم
قدام	قدم کی جمع	اِقدام	آگے بڑھنا
بَوجھ	وزن	بُوجھ	سمجھنا
رَب	پالنے والا	رُب	جوہر
چارا	جانوروں کی خوراک	چارہ	تدبیر، گزارا
سالہ	سال سے متعلق جیسے چار	سالا	بیوی کا بھائی، برادر

	سالہ		نسبتی
بَدر	پورا چاند	بَدَر	باہر
صبا	موسم بہار کی ہوا، باد نسیم ، صبح کی ہوا	سبا	ملک یمن کا ایک تاریخی مقام جو ملکہ بلقیس کا شہر تھا
آسیہ	ستون، فرعون کی بیوی	آسیا	پن چکی
حرَج	رکاوٹ	ہرَج	نقصان

مثال کے طور پر "اَخلاق" اور "اِخلاق" میں تمیز نہیں کی جاتی۔ لوگ "خُلق" کی جمع "اِخلاق" بناتے وقت یہ بھول جاتے ہیں کہ "اِخلاق" کا مطلب "پُرانا کرنا یا پُرانا ہونا" ہے۔ "اَخلاق" جمع ہو گی "خُلق" کی۔ اسی طرح کے دیگر الفاظ دیکھیں جن میں حرکت بدلنے سے معانی بدل جاتے ہیں۔

رموزِ اوقاف:

رموز و اوقاف دو عربی زبان کے الگ الگ الفاظ ہیں۔ رموز یعنی جمع رمز، جس کے معنی ہیں پوشیدہ، چھپا ہوا، علامت وغیرہ جب کہ اوقاف جمع ہے وقف کا جس کے معانی ہیں ٹھہرنا، رکنا وغیرہ۔ یعنی کسی بھی تحریر کو لکھتے ہوئے لکھاری جن علامات کا استعمال توقف کے اظہار کے لیے کرتا ہے رموزِ اوقاف کہلاتے ہیں۔ مولوی عبد الحق رموزِ اوقاف کی تعریف یوں کرتے ہیں :

"اوقاف یا وقفے ان علامتوں کو کہتے ہیں جو ایک جملے کو دوسرے جملے سے یا کسی جملے کے ایک حصے کو دوسرے حصوں سے علیحدہ کریں۔" (۱۱)

کسی بھی تحریر کو درست انداز سے سمجھنے اور اس کے درست مفہوم تک رسائی کے لیے رموزِ اوقاف کا استعمال ضروری ہے۔ اس کی وجہ سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کے برتنے سے قاری یہ جان جاتا ہے کہ عبارت کو کیسے پڑھنا ہے اور جملوں کو کس انداز سے ادا کرنا ہے۔

رموزِ اوقاف کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے رشید حسن خان رقم طراز ہیں :

"اوقاف ان علامتوں کو کہتے ہیں جن کی مدد سے جملے کو اور جملے کے ٹکڑوں کو صحیح طور پر سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ ان کا استعمال اسی لیے ضروری ہے۔ اعراب کی طرح

یہ بھی املا میں شامل ہیں۔ جس طرح اعراب کی مدد سے لفظ کو صحت کے ساتھ
پڑھنے میں مدد ملتی ہے اسی طرح اوقاف کی مدد سے جملے اور عبادت کو صحیح طور پر
پڑھنے میں اور اس کے اعضا کے تعین میں بیش قیمت مدد ملتی ہے۔" (۱۲)

دونوں کمیٹیوں کے منظور شدہ رموزِ اوقاف مندرجہ ذیل ہیں۔

نام	علامت
ختمہ	۔
سکتہ	،
رابطہ	:
سوالیہ	؟
ندائیہ / فجائیہ	!
واوین	“”
قوسین	){}(([]
ترچھا خط	/
مخذوفہ	^

ج۔ منتخب اخبارات میں قواعد کا جائزہ:

جدید ہندوستان میں قواعد نویسی کی ابتدا کرنے والے زیادہ تر اہلِ زبان نہیں تھے۔ جب سولہویں صدی میں عیسائی مبلغین اور تاجروں نے ہندوستان میں قدم رکھے تو جو سب سے پہلا مسئلہ انھیں درپیش رہا وہ زبان کا ہی تھا، جس کے لیے انھوں نے مقامی زبانوں کے لغات اور قواعد مرتب کیے۔ اٹھارویں صدی تک آتے آتے اس کام میں مزید تیزی آئی اور بہت سی قواعد کی کتابیں سامنے آئیں ان میں سب سے پہلا نام مولوی عبدالحق کے مطابق سامنے آتا ہے وہ" جوسوا کیٹلر" کا ہے۔ جس نے ہندوستانی گرائمر پر ایک تفصیلی کتاب لکھی۔ فورٹ ولیم کالج کی اردو کے لیے جو خدمات ہیں وہ اردو ادب کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ اٹھارویں

صدی میں فورٹ ولیم کالج کے پلیٹ فارم ہی سے جان گل کرسٹ نے گرائمر کی کتاب شائع کی۔ انیسویں صدی تک آتے آتے توضیح لسانیات کی روایت نے اپنی جڑیں مضبوط کیں، کیوں کہ بیسویں صدی تک آتے آتے قواعد پر کئی کتابیں سامنے آئیں۔ ان میں اولیت مولوی فتح محمد کی " مصباح القواعد " کو حاصل ہے جو ۱۹۰۴ء میں طبع ہوئی۔ مولوی عبدالحق کی اردو کے لیے جو خدمات ہیں اس سے دنیا واقف ہے۔ مولوی صاحب نے قواعد اردو پر بھی کتاب " اردو قواعد " کے نام سے لکھی۔ کیوں کہ مولوی عبدالحق زبان کے مزاج سے واقفیت رکھتے تھے اور اہل زبان بھی تھے تو ان کی کتاب اس حوالے سے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کے مطابق:

> "عصر حاضر کی اکثر و بیشتر قواعد جالندھری صاحب کی کتاب کو سامنے رکھ کر۔ رتب ہوئی ہیں۔ مولوی عبدالحق کی " قواعد اردو" مطبوعہ ۱۹۱۴ روایتی طریقے کے بجائے علمی انداز سے مرتبہ کتاب ہے۔ قواعد پر اس طرح کے کام کی مثال دیگر ہند آریائی زبانوں میں نہیں ملتا۔ " (۱۳)

جدید دور میں بھی قواعد اردو کی کتابیں لکھی جارہی ہیں، جن میں ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان کی کتاب " قواعد اردو" جو کہ ۱۹۷۵ء میں طبع ہوئی۔ عتیق احمد صدیقی کی ترجمہ کردو کتاب "توضیحی لسانیات" جو کہ اردو بورڈ نئی دہلی سے شائع ہوئی۔ ابواللیث صدیقی کی کتاب " جامع القواعد " جو کہ اردو سائنس بورڈ لاہور سے شائع ہوئی، شامل ہیں۔

قواعد کسی بھی زبان کے بنیاد اکائی ہوتے ہیں کسی بھی زبان کو اگر پوری فہم کے ساتھ سمجھنا ہو تو اس زبان کے اصول و قواعد کو سمجھے بنا ممکن نہیں ہے۔ قواعد کے دو حصے ہوتے ہیں علمِ صرف اور علمِ نحو۔

علمِ صرف :

علمِ صرف کلام کی وہ قسم ہے جس میں الفاظ کی ساخت، بناوٹ اور معانی کو وضاحت سے پیش کیا جاتا ہے اس سے علمِ صرف کہا جاتا ہے۔ علمِ صرف میں تذکیر و تانیث، واحد، جمع، اسم، فعل اور حرف کی نشاندہی بھی کی جاتی ہے تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ کون سا لفظ کیا حیثیت رکھتا ہے۔ لفظ کی دو قسمیں ہیں کلمہ اور مہمل۔ مہمل الفاظ سے مراد وہ الفاظ جو بے معنی ہوں جن کے لیے قواعد میں کوئی جگہ نہیں۔ یعنی قواعد میں

ان لفظوں سے بحث نہیں کی جاتی ہے قواعد میں صرف با معنی لفظوں سے بحث کی جاتی ہے۔ منصف خان سحاب کے مطابق: "وہ لفظ جو بے معنی ہوں اور سننے میں ان کا کچھ مطلب سمجھ میں نہ آئے ان الفاظ کو مہمل کہتے ہیں ان کا تعلق قواعد سے نہیں ہے۔" (۱۴)

علمِ صرف کا دائرہ بہت وسیع ہے جس میں الفاظ کی اقسام اور ان کی مختلف حالتوں کے ساتھ محل استعمال کے اصول و قوانین زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ صحافتی تحریروں میں درپیش رہنے والے چند علمِ صرف کے اصول یہ ہیں: تذکیر و تانیث، واحد جمع، مصدر۔

علمِ نحو :

نحو کے بہت سے معنی ہیں اس کے لغوی معنی ارادہ کرنا کے ہیں۔ مگر کلام میں نحو سے مراد وہ علم جس میں اسم، فعل اور حرف کو جوڑ کر جملہ بنانے کی ترکیب سے بحث کی جاتی ہے۔ اس علم سے لکھاری لکھنے اور بولنے میں ہر قسم کی غلطی سے محفوظ رہتا ہے۔ کچھ لفظوں کو جوڑ کر جملہ بنانا اور صحیح طور پر ادا کرنا یہ علمِ نحو کہلاتا ہے۔ مولوی عبدالحق کے مطابق: "نحوی ترکیب میں ہمیں یہ بتانا پڑتا ہے کہ جملے کے اجزا کون کون سے ہیں اور کس قسم کے ہیں اور یہ سب اجزا مل کر کس قسم کا جملہ بناتے ہیں۔" (۱۵) یعنی علمِ نحو میں ہمیں جملوں اور عبارتوں سے بحث کرنا اور اس میں ہم جملوں کو جوڑنا، توڑنا اور ان کا آپس میں کیا تعلق ہے ان باتوں سے سیکھتے ہیں۔

د۔ منتخب اخبارات میں قواعد کی اغلاط :

نمبر شمار	منتخب اخبارات میں اغلاط	صرف و نحو کی اغلاط	اغلاط کی درستی	اغلاط کی نوعیت
ا.	تمام مذاہب کے احترام کو فروغ دیا جائے۔	تمام مذاہب	مذاہب	حشو و زوائد
۲.	کیسز اسی شرح سے بڑھے تو مکمل بندش لگانا پڑے گی۔	لگانا	لگانی	تذکیر و تانیث

۳.	سکر دو کرونا ایس او پیز کا خلاف ورزی۔	کا	کی	تذکیر و تانیث
۴.	گلگت بلتستان میں وفاقی حکومت کی طرف سے ایک لاکھ گندم کی بوریوں میں اضافہ کیا گیا ہے جو رواں ماہ نومبر میں سپلائی کی جائے گی۔	جائے گی	جائیں گی	واحد / جمع
۵.	ریاستی مشینری کا کھلے عام استعمال ہو رہی ہے۔	کا کھلے عام	کھلے عام	حشو و زوائد
۶.	سر سبز گلگت بلتستان کے تحت ۳۷ مختلف جگہوں پر پودے لگائے جائے گا۔	جائے گا	جائیں گے	واحد / جمع
۷.	پی پی بھی میدان میں کود گئی۔	کود گئی	کود پڑی	روزمرہ
۸.	سردی کے شدت سے اضافے سے لوگ گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے۔	کے شدت	کی شدت	تذکیر و تانیث
۹.	سکر دو ہسپتال کی سالانہ بجٹ میں کٹوتی نا انصافی ہے۔	کی سالانہ	کے سالانہ	تذکیر و تانیث
۱۰.	سی سی ٹی وی کیمرے غیر فعال ہونے سے تمام تاجر برادری عدم تحفظ کا شکار ہیں۔	تمام تاجر برادری	تاجر برادری	حشو و زوائد
۱۱.	گلگت بلتستان کے مختلف چوک چوراہے تبصرے کا مرکز بنا ہوا ہے۔	کا مرکز بنا ہوا ہے	کے مرکز بنا ہوا ہے۔	واحد / جمع
۱۲.	خالد خورشید کو وزیر اعلیٰ فائنل کر لیا ہے۔	کر لیا ہے	کر لیا گیا ہے	

۱۳.	فلسطین کے حوالے سے پوری قوم کو وہی موقف ہے۔	قوم کو	قوم کا	حرفِ جار
۱۴.	اطفال کی ابتدائی تعلیم و تحقیقی سنٹر کا قیام بہت جلد کرے گی۔	جلد کرے گی	جلد عمل میں لایا جائے گا	روزمرہ

اردو زبان فارسی، عربی اور ترکی زبان کے الفاظ سے مل کر وجود میں آئی ہے۔ قدیم دور میں اردو بولنے والوں کی زیادہ تر تعداد اردو سے واقفیت رکھنے والوں کی تھی، جو فارسی اور عربی بولنے والے تھے اور وہ اردو زبان کے املا اور قواعد سے خوب آشنائی رکھتے تھے۔مگر زمانہ جدید میں دنیا سمٹ کر ایک گلوبل گاؤں کی شکل اختیار کر گئی ہے اور اس میں انگریزی زبان کو اتنا غلبہ ہے کہ اب تو انگریزی کے بغیر ہر کام ادھورا سمجھا جاتا ہے۔ایسے میں نوجوان نسل جو اردو کی بجائے انگریزی سیکھنے اور بولنے میں فخر محسوس کرتی ہے،اردو بولتے ہوئے انگریزی الفاظ کا بھی استعمال بے دریغ کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ قدیم میں دیکھا جائے تو ہمیں اخبارات میں انگریزی الفاظ کا استعمال ایک فی صد تک مل جاتا یا اس بھی کم، مگر آج کے اس انگریزی غلبہ دور میں یہ تناسب ایک فی صد سے بڑھ کر تیس فیصد تک پہنچ گیا ہے، جو کہ اردو املا کی معیار بندی اور اس کی ساخت کے لیے بہت بڑا مسئلہ ہے۔اس مسئلے کے حل کے لیے ماضی میں کوئی خاطر خواہ کام نظر نہیں آتا مگر موجودہ دور میں بھی ماہرین لسانیات اس حوالے سے کچھ واضح رائے قائم نہیں کر پائے ہیں۔ اس حوالے سے انجمن ترقی اردو نے سفارش پیش کی تھی کہ ایسے انگریزی الفاظ جو اردو زبان کا حصہ بن چکے ہیں اور ان کا نعم البدل اردو میں موجود نہیں ہو ایسے الفاظ کے syllables یعنی لفظ کی اکائیوں کو الگ الگ کر کے لکھیں جیسے یونی ور سٹی، ٹرانس فارمر وغیرہ، اس سفارش کو "رشید حسن خاں" نے قبول کیا تھا مگر انھوں نے اپنی کتاب "اردو املا" میں اس حوالے سے کوئی تفصیلی بحث نہیں کی ہے شاید خاں صاحب کا دور کلاسیکی تھا اس لیے مختصر سی رائے قائم کی ہے۔

بہت سے ماہرین کا یہ بھی ماننا ہے کہ انگریزی کے جو الفاظ اردو میں شامل ہوئے ہیں وہ اب اردو کا حصہ بن چکے ہیں اب یہ ہماری مرضی ہے کہ ہم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ وہ اسم جو کسی ایک چیز کے لیے استعمال کرتے ہیں اسے واحد اور جو اسم ایک سے زیادہ چیزوں کے لیے استعمال کرتے ہیں اسے جمع کہتے ہیں۔ دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان میں بھی واحد کو جمع بنانے کے کچھ قواعد موجود ہیں اور ان کو مد نظر رکھتے ہوئے واحد کو جمع میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ان کا تلفظ اور جمع اردو قاعدے سے ہی بنایا جائے نہ کہ اس کے لیے انگریزی قاعدے کا عمل کیا جائے۔

یعنی اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو لفظ کسی دوسری زبان سے اردو میں آتا ہے وہ اردو زبان کا حصہ ہے اور اس کے ساتھ ہم جو سلوک رکھیں ہماری مرضی ہے۔ یعنی جو لفظ اردو قاعدے کے اصولوں کے تحت ہماری زبان کا حصہ بنا ہے وہ درست ہے باقی جو لفظ اردو قاعدے کے اصولوں پہ پورا نہیں اترتا وہ غلط ہے۔

انگریزی الفاظ کا اخبارات کی تحریر میں بے جا در آنا تو آج کل عام سی بات ہو چکی مگر ایک اور بات جو ماہرین لسانیات کے لیے تعجب کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ اخبارات جو انگریزی الفاظ کو اردو حروف میں لکھتے ہیں ان کی جمع بھی اردو املا کے قاعدے کو چھوڑ کر انگریزی ہی کے قاعدے سے بناتے ہیں جو کہ بالکل ہی غلط روش ہے۔منتخب اردو اخبارات میں بھی ہمیں ایسی املائی اغلاط کئی جگہ دیکھنے کو ملتیں ہیں۔انگریزی الفاظ کی جمع انگریزی ہی کے قاعدوں سے بنانا ایک طرف سے دیکھا جائے تو انگریزی کو اہمیت دینا ہے۔ انھی وجوہات کی بنا پر آج تک اردو کو وہ مقام حاصل نہ ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ بہ حیثیت قومی زبان اول تو یہ کم تھا کہ انگریزی الفاظ کا استعمال اردو میں کیا جائے اوپر سے یہ ستم کہ ان کے جمع بنانا کے قاعدے بھی فرنگی دیس کے اپنائے جائیں۔یہ روش اگر جلد ختم نہ کی گئی تو اردو زبان اپنی ساخت مسخ کر بیٹھے گی۔ منتخب اخبارات میں بھی یہ ناانصافی ہر صفحہ پر ملتی ہے کچھ جملے ملاحظہ کیجیے:

"گلگت قراقرم انٹرنیشنل یونی ورسٹی میں آن لائن لیکچرز کا سلسلہ بھی جاری رکھا جائے گا۔

چھ میجر جرنلز کو لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے پر ترقی دے دی گی ہے۔

پانچ کور کمانڈرز کو تبدیل کر دیا ہے۔

ہاسٹلز میں ایک تہائی طلباء کو رہنے کی اجازت ہو گی۔
کورونا کے تصدیق شدہ کیسیز کی تعداد تین لاکھ 76 ہزار ہو گی۔
گلیشئرز میں پگھلاو کے عمل کی تیزی اور گلیشائی جھیلوں کے پھٹنے کے اسباب کو بھی سمجھنے میں معاون ثابت ہو گی۔
نجی میڈیکل کالجز کو سال 2020 میں داخلوں کی اجازت دی گئی۔
مختص فنڈز فوری طور پر کنٹریکٹرز کو ادا کرنے کی ہدایت۔
ووٹ خریدنے کے لیے ڈالر بانٹے جب کہ ووٹرز کو کمبل اور دیگر ضروری اشیاء بھی بانٹیں گئیں ۔
ہم نے بہت سے چیلنجز کا سامنا کیا ،امن کی خاطر سب کچھ قربان کیا۔ "

انگریزی الفاظ	غلط جمع	درست جمع
کسٹمر	کسٹمرز	کسٹمروں
کلاس	کلاسز	کلاسوں
یونیورسٹی	یونیورسٹیز	یونیورسٹیوں
سٹاپ	سٹاپز	اسٹاپز
بس	بسز	بسیں
کالج	کالجز	کالجوں
اسٹور	اسٹورز	اسٹوروں
کمانڈر	کمانڈرز	کمانڈروں
لکچر	لیکچرز	لیکچروں
جرنل	جرنلز	جرنیلوں
ہاسٹل	ہاسٹلز	ہاسٹلوں
کیس۔ کیسز۔ کیسوں	کیس۔ کیسز۔ کیسوں	کیسوں
گلیشئر۔ گلیشئرز گلیشئروں	گلیشئر۔ گلیشئرز گلیشئروں	گلیشئروں

فنڈ فنڈز۔ فنڈوں	فنڈ فنڈز۔ فنڈوں	فنڈوں
کنٹریکٹر	کنٹریکٹرز	کنٹریکٹروں
ووٹر	ووٹرز	ووٹروں
بینر	بینرز	بینروں

ہ۔ کوڈمکسنگ (انگریزی زبان کے الفاظ کا استعمال) :

کوڈ مکسنگ یا کوڈ سوئچنگ سے مراد دو یا دو سے زیادہ زبانوں کے الفاظ کو ایک دوسرے کی تحریر کا حصہ بنانا، روزمرہ بول چال میں استعمال کرنا، اور ان کو زبان کے حقیقی الفاظ کے برابر مقام دیناہے۔کوڈ مکسنگ کا مطلب مختلف لغات میں کچھ یوں ہے:

"The act of changing between two or more languages, dialects (= forms of a language), or accents (= ways of pronouncing words) when you are speaking." (۱۶)

merriam-webster dictnory کے مطابق code mixing سے مراد ہے:

"The switching from the linguistic system of one language or dialect to that of another." (۱۷)

غیر زبانوں سے جو الفاظ کسی بھی زبان میں جب شامل ہو کر بس جاتے ہیں ایسے الفاظ کو اردو زبان میں" دخیل "الفاظ کہتے ہیں۔ جب کوئی لفظ ہماری زبان میں داخل ہوجائے اور زبان زد عام ہو جائے تو اصول یہی ہے کہ "دخیل لفظ" اور زبان کے اپنے اصلی لفظ میں کوئی فرق نہیں یعنی اسے بھی اپنے ضرورت اور سہولت کے حساب سے اس کا تلفظ، املا اور جنس بدل سکتے ہیں۔ جیسے اہلِ ایران انگریزی زبان کے ساتھ کرتے ہیں،مثلاً ٹیکسی کو ٹاکسی ، موٹر کو متور ، مشین کو ماشین وغیرہ۔ اس حوالے سے شمس الرحمن فاروقی رقمطراز ہیں:

"دخیل الفاظ ، چاہے وہ براہ راست دخیل ہوئےہوں یا ان کے زیر اثر مزید لفظ بنے ہوں، سب ہمارے لیے محترم ہیں۔ کسی دخیل لفظ، کلمے یا ترکیب کو، یا اس کے رائج تلفظ یا املا کو یہ کہہ کر مسترد نہیں کیا جاسکتا کہ

جس زبان سے یہ لیا گیا ہے وہاں ایسا نہیں ہے۔ جب کوئی لفظ ہماری زبان میں آگیا تو اس کے غلط یا درست ہونے کا معیار ہماری زبان،اس کے قاعدے، اور اس کا روز مرہ ہوں گے نہ کہ کسی غیر زبان کے۔" (۱۸)

موجودہ دور میں جب بات کی جائے اخبارات کی زبان پہ تو معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں بہت سی لسانی تغیرات بڑی تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ یہ تغیرات دونوں ذرائع یعنی طباعتی ابلاغ عامہ ہو یا برقیاتی ابلاغ عامہ یکساں نظر آتی ہیں۔ صحافتی زبان مسلسل تبدیلی کی راہ میں گامزن ہے،اس صورت حال کو مد نظر رکھ کے دیکھا جائے تو انگریزی زبان کے الفاظ فراوانی سے نظر آتے ہیں جو کہ غیر ضروری ہیں؛ حالاں کہ ان الفاظ کے متبادل الفاظ اردو زبان میں موجود ہیں جو کسی بھی اخباری تحریر کو جاذب نظر بنا سکتے ہیں۔ چند مثالیں درج ہیں: (ٹیچر) استاد (آرڈر) حکم (پوزیشن) عہدہ (الیکشن) انتخابات (اپوزیشن) حزب اختلاف (سیٹیں) نشستیں (سٹاف) عملہ (الرٹ) محتاط۔۔۔وغیرہ اور کچھ جملے ایسے بھی اخباری تحریر کا حصہ بن چکے ہیں جن میں ایک لفظ اردو کا اور دوسرا انگریزی کا استعمال کیا جاتا ہے جیسے محکمہ صحت کی جگہ محکمہ ہیلتھ، محکمہ تعلیم کے جگہ محکمہ ایجوکیشن۔۔۔وغیرہ ۔

شمس الرحمن فاروقی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"جہاں اردو زبان پر مقامی الفاظ کا اثر ہوا، وہاں ذرائع ابلاغ کی بدولت اور ایک گلوبل کلچر کی پذیرائی کے نتیجے میں انگریزی زبان بھی اردو میں در آئی۔ یہاں تک کہ آپ اگر اردو گرامر استعمال کرتے ہوئے سارا فقرہ بھی انگریزی میں کہہ ڈالیں تو عام لوگ اس کو نہ صرف سمجھ جاتے ہیں بلکہ اس کا جواب بھی اسی سے ملتے جلتے انداز میں دیتے ہیں۔ گو کہ ان الفاظ کے بھرپور اردو مترادفات بھی موجود ہوتے ہیں اور ایسا کرنے والے عموماً اپنے آپ کو سماجی سطح پر تھوڑا بلند خیال کرتے ہوئے یا بلند ثابت کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ خواص تو کیا عوام میں بھی انگریزی کے الفاظ روزمرہ کی زبان میں استعمال کرنا اب اس قدر معیوب نہیں سمجھا جاتا۔۔۔" (۱۹)

"گلگت گزشتہ روز الیکشن ڈے کے موقع پر پیپلز پارٹی حلقہ ٹو کے امیدوار جمیل احمد کے مرکزی کیمپئن آفس میں متوقع فتح کا جشن منانے کے دوران حامیوں کی ہوائی فائرنگ کے نتیجہ میں نامعلوم سمت سے آنے والی گولی کی زد میں کر جٹیال سے تعلق رکھنے والا ۱۹ سالہ سٹوڈنٹ جان بحق ہو گیا۔"

(روزنامہ کے ٹو ۷ انومبر ۲۰۲۰ شمارہ ۶۳)

یہ روش اردو کے مستقبل کے لیے گم راہی کا باعث ہے، جس سے آنے والی نئی نسل املائی اغلاط کے مرتکب ہو گی۔

کسی زبان سے الفاظ "اخذ" کرنا یعنی word borrowing کسی حد تک تو ٹھیک ہے، اس سے اس زبان کے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہو گا اور خالی فضا کی کمی پوری ہو گی اور کسی اور تہذیب و ثقافت سے آشنائی بھی ہو گی، مگر کسی زبان سے "اخذ کردہ" الفاظ اتنے زیادہ نہیں شامل ہونے چاہیے ہیں کہ اس زبان کی اپنی ساخت اور قومی تشخص خطرے میں پڑ جائے۔ کچھ الفاظ انگریزی زبان کے ایسے میں اردو زبان کا حصہ بنے ہیں جو اب اردو ہی کی ملکیت لگتے ہیں، ان کے لیے اردو زبان میں متبادل بھی موجود ہیں مگر وہ بولنے میں انگریزی زبان میں ہی اچھے لگتے ہیں، جیسے کھیل کے میدان کے لیے (سٹیڈیم) استاد کے لیے (ٹیچر) مدرسہ کے لیے (سکول) وغیرہ۔

اخبارات میں انگریزی زبان کے الفاظ کا زیادہ استعمال ہونے کی ایک وجہ عالم گیریت بھی ہے۔ قدیم اخبارات میں انگریزی زبان کے الفاظ کا استعمال بہت کم تھا۔ ایک اخبار میں ۱۳۰۰ انگریزی زبان کے الفاظ ملتے تھے مگر اب اتنے زیادہ انگریزی زبان کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

اس سے ہٹ کے کے دیکھا جائے تو اردو میں واحد کا جمع بنانے کا جو طریقہ رائج ہے اسی کو استعمال کر کے انگریزی الفاظ کا بھی جمع بنایا جاتا ہے۔ جیسے گروپوں، پارٹیوں، سیٹوں، ایجنٹوں وغیرہ۔

ڈاکٹر ناصر عباس نیر ایسی انگریزی آمیز اردو کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

> "اس طرح کے سیکڑوں جملے ہم دن رات سنتے ہیں جن کی نحوی ساخت تو اردو کی ہوتی ہے، مگر جملے آدھے سے زیادہ انگریزی کے الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان جملوں کا تجزیہ کریں تو معلوم ہو گا کہ اردو پر انگریزی کا اثر پیچیدہ اور تہہ دار ہے۔ نہ صرف انگریزی کے اسما، افعال، متعلق فعل، اسم صفات، ضمائر، حروف جار کثرت سے استعمال ہو رہے ہیں، بلکہ مارفیمیاتی سطحوں پر بھی اردو اور انگریزی کو آمیز کیا جا رہا سیٹوں، ہوٹلوں، ڈگریوں۔۔۔ یہ مارفیمیائی آمیزش کی مثالیں ہیں جو ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں سنائی دیتی ہے۔" (۲۰)

انگریزی الفاظ کا استعمال:

اردو زبان فارسی،عربی اور ترکی زبان کے الفاظ سے مل کر وجود میں آئی ہے۔ قدیم دور میں اردو بولنے والوں کی زیادہ تر تعداد اردو سے واقفیت رکھنے والوں کی تھی، جو فارسی اور عربی بولنے والے تھے اور وہ اردو زبان کے املا اور قواعد سے خوب آشنائی رکھتے تھے۔مگر زمانہ جدید میں دنیا سمٹ کر ایک گلوبل گاؤں کی شکل اختیار کر گئی ہے اور اس میں انگریزی زبان کو اتنا غلبہ ہے کہ اب تو انگریزی کے بغیر ہر کام ادھورا سمجھا جاتا ہے۔ایسے میں نوجوان نسل جو اردو کے بجائے انگریزی سیکھنے اور بولنے میں فخر محسوس کرتی ہے،اردو بولتے ہوئے انگریزی الفاظ کا بھی استعمال بے دریغ کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ قدیم میں دیکھا جائے تو ہمیں اخبارات میں انگریزی الفاظ کا استعمال ایک فی صد تک مل جاتا یا اس بھی کم، مگر آج کے اس انگریزی غلبہ دور میں یہ تناسب ایک فی صد سے بڑھ کر تیس فیصد تک پہنچ گیا ہے، جو کہ اردو املا کی معیار بندی اور اس کی ساخت کے لیے بہت بڑا مسئلہ ہے۔

اس مسئلے کے حل کے لیے ماضی میں کوئی خاطر خواہ کام نظر نہیں آتا مگر موجودہ دور میں بھی ماہرین لسانیات اس حوالے سے کچھ واضح رائے قائم نہیں کر پائے ہیں۔ اس حوالے سے انجمن ترقی اردو نے سفارش پیش کی تھی کہ ایسے انگریزی الفاظ جو اردو زبان کا حصہ بن چکے ہیں اور ان کا نعم البدل اردو موجود نہیں ہو ایسے الفاظ کے syllables یعنی لفظ کی اکائیوں کو الگ الگ کر کے لکھیں جیسے یونی ور سٹی ، ٹرانس فار مر وغیرہ، اس سفارش کو "رشید حسن خاں" نے قبول کیا تھا مگر انھوں نے اپنی کتاب "اردو املا" میں اس حوالے سے کوئی تفصیلی بحث نہیں کی ہے شاید خاں صاحب کا دور کلاسیکی تھا اس لیے مختصر سی رائے قایم کی ہے۔

بہت سے ماہرین کا یہ بھی ماننا ہے کہ انگریزی کے جو الفاظ اردو میں شامل ہوئے ہیں وہ اب اردو کا حصہ بن چکے ہیں اب یہ ہماری مرضی ہے کہ ہم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں ۔ ان کا تلفظ اور جمع اردو قاعدے سے ہی بنایا جائے نا کہ اس کے لیے انگریزی قاعدے کا عمل کیا جائے ۔

یعنی اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو لفظ کسی دوسری زبان سے اردو میں آتا ہے وہ اردو زبان کا حصہ ہے اور اس کے ساتھ ہم جو سلوک رکھیں ہماری مرضی ہے۔ یعنی جو لفظ

اردو قاعدے کے اصولوں کے تحت ہماری زبان کا حصہ بنا ہے وہ درست ہے باقی جو لفظ اردو قاعدے کے اصولوں پہ پورا نہیں اترتا وہ غلط ہے۔

انگریزی الفاظ کا اخبارات کی تحریر میں بے جا در آنا تو آج کل عام سی بات ہو چکی مگر ایک اور بات جو تعجب کا باعث ہے، ماہرین لسانیات کے لیے، وہ یہ ہے کہ اخبارات جو انگریزی الفاظ کو اردو حروف میں لکھتیں ہیں ان کی جمع بھی اردو املا کے قاعدے کو چھوڑ کر انگریزی ہی کے قاعدے سے بناتے ہیں جو کہ بالکل ہی غلط روش ہے ۔منتخب اردو اخبارات میں بھی ہمیں ایسی املائی اغلاط جگہ جگہ دیکھنے کو ملتیں ہیں۔انگریزی الفاظ کی جمع انگریزی ہی کے قاعدوں سے بنانا ایک طرف سے دیکھا جائے تو انگریزی کو اہمیت دینا ہے۔ انھی وجوہات کی بنا پر آج تک اردو کو وہ مقام حاصل نا ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ بہ حیثیت قومی زبان اول تو یہ کم تھا کہ انگریزی الفاظ کا استعمال اردو میں کیا جائے اوپر سے یہ ستم کہ ان کے جمع بنانا کے قاعدے بھی فرنگی دیس کے اپنائے جائیں۔یہ روش اگر جلد ختم نا کی گئی تو بہت جلد اردو زبان اپنی ساخت مسخ کر بیٹھے گی۔

منتخب اخبارات میں بھی یہ ناانصافی ہر صفحہ پہ ملتی ہے کچھ جملے ملاحظہ کیجیے ۔

گلگت قراقرم انٹرنیشنل یونی ورسٹی میں آن لائن لیکچرز کا سلسلہ بھی جاری رکھا جائے گا ۔

چھ میجر جرنلز کو لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے پر ترقی دے دی گی ہے ۔

پانچ کور کمانڈرز کو تبدیل کر دیا ہے ۔

ہاسٹلز میں ایک تہائی طلباء کو رہنے کی اجازت ہوگی ۔

کورونا کے تصدیق شدہ کیسیز کی تعداد تین لاکھ 76 ہزار ہوگی ۔

گلیشئرز میں پگھلاو کے عمل کی تیزی اور گلیشائی جھیلوں کے پھٹنے کے اسباب کو بھی سمجھنے میں معاون ثابت ہو گی۔

نجی میڈیکل کالجز کو سال 2020 میں داخلوں کی اجازت دی گی ۔

مختص فنڈز فوری طور پر کنٹریکٹرز کو ادا کرنے کی ہدایت ۔

ووٹ خریدنے کے لیے ڈالر بانٹے جب کہ ووٹرز کو کمبل اور دیگر ضروری اشیاء بھی بانٹیں گئیں ۔

ہم نے بہت سے چیلنجز کا سامنا کیا ،امن کی خاطر سب کچھ قربان کیا ۔

"دیامر میں ۱۰۰۰ جعلی پوسٹل بیلٹ جاری ہونیکا الزام۔"

روزنامہ کے ٹو ۱۴ نومبر ۲۰۲۰ء

دیامر میں ۱۰۰۰ ووٹ پرچیاں جاری ہونے کا الزام۔

"ہراسمنٹ، کیس پر کمیٹی قائم شفاف تحقیقات ہو گی۔"

روزنامہ کے ٹو ۲۴ نومبر ۲۰۲۰ء

جنسی ایذادہی معاملے پر کمیٹی قائم شفاف تحقیقات ہوں گی۔

"سیپ ٹیچر کا مستقلی آرڈر، تحصیلدار اور محکمہ تعلیم حکام سے اظہارِ تشکر۔"

(روزنامہ بادشمال یکم نومبر ۲۰۲۰ء)

سیپ استاد کا مستقلی حکم، تحصیل دار اور محکمہ تعلیم حکام سے اظہارِ تشکر۔

"چیف الیکشن کمشنر گلگت بلتستان نے جی بی اے ۲۱ غذر ۳ کے ایک پولنگ اسٹیشن پر دوبارہ پولنگ کا حکم دیدیا۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۸ نومبر ۲۰۲۰ء)

صدر انتخاباتی اختیار کنندہ گلگت بلتستان نے جی بی اے ۲۱ غذر ۳ کے ایک انتخابی حلقوں پر دوبارہ پولنگ کا حکم دے دیا۔

"ہاسٹلز میں ایک تہائی طلباء کو رہنے کی اجازت ہو گی، انٹری ٹیسٹ وغیرہ معمول کے مطابق رہیں گے۔"

روزنامہ کے ٹو ۲۴ نومبر ۲۰۲۰ء

جائے اقامت / اقامت گاہ میں ایک تہائی طلباء کو رہنے کی اجازت ہو گی، داخلہ امتحانات وغیرہ معمول کے مطابق رہیں گے۔

"پیپلز پارٹی کے کارکنان، جلاس اور سکردو میں بھی سڑکوں پر نکل آئے ٹائرز جلا کر احتجاج۔"

روزنامہ کے ٹو ۲۴ نومبر ۲۰۲۰ء

پیپلز پارٹی کے کارکنان، جلاس اور سکردو میں بھی سڑکوں پر نکل آئے پہیے جلا کر احتجاج۔

"ٹیکسٹائل پالیسی منظوری کیلیے آئیندہ ہفتے ای سی سی کو بھجوائی جائیگی۔"

روزنامہ کے ٹو ۲۴ نومبر ۲۰۲۰ء

پارچہ بافی لائحہ عمل منظوری کے لیے آئندہ ہفتے ای سی سی کو بھجوایا جائے گا۔ (محولہ بالا جملے میں مرقوم الفاظ کی تصحیح شدہ صورت: "جائے گی")

"محمد یوسف کی قربانی کی وجہ سے ہماری پوزیشن مزید مستحکم ہو گی۔"

(روزنامہ بادشمال یکم نومبر ۲۰۲۰ء)

محمد یوسف کی قربانی کی وجہ سے ہمارا مقام / نظریہ مزید مستحکم ہو گا۔

"الیکشن کے باعث ترقیاتی پیکج کا اعلان نہیں کر سکتا۔ وزیر اعظم"

(روزنامہ کے ٹو ۲ نومبر ۲۰۲۰ء)

انتخابات کے باعث ترقیاتی مراعات کا اعلان نہیں کر سکتا۔ وزیر اعظم

"سرکاری محکموں کو کرپشن سے پاک بنائیں گے۔ خالد خورشید"

(روزنامہ بادشمال ۳۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

سرکاری محکموں کو بدعنوانی سے پاک بنائیں گے۔ خالد خورشید

"سکردو بیلٹ کیلیے جعلی درخواست پر معذوروں کا فوکل پرسن طلب۔"

(روزنامہ کے۔ ٹو ۲۴ نومبر ۲۰۲۰ء)

سکردو بیلٹ کے لیے جعلی درخواست پر معذوروں کا متعلقہ عہدے دار طلب۔

"چارج شیٹ میں کرپشن کا الزام نہیں رام کہانیاں ہیں۔"

(روزنامہ کے۔ ٹو ۲۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

الزامی فہرست میں بدعنوانی کا الزام نہیں رام کہانیاں ہیں۔

"گلگت بلتستان کی آئی یو میں منعقدہ سیاسی مباحثے سے قراقرم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر عطاء اللہ شاہ، سابق، وزیر اعلیٰ حفیظ الرحمٰن و دیگر خطاب کر رہے ہیں۔"

(روزنامہ بادشمال ۵ نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت بلتستان کی آئی یو میں منعقدہ سیاسی مباحثے سے جامعہ قراقرم کے وائس چانسلر ڈاکٹر عطاء اللہ شاہ، سابق، وزیر اعلیٰ حفیظ الرحمٰن و دیگر خطاب کر رہے ہیں۔

"علاقے کی ترقی کے لیے بھرپور صلاحیتیں بروئے کار لائیں گے، اپوزیشن ارکان کو بھی مساوی منصوبے ملیں گے،"

(روزنامہ کے۔ ٹو ۲۶ نومبر ۲۰۲۰ء)

علاقے کی ترقی کے لیے بھرپور صلاحیتیں بروئے کار لائیں گے، حزب اختلاف ارکان کو بھی مساوی منصوبے ملیں گے،

"پی ٹی آئی میں فارورڈ بلاک بنے گا جس کو پی ڈی ایم کے پلیٹ فارم سے مکمل سپورٹ کیا جائے گا۔"

(روزنامہ کے۔ٹو ۲۶ نومبر ۲۰۲۰ء)

پی ٹی آئی میں بنیادی حلقہ بنے گا جس کو پی ڈی ایم کی طرف سے مکمل سپورٹ کیا جائے گا۔

"الیکشن کا بائیکاٹ نہیں کرینگے بلکہ مقابلہ کر کے حکومت کا ہی گلگت بلتستان سے صفایا کرینگے۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۱ نومبر ۲۰۲۰ء)

انتخابات کا انقطاع نہیں کریں گے بلکہ مقابلہ کر کے حکومت کا ہی گلگت بلتستان سے صفایا کریں گے۔

"ضابطہ اخلاق کی مزید خلاف ورزی برداشت نہیں کی جائے گی، نوٹسز میں سخت کاروائی کی وارننگ۔"

(روزنامہ کے ٹو ۲ نومبر ۲۰۲۰ء)

ضابطہ اخلاق کی مزید خلاف ورزی برداشت نہیں کی جائے گی، اشتہارات میں سخت کاروائی کا انتباہ۔

"تحریک انصاف اور اپوزیشن میں میدان آج سجے گا۔"

(روزنامہ بادشمال ۳۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

تحریک انصاف اور حزبِ اختلاف میں میدان آج سجے گا۔

"انتخابی مہم کے دوران کرونا کیسز میں اضافہ، سمارٹ لاک ڈاون کا فیصلہ۔"

(روزنامہ کے ٹو ۲ نومبر ۲۰۲۰ء)

انتخابی مہم کے دوران کورونائی صورتِ حال میں اضافہ، تیز تالا بندی کا فیصلہ۔

"ہارنے والوں کو لوٹا پارٹی سے دگنی سیٹوں کا ملنا کٹھ پتلی پر عدم اعتماد ہے۔ مریم"

(روزنامہ کے ٹو ۷ نومبر ۲۰۲۰ء)

ہارنے والوں کو لوٹا جماعت سے دگنی نشستوں کا ملنا کٹھ پتلی پر عدم اعتماد ہے۔ مریم

"حلقہ نمبر تین کو ضلع بناؤں دو سیٹیں اسمبلی میں دیں گے۔ علی آمین گنڈاپور"

(روزنامہ محاسب ۲۱ نومبر ۲۰۲۰ء)

حلقہ نمبر تین کو ضلع بناؤں دو نشستیں اسمبلی میں دیں گے۔ علی آمین گنڈاپور

"عوام مینڈیٹ دیں، حقوق کیلیے جدوجہد کرینگے۔ جمیل احمد"

(روزنامہ کے ٹو ۲نومبر ۲۰۲۰ء)

عوام اختیارات دیں، حقوق کے لیے جدوجہد کریں گے۔ جمیل احمد

"گلگت، تحریک انصاف خواتین کی مرکزی ٹرینز نیلہ بیگ الیکشن کے حوالے سے خواتین کو ٹریننگ دے رہی ہیں۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۰نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت، تحریک انصاف خواتین کی مرکزی تربیت کار نیلہ بیگ انتخابات کے حوالے سے خواتین کو تربیت دے رہی ہیں۔

"اپوزیشن جلسوں سے کرونا پھیل رہاہے اسد عمر، پی ڈی ایم کیخلاف قانونی ایکشن ہونا چاہیے۔"

(روزنامہ کے۔ٹو ۲۶نومبر ۲۰۲۰ء)

حزب اختلاف کے جلسوں سے کورونا پھیل رہاہے اسد عمر، پی ڈی ایم کے خلاف قانونی کارروائی ہونی چاہیے۔

"پیپلز پارٹی کے دھاندلی کیخلاف مظاہرے سڑکیں بلاک ہنگاموں کے الزامات میں ۱۴ گرفتار۔"

(روزنامہ کے۔ٹو ۲۵نومبر ۲۰۲۰ء)

پیپلز پارٹی کے دھاندلی کے خلاف مظاہرے سڑکیں بلاک ہنگاموں کے الزامات میں ۱۴ گرفتار۔

"گلگت الیکشن سیل انچارج، ناصر حسین کی قیادت میں سٹاف پوسٹل بیلٹ پیپرز کی سکرونٹی کررہے ہیں۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۰نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت انتخابی گروہ کانگران، ناصر حسین کی قیادت میں عملہ ووٹوں کی پرچیوں کی تصدیقی جانچ کررہے ہیں۔

"الیکشن سے تمام سکولز کالجز میں لوگوں کارش رہا، تمام تعلیمی ادارے انفکیٹڈ ہیں۔"

(روزنامہ کے ٹو ۷انومبر ۲۰۲۰ء)

انتخابات سے تمام سکولز کالجز میں لوگوں کا رش رہا، تمام تعلیمی ادارے متاثر ہیں۔

"تحریکِ انصاف نے الیکشن ہائی جیک کرنے کیلیے عبوری صوبے کا ڈرامہ رچایا۔ مہدی شاہ"

(روزنامہ بادشمال ۳نومبر ۲۰۲۰ء، ص ۱)

تحریکِ انصاف نے انتخابات ٹھگنے کیلیے عبوری صوبے کا ڈرامہ رچایا۔ مہدی شاہ

"نا اہل حکمرانوں کو الیکشن کا رزلٹ ہفتم اور گلگت بلتستان کا بیڑہ غرق کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

(روزنامہ کے ٹو ۷انومبر ۲۰۲۰ء)

نااہل حکمرانوں کو انتخابات کا نتیجہ ہفتم اور گلگت بلتستان کا بیڑہ غرق کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

"استور کے ایک حلقہ میں شمس لون، دوسرے میں رانا فرمان کی پوزیشن مضبوط۔"

(روزنامہ بادشمال ۳نومبر ۲۰۲۰ء)

استور کے ایک حلقہ میں شمس لون، دوسرے میں رانا فرمان کی جگہ مضبوط۔

"سکردو مختلف سٹیشنز پر شہری اپنا ووٹ کاسٹ کرنے کے لیے قطاروں میں کھڑے ہیں۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۶انومبر ۲۰۲۰ء)

سکردو مختلف حلقہ جات میں شہری اپنا ووٹ ڈالنے کے لیے قطاروں میں کھڑے ہیں۔

"ہنزہ قومی اتحاد کے کامل جان کی حیدر آباد میں پاور شو، شاندار استقبال۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۱نومبر ۲۰۲۰ء)

ہنزہ قومی اتحاد کے کامل جان کی حیدر آباد میں مظاہرہِ قوت، شان دار استقبال۔

"چیف کورٹ انتخابی نتائج کیخلاف دائر دو امیدواروں کی درخواستیں خارج۔"

(روزنامہ کے ٹو ۲۵نومبر ۲۰۲۰ء)

اعلاعدالتی انتخابی نتائج کے خلاف دائر دو امیدواروں کی درخواستیں خارج۔

"گلگت بلتستان کے عوام نے عمران خان کے ویژن پر اعتماد کا اظہار کیا۔"

(روزنامہ کے ٹو ۲۵نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت بلتستان کے عوام نے عمران خان کے نظریے پر اعتماد کا اظہار کیا۔

"چیف کورٹ گلگت بلتستان نے بلاول بھٹو زرداری کو پبلک آفس ہولڈر قرار دیکر تین دنوں میں واپس جانے کا حکم دیا تھا۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۰نومبر ۲۰۲۰ء)

اعلا عدالت گلگت بلتستان نے بلاول بھٹو زرداری کو عوامی دفتر کا مالک قرار دے کر تین دنوں میں واپس جانے کا حکم دیا تھا۔

"سلیکٹیڈ کی ٹانگیں کانپنے لگیں حکومت کو گھر جانا پڑے گا۔ مریم نواز"

(روزنامہ کے ٹو ۱۶نومبر ۲۰۲۰ء)

"چنیدہ افراد کی ٹانگیں کانپنے لگیں حکومت کو گھر جانا پڑے گا۔ مریم نواز

"چھ ماہ قبل ڈسٹرکٹ الیکشن کمشنر کے ذریعے الیکشن کمشنر کو درخواست دینے کے باوجود سنوائی نہیں ہو رہا۔"

(روزنامہ بادشمال یکم نومبر ۲۰۲۰ء بقیہ ۱۲)

چھ ماہ قبل ضلعی انتخاباتی اختیار کنندہ کے ذریعے انتخاباتی اختیار کنندہ کو درخواست دینے کے باوجود سنوائی نہیں ہو رہی۔

"سکردو پولیس اہلکار پولنگ سٹیشن کے باہر الرٹ کھڑے ہیں۔"

(روزنامہ کے ٹو ۱۶نومبر ۲۰۲۰ء)

سکردو پولیس اہل کار انتخاباتی حلقے کے باہر مستعد کھڑے ہیں۔

"گنڈاپور نے تین ہزار ووٹوں کی لیڈ پر چار ارب کی پیشکش کر دی۔"

(روزنامہ بادشمال ۶نومبر ۲۰۲۰ء)

گنڈاپور نے تین ہزار ووٹوں کی سبقت پر چار ارب کی پیش کش کر دی۔

"گوریکوٹ کے شہری تحریکِ انصاف سے مایوس ک لیگ اور پی پی فیورٹ۔"

(روزنامہ بادشمال ۶نومبر ۲۰۲۰ء)

گوریکوٹ کے شہری تحریکِ انصاف سے مایوس ق لیگ اور پی پی پسندیدہ۔

"دھڑا دھڑ درخواستیں آ رہی ہیں ری کاؤنٹنگ کی اجازت نہ دیں تو واویلا کیا جاتا ہے۔"

(روزنامہ کے ٹو ۲۰نومبر ۲۰۲۰ء)

دھڑا دھڑ درخواستیں آرہیں ہیں دوبارہ گنتی کی اجازت نہ دیں تو واویلا کیا جاتا ہے۔

"پرونشل ہسپتال، گلگت میں فائر ہائیڈرنٹ سسٹم نصب عمارت محفوظ ہو گی۔"

(روزنامہ بادشمال ۲۶نومبر ۲۰۲۰ء)

صوبائی ہسپتال، گلگت میں پانی سے آگ بجھانے کے نظام سے نصب عمارت محفوظ ہو گی۔

"سڑک بلاک ہونے کی خبر سوشل، پرنٹ میڈیا پر شائع کرنے، مختص فنڈز فوری طور پر کنٹریکٹرز کو ادا کرنے کی ہدایت۔"

(روزنامہ کے ٹو ۲۰نومبر ۲۰۲۰ء)

سڑک بند ہونے کی خبر عوامی، طباعتی ذرائع ابلاغ پر شائع کرنے، مختص سرمایہ فوری طور پر ٹھیکے داروں کو ادا کرنے کی ہدایت۔

"الیکشن میں سپورٹ کرنے پر جن لوگوں نے مجھے سپورٹ کیا میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

(روزنامہ محاسب ۲۰نومبر ۲۰۲۰ء)

انتخابات میں جن لوگوں نے میرا ساتھ دیا میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

"گلگت، حلقہ نمبر ۲ سے پی ٹی آئی کے نامزد امیدوار فتح اللہ خان سونی کوٹ میں الیکشن آفس کا افتتاح کر رہے ہیں۔"

(روزنامہ بادشمال ۶نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت، حلقہ نمبر ۲ سے پی ٹی آئی کے نامزد امیدوار فتح اللہ خان سونی کوٹ میں انتخابی دفتر کا افتتاح کر رہے ہیں۔

"تحریکِ انصاف کی خواتین رہنما سیمی ایزوی، نیلم طور اور فرحانہ خواتین پولنگ ایجنٹس کے ٹریننگ کمپ میں شریک ہیں۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۱نومبر ۲۰۲۰ء)

تحریکِ انصاف کی خواتین رہنما سیمی ایزوی، نیلم طور اور فرحانہ خواتین انتخاباتی عاملات کے تربیتی خیمے میں شریک ہیں۔

"گلگت بلتستان میں الیکشن پُر امن صاف ع شفاف انداز میں منعقد ہوئے جس کی بدولت مجموعی ٹرن آوٹ بھی اچھا رہا۔ اسسٹنٹ کمشنر"

(روزنامہ محاسب ۲۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت بلتستان میں انتخابات پُر امن صاف ع شفاف انداز میں منعقد ہوئے جس کی بدولت مجموعی نتیجہ بھی اچھا رہا۔ معاون اختیار کنندہ

"گلگت، نگران وزیر اعلیٰ میر افضل خان کو پی ایچ کیو ہسپتال میں ٹراما سنٹر کے حوالے سے بریفنگ دی جا رہی ہے۔"

(روزنامہ باد شمال ۲۶ نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت، نگران وزیر اعلیٰ میر افضل خان کو پی ایچ کیو ہسپتال میں ٹراما مرکز کے حوالے سے وضاحت دی جا رہی ہے۔

"بلتستان یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر نعیم خان مختلف سینٹرز میں ہونیوالے فال سمسٹر کے فائنل امتحانات کا جائزہ لے رہے ہیں۔"

(روزنامہ باد شمال ۲۶ نومبر ۲۰۲۰ء)

جامعہ بلتستان کے نائب مشیر ڈاکٹر نعیم خان مختلف مراکز میں ہونے والے میقات بہار کے حتمی امتحانات کا جائزہ لے رہے ہیں۔

"سکردو کو ماڈل سٹی بنائینگے۔ علی امین گنڈاپور"

(روزنامہ کے ٹو ۸ نومبر ۲۰۲۰ء)

سکردو کو مثالی شہر بنائیں گے۔ علی امین گنڈاپور

"ہم نے پاکستان کی محبت میں اپنے لیڈر سے لاتعلقی کا اظہار کیا۔ سینٹرل پریس کلب گلگت۔"

(روزنامہ باد شمال ۸ نومبر ۲۰۲۰ء)

ہم نے پاکستان کی محبت میں اپنے قائد سے لاتعلقی کا اظہار کیا۔ مرکزی ادراہِ ابلاغ گلگت۔

"گلگت بلتستان کی عدلیہ خود مختاری پر عمل پیرا ہے عوام کو عدل و انصاف کی فراہمی میں پورے ملک کیلیے رول ماڈل ہے۔"

(روزنامہباد شمال ۸ نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت بلتستان کی عدلیہ خود مختاری پر عمل پیرا ہے عوام کو عدل و انصاف کی فراہمی میں پورے ملک کے لیے مثالی نمونہ ہے۔

"شکر میں پھولوں کی پیداوار اور مارکیٹنگ کی ٹریننگ۔"

(روزنامہ بادشمال ۸ نومبر ۲۰۲۰ء)

شکر میں پھولوں کی پیداوار اور صارفیت کی تربیت کاری۔

"جوٹیال میں مقیم ہنزہ کمیونٹی نے جمیل احمد کی حمایت کا اعلان کر دیا۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۲ نومبر ۲۰۲۰ء)

جوٹیال میں مقیم ہنزہ کے افراد نے جمیل احمد کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

"نلتر پاور ہاوس فور بے کے مرمتی کام کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۲ نومبر ۲۰۲۰ء)

نلتر بجلی گھر فور بے کے مرمتی کام کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

"پہلا جلسہ کل سکردو میں ہو گا، تمام اضلاع میں جلسوں کا شیڈول جاری۔"

(روزنامہ بادشمال ۵ نومبر ۲۰۲۰ء)

پہلا جلسہ کل سکردو میں ہو گا، تمام اضلاع میں جلسوں کا جدول جاری۔

"تمام یونین کونسلوں میں میرٹ پر کام کرائے، کسی جیالے کو نہیں نوازا۔"

(روزنامہ بادشمال ۵ نومبر ۲۰۲۰ء)

تمام یونین کونسلوں میں معیار پر کام کرائے، کسی جیالے کو نہیں نوازا۔

"گلگت کے بس سٹینڈ کیلیے ماسٹر پلان کی منظوری مل گئی، اسامہ چیمہ"

(روزنامہ شمال ۹ نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت کے لاری اڈے کے لیے بنیادی منصوبے کی منظوری مل گئی، اسامہ چیمہ

"محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے ساتھ ملکر مستقل حل نکالیں گے اسکے علاوہ شہر سے مختلف سیاسی پارٹیوں اور آزاد امیدواروں کو بذریعہ اشتہار آگاہ کیا جائے گا۔"

(روزنامہ "کے ٹو" گلگت بلتستان (۲) جمعۃ المبارک ۲۷ نومبر ۲۰۲۰ء)

محکمہ محصول و محاصل کے ساتھ مل کر مستقل حل نکالیں گے اس کے علاوہ شہر سے مختلف سیاسی جماعتوں اور آزاد امیدواروں کو بذریعہ اشتہار آگاہ کیا جائے گا۔

"گلگت بلتستان انتخابات میں پری پول ریگنگ کے شواہد الیکشن کمیشن کو فراہم کر دیے

ہیں۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت بلتستان انتخابات میں قبل از ووٹ ریگنگ کے شواہد انتخابی ادارے کو فراہم کر دیے ہیں۔

"گلگت بلتستان ویسٹ منجمنٹ کمپنی ضلع نگر کا شکریہ ادا کرتی ہے۔"

(روزنامہ بادشمال ۱۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت بلتستان مغربی انتظامی جماعت ضلع نگر کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

"گنڈاپور بتائے ان دو سالوں میں ان کی حکومت نے گلگت بلتستان عوام کے لیے کون

سا کارنامہ سرانجام دیتے ہیں، رہنمان لیگ"

گلگت (سپیشل رپورٹر) لون فاؤنڈیشن گلگت بلتستان تمام تر سیاسی سرگرمیوں سے بالا

ہو کر علاقے اور فیملی کی فلاح و بہبود کے لیے کام کر رہی ہے۔"

(روزنامہ شمال ۹ نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت (نمائندہِ خاص) قرض بہم ادارہ گلگت بلتستان تمام تر سیاسی سرگرمیوں سے بالا ہو کر علاقے اور خاندان کی فلاح و بہبود کے لیے کام کر رہا ہے۔

"عوام نے پاکستان تحریک انصاف پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے اگلے پانچ سال کے

لیے پاکستان تحریکِ انصاف کو حکومت کرنے کا مینڈیٹ دیا ہے۔"

(روزنامہ "کے ٹو" گلگت بلتستان (۲) جمعۃ المبارک ۲۷ نومبر ۲۰۲۰ء)

عوام نے پاکستان تحریک انصاف پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے اگلے پانچ سال کے لیے پاکستان تحریکِ انصاف کو حکومت کرنے کا اختیار دیا ہے۔

کے خلاف:

"گلگت، غیر معیاری کوکنگ آئل فروخت کرنیوالوں کیخلاف سخت کاروائی کی

ہدایت"

(روزنامہ "کے ٹو" گلگت بلتستان (۲) جمعۃ المبارک ۲۷ نومبر ۲۰۲۰ء)

گلگت، غیر معیاری تیلِ طعام فروخت کرنے والوں کے خلاف سخت کاروائی کی ہدایت۔

"گرانفروشوں کیخلاف کریک ڈاؤن، درجنوں ہوٹل، بھاری جرمانے۔"

گرانفروشوں کے خلاف سخت کارروائی، درجنوں ہوٹل، بھاری جرمانے۔

ہے کہ:

"سکردو(چیف رپورٹر) پاکستان تحریکِ انصاف کھرمنگ کے سینئر رہنما محمد اسماعیل ملک نے کہاہیکہ سید امجد زیدی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ سینئر سیاستدان ہیں"

(روزنامہ "کے ٹو" گلگت بلتستان (۲) جمعۃ المبارک ۲۷ نومبر ۲۰۲۰ء)

سکردو(صدر نمائندہ) پاکستان تحریکِ انصاف کھرمنگ کے معتبر رہنما محمد اسماعیل ملک نے کہا ہے کہ سید امجد زیدی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ معتبر یاستدان ہیں۔

"پی ٹی آئی حکومت بنانے کی پوزیشن میں اگی ۔

پی ٹی آئی حکومت بنانے کی حالت میں آگئی۔

"حکومت کا سیل ریسٹورنٹس پر بھاری جرمانہ ۔"

حکومت کا بند ہوٹلوں پر بھاری جرمانہ

"غذر ،کانچے کے مقام پر چٹان کی کٹائی روڈ کی بندش سے مسافر پریشان ۔"

)روزنامہ کے ٹو ، شمارہ68 ، 23 نومبر 2020 ص(

غذر، جانچے کے مقام پر چٹان کی کٹائی سڑک کی بندش سے مسافر پریشان

"تجاوزات کے خاتمے کے لیے آپریشن ۔"

تجاوزات کے خاتمے کے لیے کاروائی

"بلتستان یونیورسٹی ،فائنل امتحانات 26 نومبر سے ہونگے ۔"

)روزنامہ بادشمال ، 24نومبر 2020ص(2

جامعہ بلتستان میں سالانہ امتحانات 26 نومبر سے ہوں گے

"پی ڈی ایم کا دوسرا اجلاس ،اپوزیشن پارٹیز کے راہنماؤں کی شرکت۔"

پی ڈی ایم ،کا دوسرا اجلاس ،حزب اختلاف جماعتوں کے راہنماؤں کی شرکت

"چور آئل شاپ سے نقدی اور پستول لے کر فرار۔"

(2020 نومبر 26 ، محساب روزنامہ)

چور تیل کی دکان سے نقدی اور ہتھیار لے کر فرار

"غذر کروڑوں کی لاگت سے تعمیر کھیلوں کے گراونڈز پر انتظامیہ قابض۔"

غذر کروڑوں کی لاگت سے تعمیر کھیلوں کے میدانوں پر انتظامیہ قابض

"پاور منصوبے سے متعلق عوامی نمائندوں کے ساتھ جلد بات ہو گی ۔"

بجلی منصوبے سے متعلق عوامی نمائندوں کے ساتھ جلد بات ہو گی ۔

روزنامہ کے ٹو ،شمارہ 69, 24 نومبر 2020,ص 2

"لولی پاپ نہیں بااختیار صوبہ چاہیے حقوق پر سمجھوتا نہیں ہو گا ۔"

جھوٹے دلاسے نہیں بااختیار صوبہ چاہیے حقوق پر سمجھوتا نہیں ہو گا

"فوری طور پر مستقل نہ کیا تو الیکشن کا بائیکاٹ کریں گے ۔"

فوری طور پر مستقل نہ کیا تو انتخابات کاانقطاع کریں گے ۔

روزنامہ بادشمال ، 28 نومبر 2020,

"ہمزہ عبیداللہ بیگ وزیر اعلی کیلیے فیورٹ قرار ۔"

ہمزہ عبیداللہ بیگ وزیر اعلی کے لیے پسندیدہ امید وار قرار

"سکردو بجلی کی بد ترین لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ نہ رک سکا عوام دہائیاں ۔"

سکردو بجلی کے بدترین بحران کا سلسلہ نہ رک سکا عوام دہائیاں دینے لگے ۔

"وزیر اعلی بلتستان ریجن سے بنایا جائے ،حاجی صادق نمبردار"

وزیر اعلی بلتستان کے خطے سے بنایا جائے ،حاجی صادق نمبر دار

"انصاف لائیر فورم، حشمت اللہ کو ممبر اسمبلی نہ بنانے پر تحفظات۔"

انصاف وکلا گروہ، ،حشمت اللہ کو ممبر اسمبلی نہ بنانے پر تحفظات

روزنامہ کے ٹو ، 25 نومبر 2020 ، شمارہ 69

"کچھ سیاسی پارٹیوں کے سربراہان الیکشن کو متنازعہ بنا رہے ہیں ۔"

کچھ سیاسی جماعتوں کے سر براہان انتخابات کو متنازعہ بنا رہے ہیں ۔

"دہشتگردوں کی فائرنگ سے 2 نوجوان شہید ۔"

دہشتگردوں کی فائرنگ سے 2 نوجوان شہید

"اب انشاء اللہ عمران خان کے ٹائیگرز نیا گلگت بلتستان بنا کے دیکھائیں گے"

اب ان شاء اللہ عمران خان کے شیر نیا گلگت بلتستان بنا کے دیکھائیں گے۔

"ایس کام فور جی سروس کی فراہمی ہمارا درینہ مطالبہ تھا،ایس سی او۔"

ایس کام فور جی خدمات کی فراہمی ہمارا دیرینہ مطالبہ تھا،ایس سی او۔

مستعمل معانی	انگریزی	اُردو تلفظ
استاد	Teacher	ٹیچر
حکم دینا	Order	آرڈر
مقام / حالت / عہدہ	Position	پوزیشن
انتخابات	Election	الیکشن
مراعات	Package	پیکج
بدعنوانی	Corruption	کرپشن
جامعہ قراقرم	Karakoram University	قراقرم یونیورسٹی
منقطعہ	Boycott	بائیکاٹ
اشتہارات	Notices	نوٹسز
انتباہ	Warning	وارننگ
حزبِ اختلاف	Opposition	اپوزیشن
صورتِ حال	Cases	کیسز
تیز تالابندی	Smart lockdown	سمارٹ لاک ڈاون
نشستیں	Seats	سیٹیں
اختیارات	Mandate	مینڈیٹ
خزانہ	Treasure	ٹریز
تربیت	Training	ٹریننگ
انتخابی گروہ کا نگران	Election cell Incharge	الیکشن سیل انچارج
عملہ	^Staff	سٹاف
متاثر	Infected	انفکیٹڈ

انتخابات کو یرغمال کرنا / ٹھگ لینا	Election Hijack	الیکشن ہائی جیک
نتیجہ	Result	رزلٹ
مقام / عہدہ / حالت / رتبہ	Position	پوزیشن
حلقہ جات	Stations	سٹیشنز
ڈالنا	Cast	کاسٹ
طاقت کا اظہار	Power show	پاور شو
عوامی دفتر	Public Office	پبلک آفس
مالک / قابض	Holder	ہولڈر
اعلاعدالت / اعلاعدلیہ	Chief Court	چیف کورٹ
ضلع، بلدیات	District	ڈسٹرکٹ
انتخابی اختیار کنندہ	Election Commissioner	الیکشن کمشنر
انتخابی حلقہ	Polling Station	پولنگ سٹیشن
محتاط	Alert	الرٹ
سبقت	Led	لیڈ
چنیدہ	Selected	سلیکٹیڈ
پسندیدہ	Favorite	فیورٹ
صوبائی	Provincial	پرونشل
پانی سے آگ بجھانے کا نظام	Fire Hydrant System	فائر ہائیڈرنٹ سسٹم
ساتھ دینا	Support	سپورٹ
انتخابی دفتر	Election Office	الیکشن آفس
انتخابی حلقے / انتخابی حلقہ جات	Polling Agents	پولنگ ایجنٹس
مشق / تربیتی خیمہ	Training Camp	ٹریننگ کیمپ
نتیجہ	Turn Out	ٹرن آوٹ

ہدایت/وضاحت	Briefing	بریفنگ
میقات بہار	Fall Semester	فال سمسٹر
حتمی	Final	فائنل
مثالی شہر	Model city	ماڈل سٹی
قائد/رہنما	Leader	لیڈر
مرکزی پریس ادارہ	Central Press Club	سینٹرل پریس کلب
مثالی نمونہ	Role Model	رول ماڈل
تشہیر/صارفیت	Marketing	مارکیٹنگ
مشق/تربیت	Training	ٹریننگ
مشترکہ ملکیت، کالونی	Community	کمیونٹی
بجلی گھر	Power House	پاورہاوس
اوقات کار/جدول	Schedule	شیڈول
معیار	Merit	میرٹ
لاری اڈا	Bus stand	بس سٹینڈ
بڑا/بنیادی منصوبہ	Master plan	ماسٹر پلان
محصول ومحاصل	Excise & Taxation	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن
قبل ازووٹ جانچ	Pre-Poll Raking	پری پول ریکنگ
انتخابی اختیاراتی مرکز	Election commission	الیکشن کمیشن
مغربی انتظامی ادارہ	West Management Company	ویسٹ منجمنٹ کمپنی
کھانا پکانے کا تیل	Cooking oil	کوکنگ آئل
شدید/سخت کارروائی	Crack-Down	کریک ڈاؤن

حوالہ جات

۱. https://jang.com.pk/news/6932، 30.nov.2022. 12:40 am ۔

۲. رشید حسن خان، اردو املا، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۲۔

۳. تجاویز، اصلاح رسم الخط کمیٹی، منظور کردہ، اردو کانفرنس، ناگ پور، رسالہ اردو، جنوری ۱۹۲۶ ص ۱۱۔

۴. رشید حسن خان، اردو املا، ص ۳۳۔
۵. حافظ محمود شیرانی، پنجاب میں اردو، مقدمہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۸ء، ص۔
۶. مولانا احسن مارہروی، رسالہ فصیح الملک، بحوالہ علمی نقوش، لاہور، ۱۹۰۵ء، ص ۱۱۴۔
۷. رؤف پاریکھ، ڈاکٹر، صحت زبان (الفاظ، محاورات اور مرکبات کا درست استعمال)، ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد، س ن، ص ۳۳۔
۸. منصف خان سحاب، نگارستان، مکتبہ جمال لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۳۱۶۔
۹. https://nlpd.gov.pk/ft_lughat/ 2 dec 2022,12:55 am۔
۱۰. https://arts-sciences.buffalo.edu/linguistics/research/phonetics-phonology.html#:~:text=Phonetics%20is%20the%20study%20of,%2C%20in tonation%2C%20etc , 2 dec 2022,03:55 am۔
۱۱. مولوی عبدالحق، قواعد اردو، مرتبہ: مولوی عبدالحق، انجمن ترقی اردو (ہند)، نئی دلی ص ۳۶۔
۱۲. رشید حسن خان، اردو املا، ص ۵۴۹۔
۱۳. ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف) لاہور، مرکزی اردو بورڈ ۱۹۷۱, ص ۱۸۰۔
۱۴. منصف خان سحاب، نگارستان، مکتبہ جمال لاہور، اشاعت ۲۰۱۰، ص ۱۱۔
۱۵. عبدالحق، مولوی، اردو صرف و نحو، انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دلی، ص ۱۲۹۔
۱۶. https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/code-switching , 2 dec 2022,12:55 am۔
۱۷. https://www.merriam-webster.com/dictionary/code-switching, 2 dec 2022,11:55 pm۔
۱۸. https://www.taemeernews.com/2021/11/english-words-in-urdu-shamsur-rahman-faruqi.html?m= 9;21 AM 2 DEC 2022 , 2 dec 2022,12:10 am۔

۱۹. https://www.taemeernews.com/2021/11/english-words-in-urdu-shamsur-rahman-faruqi.html?m= 9;21 AM 2 DEC 2022, 2 dec 2022,12:23 am ۔

۲۰. ناصر عباس نیر، ڈاکٹر، لسانیات اور تنقید، اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۰۸ء، ص ۳۷۔

باب سوم:

منتخب اخبارات کے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کی وجوہات اور ان کا تدارک

ا۔ وجوہات:

اردو ہماری قومی زبان ہے، مگر افسوس اس بات کا ہے کہ ہماری قومی زبان ہونے کے باوجود بھی وہ مقام جو کسی بھی قومی زبان کو حاصل ہے، وہ اسے حاصل نہیں ہو سکا۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں؛ جن میں سے ایک انگریزی زبان کا در آنا اور اسے ہی ترقی اور خوش حالی کا ضامن ماننا ہے، جو کہ کسی بھی زاویے سے درست نہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر ناصر عباس نیّر کی رائے ملاحظہ ہو:

> ”اس میں شک نہیں کہ اس وقت سینکڑوں انگریزی الفاظ اردو زبان کا نامیاتی حصہ ہیں۔ جیسے سٹیشن، پنسل، ریڈیو، سٹیشنری، سکول، کالج، یونیورسٹی، گورنمنٹ، انسٹی ٹیوٹ، ریلوے، کمپیوٹر اور دیگر۔ اور یہ سب الفاظ اردو کی ثروت میں اضافے کا موجب ہیں۔ اس لیے کہ انھوں نے اردو میں ایک خلا کو پر کیا ہے۔ یعنی یہ ایسے الفاظ ہیں جن کے مترادف و متبادل موجود نہیں تھے اور اگر تھے تو اس مفہوم کو ٹھیک طرح سے ادا نہیں کرتے تھے، جس مفہوم کے علمبردار انگریزی الفاظ ہیں۔ لہٰذا یہ الفاظ اردو زبان کی نمو کی داخلی طلب کے جواب میں آئے ہیں،۔۔۔ مگر اس سے ہٹ کر جو صورت حال ہے، اسے اردو زبان پر انگریزی کے قاتلانہ حملے سے تعبیر کرنا چاہیے۔ اس کے سبب اردو زبان نہ صرف اپنی شناخت سے محروم ہوتی جا رہی ہے، بلکہ اس سے بولنے والوں کا لسانی شعور بھی مسخ ہو رہا ہے۔“ (۱)

ہمارے سامنے ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں، بہت سی ایسی قومیں ہیں، جو انگریزی کے بنا صرف اپنی زبان کی مدد سے ہی ترقی پذیر ہیں۔ بہر حال یہ تو ایک المیہ ہے ہی، اس کے ساتھ ساتھ ہم خود جو یہ زبان بولنے والے ہیں، کیا ہم اپنی زبان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔ جب ہم بات کرتے ہیں صحافت کی تو آج کل کے اردو سے نابلد صحافیوں نے کوئی کسر ہی نہیں چھوڑی ہے اردو زبان کو مزید نقصان پہنچانے میں، جو کہ ماہرین لسانیات اور محققین کے لیے باعثِ تشویش ہے۔ حالانکہ اردو کی ترویج کے لیے الیکٹرانک میڈیا بہت اچھا پلیٹ فارم ثابت ہو سکتا ہے۔ علامہ کیفی نے عمدہ بات کہی ہے:

"اول تو یہی کیا کم زیادتی ہے کہ انگریزی کا لفظ اردو میں لایا جائے، اگر چہ آ بھی جائے
تو یہ لازمی تو نہیں کہ اس کی جمع بھی بدیسی قاعدے سے بنائی جائے۔"(۲)

صحافت میں اردو املا کی اغلاط کی وجوہات کئی طرح کی ہیں۔ اردو لفظیات پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اردو لفظیات کا زیادہ تر حصہ فارسی اور عربی زبان سے ماخوذ ہے، چوں کہ اردو ایک آزاد اور خود مختار زبان ہے جو اپنے اندر دوسری زبانوں کے الفاظ کو جگہ دینے کی گنجائش رکھتی ہے، مگر یہاں مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو الفاظ ہم دوسری زبانوں سے ادھار لے کر اردو کا حصہ بناتے ہیں، انھیں ان کی اصل املا سے لکھا جائے یا پھر اردو قاعدے کی پیروی کی جائے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر سلیم اختر نے لفظ کی قدر و قیمت کو اجاگر کرتے ہوئے اپنی کتاب "اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ" میں لکھا ہے :

"لفظ کی اپنی انفرادیت ہوتی ہے لہٰذا آدمی کی مانند اس کا احترام بھی لازم ہے، لیکن
خود غرضی کی جس فضا میں ہم سانسیں لے رہے ہیں، اس کے باعث انصاف اداروں
اور قدروں کے ساتھ ساتھ لفظ بھی بے اعتبار ہوا، پہلے سیاستدانوں کے ہاتھوں، پھر
ملاؤں کے ہاتھوں پھر صحافیوں اور ادیبوں کے ہاتھوں۔ " (۳)

دوسرا مسئلہ جو صحافتی اغلاط کا باعث بن رہا ہے وہ صوتیات کا ہے۔ پاکستان زبانوں کے حوالے سے بہت زیادہ خود کفیل ملک ہے۔ مگر اردو قومی زبان ہونے کی بدولت دور دراز علاقوں، شہروں، گاوں میں مختلف زبانیں بولنے والے استعمال کرتے ہیں۔ ایسے میں مقامی اثرات کا تلفظ و لہجے کے اختلاف کے ساتھ سامنے آنا قدرتی بات ہے۔ لفظ املا کا مطلب معیاری تلفظ کا اظہار ہے لیکن بعض مثالیں ایسی بھی مل جاتی ہیں جہاں ایک سے زیادہ شکلیں موجود ہیں، جن کو دونوں طرح سے تلفظ کرنا درست ہے ایسے میں کیا کیا جائے؟ اس حوالے سے اردو بورڈ کی املا کمیٹی نے کچھ سفارشات پیش کرتے ہوئے جو اصول وضع کیا تھا اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ املا کے اصولوں کا تعین کرتے ہوئے وسیع تر عام زبان پر نظر رکھی جائے، جہاں جو مروجہ اصول ہیں ان سے مدد نہیں حاصل ہوتی ہے وہاں معیاری تلفظ کی پیروی کی جائے تا کہ ایسے بہت سے مسائل حل ہو سکیں جو تلفظ و لہجے کی بدولت پیدا ہوتے ہیں۔ ان مسائل کو سامنے رکھ کر جب ہم ذرائع ابلاغ کی بات کرتے ہیں تو سب سے زیادہ اغلاط ہمیں اخبارات میں ملتی ہیں، جس کی اصل وجہ مختلف لب و لہجے کے صحافی ہیں، جو اردو املا کے اصولوں سے ناواقف و نابلد ہوتے ہیں۔

تیسرا مسئلہ جو املا کی اغلاط کا باعث بنتا ہے وہ ہے، Typing کا مرحلہ۔ برقی لکھت سے مراد وہ عمل ہے جس میں کمپیوٹر پر متفرق کلیدیں دبا کر کمپیوٹر میں متن داخل کیا جاتا ہے۔ متن کسی بھی شکل میں ہو سکتا ہے؛ حروف، اعداد اور دیگر علامتیں۔ ۸۰ کی دہائی سے پہلے کی تاریخ دیکھیں تو ہمارے سامنے یہ بات آتی ہے کہ اس سے پہلے اردو کے لیے کوئی ایسا سافٹ ویئر موجود نہیں تھا کہ جس کی مدد سے اردو کو مشینی اردو بنایا جاسکے۔ ۱۹۸۰ء کے بعد صحافتی اداروں نے اس مسئلے پر غور اور اردو کمپوزنگ کا آغاز کیا، تاکہ اخبارات اور رسائل میں کتابت کے دوران پیش آنے والے مسائل کا حل نکالا جاسکے۔ اس سلسلے میں جو نام قابل ذکر ہے، وہ احمد مرزا جمیل اور جنگ گروپ کا ہے۔ احمد مرزا جمیل کا تیار کردہ سافٹ ویئر اردو کا پہلا سافٹ ویئر تھا۔

۱۹۸۰ء میں شروع ہونے والی کوششوں کے بارے میں محمد اکبر سجاد لکھتے ہیں کہ ٹائپنگ کرتے ہوئے ہم دو مراحل سے گزرے:

۱۔ کمپوزنگ

۲۔ تصحیح (Correction)

دونوں مراحل سے گزرتے ہوئے کمپوزنگ سے زیادہ تصحیح کا مرحلہ مشکل تھا۔ اگر کوئی بھی مدیر ٹائپنگ کے ان اصولوں سے واقفیت نہیں رکھتا ہو، اس سے غلطی سرزد ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ پہلے پروف ریڈر ہوا کرتے تھے، جو مدیر سے ہونے والی اغلاط کی درستی کرتے تھے، مگر اب ایسا نہیں ہوتا اب ان اغلاط کی درستی قاری کو خود کرنا پڑتی ہے۔

دماغ پورے جسم میں کیمیائی اور برقی سگنل بھیجتا اور وصول کرتا ہے۔ مختلف سگنل مختلف عملوں کو کنٹرول کرتے ہیں اور انسانی دماغ ہر سگنل کی ترجمانی کرتا ہے۔ مگر جب دو سگنل ایک ساتھ دماغ تک پہنچتے ہیں تو یہ دو طرفہ تقسیم ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ سامنے آتا ہے کہ دماغ ایک ساتھ دو سے زیادہ پیچیدہ سرگرمیوں کو موثر طریقے سے نہیں سنبھال سکتا، جس کی وجہ سے ایک کام میں کوئی نہ کوئی کمی یا غلطی سرزد ہو جاتی ہے۔

آج کے اخبارات کو زمانہ قدیم کے قلمی اخبارات سے موازنہ کریں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قدیم دور میں جو نسخے ہاتھ سے لکھے جاتے تھے اُن کی نسبت آج کل کے اخبارات میں زیادہ اغلاط نظر آئیں گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قلم سے لکھتے ہوئے لکھاری کی پوری توجہ تحریر پر ہوتی ہے، جب کہ آج کل کے مشینی دور میں کمپوزنگ کرتے ہوئے مدیر کا مقصد اپنے ذہن سے ہی سب کچھ روانی اور تیزی سے لکھنا ہے، ایسے میں

غلطی کا امکان بھی بڑھ جاتا ہے۔ بہ ظاہر ٹائپنگ کے دوران تو ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ہم ٹھیک لکھ رہے ہیں مگر بعد میں پتا چل جاتا ہے کہ کہیں جملے کے آخر میں کوئی لفظ رہ گیا ہوتا ہے یا کسی جملے میں گرامر آگے پیچھے ہو گی ہوتی ہے۔

چوتھی وجہ جو املا میں اغلاط کا باعث بن رہی ہے وہ زیادہ تر ہم آواز الفاظ کے لکھنے میں ہوتی ہے۔ جو مدیر کی کم علمی اور بے توجہی کی وجہ سے سامنے آتی ہے۔ جیسے ذلالت کو زلالت، صحیح کو سہی، زرد کو ذرد۔ ان الفاظ کے فرق کو واضح نہ کر سکے تو اس کے تجربہ اور علمی معیار پہ سوالیہ نشان ضرور ہے۔

پانچواں مسئلہ وقت کی قلت ہے۔ صحافی عموماً مصروف پیشہ افراد ہوتے ہیں۔ جو انٹرویو لینے، معلومات کی تحقیق کرنے، پریس اور کانفرنسوں میں شرکت اور مضامین یا رپوٹس لکھنے کے درمیان اپنا وقت مختص رکھتے ہیں، خاص طور پر انٹرویوز کے دوران یہ ضروری ہے کہ ہر لفظ کو پکڑ لیا جائے اور کوئی اہم معلومات ضائع نہ ہو، تاکہ جو بھی اقتباسات ہوں ان کو پوری طرح سے قاری تک پہنچایا جاسکے۔ صحافیوں کے پاس وقت کی اتنی قلت ہوتی کہ اکثر کسی شخص سے دوبار سوال پوچھنا ممکن نہیں ہوتا اس لیے اور ضروری ہو جاتا ہے کہ پہلی بار ہی اپنی سماعت کو مضبوط رکھے۔

رپورٹس اور مضامین لکھتے ہوئے وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ لفظ کو کیسے لکھا جائے۔ کچھ صحافی تو املا کے اصولوں سے نابلد ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ الفاظ کی ساخت اچھے سے نہیں تشکیل دے پاتے جو بعد میں چھپ کر سامنے آتا ہے تو غلطی واضح ہو جاتی ہے۔

دوسری غلطی جو وقت کی قلت کے باعث ہمارے سامنے آتی ہے وہ صحافت کی عارضی نوعیت کے باعث بنتی ہے۔ روایتی طور پر خبر رساں ادارے معلومات کی تصدیق کرتے ہیں اور پھر اسے شائع کرتے ہیں، لیکن آج کے جدید دور میں کم وقت کے باعث تصدیق کیے بنا شائع کیا جاتا ہے، جس کی بدولت اغلاط جو کسی فرد کی وجہ سے سرزد ہوتیں ہیں وہ اخبارات کے ذریعے سے بھی سامنے آتی ہیں۔ ان میں سے بہت سی غلطیاں درست نہیں ہو سکتیں۔

ب۔ تدارک:

اخبارات کسی بھی ملک قوم کا ایک قیمتی سرمایہ سمجھے جاتے ہیں۔ اخبارات کا شمار ان اہم وسیلوں میں سے ہوتا ہے جس کی مدد سے اہم معلومات کو دوسروں تک پہنچایا جاتا ہے۔ یہ علم کی ترسیل کا بھی باعث بنتے

ہیں۔ اخبارات کی اہمیت اس بہ دولت بھی زیادہ ہے کہ یہ کسی بھی ملک کی اقتصادی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی رویوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ عالم گیریت کے اس دور میں بہت سے لوگ دنیا بھر میں اخبارات کو اہم وسیلہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

اخبارات کسی بھی زبان کے ہوں، وہ اپنے مواد کے لحاظ سے جس معاشرے سے اس کا تعلق ہوتا ہے وہاں کی ذہنی برتری یا تنزلی کی علامت ہوتے ہیں۔ اس میں جو زبان استعمال ہوتی ہے وہ زبان اس بین السطور کو واضح کرتی ہے جس سے وہ سماج تشکیل پایا ہے۔ زبان کی لفظیات اس کے بولنے والوں کے مزاج و افکار کی آئینہ دار ہوتی ہے کیوں کہ یہ کسی بھی قوم یا ملک کے بسنے والوں کے بہترین دماغوں کی برسوں کی کوشش کا نتیجہ ہوتے ہیں اور ان لفظیات کی پشت پر ایک تہذیب و ثقافت کا جہاں آباد ہوتا ہے۔ یہی الفاظ اور ان کے معانی طے کرتے ہیں کہ اس معاشرے میں بسنے والوں کا ذہنی اور فکری پہلو کس نہج کا ہے۔

"بندے ماترم" ۱۹۲۰ء کو برطانوی راج میں لاہور سے جاری ہوتا تھا۔ یہ اردو کا پہلا روزنامہ تھا، جو ایک لمیٹڈ کمپنی "لمیٹڈ کمپنی دی پنجاب اخبارات اینڈ پریس کمپنی لمیٹڈ" کے زیر نگرانی شروع ہوا، اس کی زبان دیکھیے:

> "سہ سرخی
> سردار بھگت سنگھ، راج گورو اور سکھ دیو کی لاشوں کی بے حرمتی کی تحقیقات
> ذیلی سرخی
> انڈین نیشنل کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کے کمیشن نے اپنا کام شروع کر دیا۔ گورنمنٹ نے تحقیقات میں امداد دینے سے انکار کر دیا۔"

(بندے ماترم، ۱۴ اپریل ۱۹۳۱)

آزادی سے پہلے اخباروں کی کل تعداد ۴۱۵ تھیں جن میں ۳۴۵ اخبارات ہندوستان میں رہ گئے اور ۷۰ اخبارات کے بانیوں نے پاکستان ہجرت کی، جن کے ساتھ ان کے اخبارات بھی پاکستان منتقل ہوگئے۔ اس طویل وقت کے گزرنے کے ساتھ زبان میں بہت سی تبدیلیاں آتی رہیں۔ ہم جب جائزہ لیتے ہیں "دہلی اردو اخبار" اور "بندے ماترم" اخبار کی زبان کا تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بندے ماترم تک پہنچتے پہنچتے جن الفاظ کا استعمال ملتا ہے وہ ماہرین لسانیات کے لیے حیران کن ہے۔ "دہلی اردو اخبار" میں جہاں مولوی باقر نے خالص اردو کا استعمال کیا ہے، وہیں "بندے ماترم" میں انگریزی لفظیات کا زیادہ استعمال ہوا ہے۔ اس سے اس

بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ معاشرے میں انگریزوں اور انگریزی کے ساتھ ہی ان کی تہذیب و ثقافت کی سرایت کرنے کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

اردو صحافت میں جس شخصیت نے روح پھونکی وہ بابائے اردو صحافت مولانا ظفر علی خان تھے۔ ان کی تحریر اور اسلوب نے صحافتی تحریروں میں نئی جان ڈال کر سیاسی چہل پہل پیدا کی۔ اس روش نے باقی اخباروں کو بھی اسی ڈگر پر چلنے پہ مجبور کیا۔ مولانا ظفر علی خان خود ایک صاحب طرز انشاپرداز تھے۔ ان کے اسلوب کی ساخت میں فکری و جذباتی رویوں، شخصی رجحانات، عصری میلانات اور ہمہ زبانی نے بھی بڑا حصہ لیا۔ وہ خود پنجابی بولتے تھے مگر اردو میں ان کو کامل مہارت حاصل تھی، جن کی مثال اساتذہ و اہل زبان بھی دیتے تھے۔ اردو صحافت میں مولانا ظفر علی خان نے نئی اصطلاحات، نئی نئی تراکیب اور نئے نئے محاورے فروغ دیے۔ والد کی وفات کے بعد ۱۹۰۹ء میں انھوں نے "زمیندار" اخبار کو بحیثیت ایڈیٹر سنبھالا اور اس میں ایک نئی روح پھونکی۔ دیکھتے ہی دیکھتے "زمیندار" اخبار نے اس مقام میں قدم رکھا، جہاں اتنی جلدی پہنچنا کسی بھی اخبار کے لیے ممکن نہیں تھا۔ انھوں نے صحافت کو ایک باقاعدہ صنف کا درجہ عطا کیا۔ مولانا صحافت کو پیشہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ عبادت سمجھ کر انجام دیتے تھے اور اس عبادت کو انجام دینے کے لیے انھوں نے ملک بھر سے اعلیٰ درجے کے ادیب اور صحافی اکٹھے کیے، جن میں بڑے بڑے معتبر نام شامل ہیں جیسے؛ نیاز فتح پوری، عبدالمجید سالک، غلام رسول مہر، چراغ حسن حسرت وغیرہ۔

اردو زبان نے تحریک آزادی میں اہم کردار ادا کیا، لیکن آزادی کے بعد اس کے ساتھ بدتر سلوک کیا گیا۔ بہت سی زبانوں کی طرح اس زبان نے بھی ناقابل تلافی نقصان اٹھایا۔ اس زبان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا۔ یہ زبان ہندوستان کے مدارس تک ہی محدود کر دی گئی۔ اردو زبان کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا اس سے صحافت کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ اردو زبان کو دوسری زبانوں کی طرح ٹیکنالوجی سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ ایسے لوگ اور سیاست دان جو اردو زبان کی آڑ میں گھٹیا سیاست چمکانے میں لگے ہوئے ہیں، ان کا قلع قمع کرنا بہت ضروری ہے۔ ہماری نئی نسل، جو کہ صحافت میں آنے کا سوچ رہی ہے، اس کی تربیت کی ضرورت ہے۔ معاشرے میں اخبارات کو ایک طاقت مانا اور جانا جاتا ہے۔ یہ طاقت ایک جداگانہ اثر رکھتی ہے۔ اخبارات ہی ہیں جنھوں نے مختلف معاشروں میں حکومتوں کے قیام میں اہم کردار ادا کیا اور کئی حکومتوں کا نام و نشان مٹا دیا۔ ایک مشہور مورخ ایچ۔جی کا کہنا ہے: "روم کی طاقت پر حکومت اس درجہ سے بھی دیرپا نہ رہی کہ اس زمانے میں اخبارات عام نہ تھے۔" (۴)

سیاسی لحاظ سے اخبارات کی طاقت ایسی اٹل حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ عوام بڑے سے بڑے محاذ پر اخبارات کے ذریعے کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہندستان کی آزادی میں اخبارات کا بہت بڑا کردار ہے۔ یہ کہنا کسی طور پر غلط نہ ہو گا کہ آج ہم جو آزادی کی سانس لے رہے ہیں اس میں بھی اخبارات کا اہم حصہ ہے۔ ہمارے ملک پاکستان کو آزاد کروانے میں کئی تحریکیں سرگرم تھیں ان سب کو اخبارات کی حمایت حاصل تھی۔ کچھ اخبارات انگریزوں کی سرپرستی میں شائع ہوتے تھے اور اگر ہندستانی اخبارات بھی انگریزوں کے حامی ہوتے تو ہم کبھی آزادی سے زندگی نہ گزار پاتے۔

صحافت نہایت دل کش پیشہ اور باعزت ذریعہ روزگار بھی ہے۔ ایک صحافی تاریخ نویس بھی کہلاتا ہے۔ وہ ایک وقت میں دو کام سرانجام دے رہا ہوتا ہے۔ وہ عوام کی آنکھ سے معاشرے کو دیکھتا ہے اور عوام کے ہی کان سے سنتا ہے۔

ایک صحافی جدید اور قدیم علوم پر عبور رکھتے ہوئے معاشرے کا مشاہدہ کرتا ہے۔ وہ تخلیقی اور تحقیقی قوتوں کا مالک ہوتا ہے۔ وہ غیر جانب دارانہ فیصلے کرتا ہے۔ لیکن اگر صحافت کا فن ایک غلط انسان کے ہاتھ آجائے تو قومیں برباد ہو سکتی ہیں، معاشرہ بگاڑ کا شکار ہو سکتا ہے اور قوموں کی عزتیں پامال ہو سکتی ہیں۔ صحافت کو صرف تعمیری مقاصد کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔

صحت اصول پر اردو کو پرکھنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ ہمارے یہاں اردو زبان کو بس اس معیار پر دیکھا جاتا کہ فلاں اخبار یا کتاب میں یہ لفظ ایسے لکھا تھا۔ تو اس تقلید میں غلطی کی تکرار کی جاتی ہے۔ زبان کے لیے ضروری ہے کہ اس کے املا کے قاعدے صحیح اصولوں پر مبنی ہوں۔ اردو زبان کو لاحق خطرات بھی اسی نوعیت کے ہیں۔ ہر زبان میں ان اصولوں کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔ لیکن اردو زبان پر کام کرنے والے خود کو آزاد سمجھتے ہیں۔ ہر متمدن قوم زبان کی اصلاح کے لیے کام کرتی نظر آتی ہے۔ لیکن اردو کے حوالے سے کوئی کام ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔ صرف باتوں کی حد تک یا پریس کانفرنسز، ورکشاپس یا اجتماعات کر لینا اردو کے لیے بہتری نہیں لا سکتا۔ ہمیں تحقیق کے بغیر کام کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ بغیر تحقیق کے کام کرنے سے غلطی سرزد ہونے کا صریح امکان ہے، نیز پھر اس غلطی کو بار بار دہرانے کی روش بھی مروج ہے۔ یہی رویہ ہم زبان کو لے کر بھی اختیار کرتے ہیں۔

لغت کا استعمال تلفظ کی درستی اور معنی کے ابلاغ کے لیے ضروری ہے۔ایسی صوتی ڈکشنری مرتب کی جائے جس میں زور(stress)، لہجہ (accent)اور آواز کے زیروبم (Modulation)وغیرہ جیسی خصوصیات کی صوتی علامات کے ذریعے وضاحت ہو۔ ایسی لغت ہر شعبے سے منسلک پیشہ ورانہ افراد کی ضرورت پوری کرنے کے ساتھ غیر زبان افراد کے لیے بہت مفید ثابت ہو گی۔

دوسری بات جس کا تدارک کرنا بہت زیادہ ضروری ہے وہ املا کے قاعدوں کی سختی سے پابندی ہے۔ املا کے قاعدوں کی سختی سے پابندی دنیا میں بولی جانے والی ہر زبان میں کی جاتی ہے۔کیونکہ املا میں بے ضابطگی تحریر کی صحت کو متاثر کرتی ہے۔جس سے زبان کو صدمہ پہنچاہے۔ کسی بھی لفظ کا جو تلفظ ہم ادا کرتے ہیں وہ اپنے رائج الوقت املا سے خواہ کتنا ہی مختلف کیوں نہ ہو، اسے مقرر کردہ املا کے قاعدے سے ہی لکھا جانا چاہیے۔جس کی پابندی عام لکھاری ہو یا ادیب ،صحافی ہو یا ناشر سب پر فرض ہے۔ بقول ڈاکٹر عبدالستار صدیقی:

> "ہر زبان کے لیے ضروری ہے کہ اس کے املا کے قاعدے منضبط ہوں اور ان قاعدوں کی بنیاد صحیح اصول پر ہو۔اگر قاعدے معین نہ ہوں تو زبان کی یک رنگی اور یکسانی کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہو گا۔" (۵)

اسی لیے اخبارات، اصلاحِ املا اور تلفظ کا کام ماہرین کی مدد سے اس طرح انجام دیں کہ اخبارات کی تحریر اس مقام پہ پہنچ جائے کہ جہاں سے صحیح املا اور تلفظ کی سند جاری ہو سکے۔

اخبارات میں جملے کے اختتام پر الفاظ کا غائب ہونا عام غلطی ہے مگر اس خامی پر مسلسل مشق کرنے سے اس پر قابو پانا ممکن ہے۔

زمانہ قدیم میں اخبارات ہاتھ سے لکھے جاتے تھے جس کی وجہ سے اخبارات میں اغلاط کا ہونا ممکنات میں نہیں تھا۔لکھنے کے بعد اسے کسی دوسرے شخص سے بھی پڑھایا جاتا تھا تاکہ کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو تو اس کی درستی کی جائے، مگر اب جب سے مشینی دور شروع ہوا ہے لکھاری اتنا پر سکون ہوا ہے کہ اس کو بھاری سے بھاری غلطی بھی دکھائی نہیں دیتی۔

جس طرح زبان ایک اجتماعی عمل ہے اسی طرح املا کا چلن بھی ایک اجتماعی عمل ہے۔ یہ کسی فردِ واحد کے بس کا روگ نہیں ہے۔اس لیے ان مسائل اور املا کے نقائص کو حل کرنے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اس سلسلے میں ایسے ماہرین لسانیات سے مدد لیں جو اردو کے صوتی اور ہجائی نظام دونوں سے آشنا ہوں اور ان کی

پیش کی گئی سفارشات کی روشنی میں سب سے پہلے محکمہ تعلیم کی مدد سے مدارس، سکول اور دانش گاہوں میں جو نصابی کتابیں پڑھائی جاتیں ہیں اُن سے اصلاح کا آغاز کریں۔ اس حوالے سے مقتدرہ قومی زبان ایک موزوں ترین ادارہ ثابت ہو سکتا ہے کیوں کہ اس ادارے کا قیام ۱۹۷۹ء میں اسی مقصد کے لیے لایا گیا تھا۔ اس کے مقاصد میں قومی زبان کے مسائل، لسانی مباحث اور دیگر تحقیقی موضوعات کے ذریعے اصلاح زبان کرنا ہے۔

انگریزی زبان نے پوری دنیا میں بولی جانے والی زبانوں میں اپنا اثر قائم کیا ہے۔ بہت سی زبانیں انگریزی کے الفاظ اپنی قومی زبان کے ساتھ ملا کر بولتی ہیں۔ اردو بھی ان زبانوں میں سے ایک ہے۔ مگر اردو میں انگریزی الفاظ کو برتنے کا کوئی واضح اصول ابھی تک مختص نہیں ہوا کہ جو الفاظ ہم دوسری زبان سے لے رہے ہیں انھیں کس املا کے اصول کے تحت لکھیں اس مسئلہ کا تدارک تبھی ممکن ہے جب ہم اردو میں استعمال ہونے والے الفاظ کو مختلف گروہوں میں تقسیم کریں اور ان کا جائزہ لیں:

i. وہ الفاظ جو اردو زبان میں مستعمل ہیں اور ان کا متبادل اردو میں موجود ہے۔
ii. وہ الفاظ جن کا متبادل اردو میں موجود نہیں مگر اردو میں رائج ہیں۔
iii. وہ الفاظ جو اردو زبان کا حصہ بن چکے ہیں۔

اس میں پہلا گروہ ان الفاظ کا ہے، جن کا اردو میں متبادل موجود ہے، اُن کو اردو زبان سے خارج کر کے اردو میں موجود متبادل لفظ کا استعمال کیا جائے۔

دوسرا وہ گروہ جن کا متبادل اردو زبان میں موجود نہیں ہے ان کو اردو ہی کے اصول اور قاعدوں کے مطابق ضرورت کی حد تک الفاظ کو اردو زبان کا حصہ بنایا جائے۔

تیسرا وہ گروہ جو عام بول چال میں اس حد تک سرائیت کر چکے ہیں کہ وہ اب اردو کا حصہ لگنے لگے ہیں ان کو اردو املا اور قاعدوں کے مطابق اردو اور انگریزی دونوں طرح سے استعمال کیا جائے۔ مگر ان سب کی گروہ بندی لازم ہے۔ جیسے: اسکول، ٹیچر، الیکشن وغیرہ۔

دوسری زبان سے اردو میں شامل ہونے والے الفاظ کو "دخیل" لفظ بولتے ہیں اور دخیل لفظ کو وہی حیثیت حاصل ہوتی ہے، جو اصل لفظ کو ہوتی کیوں کہ یہی لفظ بعد میں۔ زبان کا حصہ بن جاتا ہے اس لیے یہ ہماری مرضی ہے کہ ہم اس کے ساتھ جو سلوک کریں۔

لفظ کی تعریف کمپیوٹر کی اصطلاح میں یہ کی جاتی ہے کہ وہ حروف جو (سپیس) سے جدا کئے جائیں، یعنی حروف کا وہ مجموعہ جہاں آپ سپیس لگا کر دوسرا لفظ لکھیں۔ اردو میں کیونکہ حروف کہیں پچھلے حروف یا اگلے حروف سے جڑ جاتے ہیں، اور کہیں نہیں جڑتے ہیں، 'اور' کا الف پچھلے لفظ سے جڑ سکتا ہے، اس لیے 'آج اور کل' کو آجاور کل' کبھی نہیں لکھیں گے، لیکن 'اتواراور پیر' ضرور لکھ سکتے ہیں، کہ 'اتوار' کا 'ر' الف سے نہیں ملتا۔ اور 'اور' کا 'ر' بعد کے کسی بھی حرف سے نہیں ملتا۔ لیکن ہماری ٹائپنگ کی بہت عام غلطی ہے کہ 'اور' کو 'او' ٹائپ کر کے 'ر' کو اگلے لفظ سے ملا دیا جائے۔ ان اغلاط سے بچنے کے لیے اخبارات مالکان کو چاہیے کہ ایڈیٹر کے ساتھ پروف ریڈنگ کے لیے دوسرا بندہ بھی اچھے مراعات دے کر کام پر رکھا جائے جو پروف ریڈنگ کی مہارت رکھتا ہو اور قواعد و املا سے واقفیت رکھتا ہو۔ اس کا یہ فائدہ ہو گا کہ ایڈیٹر سے ہونے والی اغلاط کی درستی بہتر انداز میں ممکن ہو گی اور تحریر میں کوئی غلطی نظر نہیں آئے گی۔

حوالہ جات

۱. ناصر عباس نیرّ،ڈاکٹر،لسانیات اور تنقید،اسلام آباد: پورب اکادمی، جنوری ۲۰۰۹ء(طبع اول)،ص۱۹۔

۲. https://ur.nayasavera.net , 22 November 2022, 12:50 am۔

۳. سلیم اختر، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ(آغاز اے ۲۰۰۰ تک)،سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۹۴۔

۴. H.G well,The out line of history , Independently published (July 21, 2017), P20۔

۵. مسلم صدیقی،مقالات عبدلستار صدیقی (جلد اول)،مرتبہ، مجلس ترقی ادب لاہور،س ن،ص ۴۶۔

باب چہارم:

مجموعی جائزہ، تحقیقی نتائج، سفارشات

ا۔ مجموعی جائزہ:

زبان ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی مدد سے انسان اپنے جذبات و خیالات کا اظہار کرتا ہے، خواہ یہ اظہار الفاظ کی شکل میں انجام دے یا پھر خاموشی سے علامات کے پیرائے میں۔یہ عمل اس وقت تک کامیاب نہیں ہوتا جب تک انسان جو کچھ بول رہا ہے وہ الفاظ یا پھر علامات بامعنی نہ ہوں۔ زبان مرکب ہے چند مفردات اور مرکبات کا۔ جو مختلف انسانی گروہوں میں بطور مقرر اشارات کے کام دیتے ہوں یا ایسے متلفظ اشارات جو انسان کے منہ سے وقتاً فوقتاً نکلتے ہیں جن کے کچھ معانی اور تعبیرات ہوں۔

زبان کو فہم کے حساب سے مختلف اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ عام بول چال کی زبان، صحافتی زبان اور علمی و ادبی زبان۔ عام بول چال کی زبان میں علاقائی زبانیں اور پھر ایک رابطے کی زبان بھی شامل ہوتی ہے۔ ان تینوں زبانوں میں فرق موجود ہے مگر اس فرق کا ہونا اتنا لازمی نہیں کیوں کہ زبان چاہے علمی وادبی ہو یا صحافتی ہو اس کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے: لکھنے والا یا بولنے والا کچھ مفہوم سمجھانا چاہتا ہے۔ اگر لکھنے والے کا یا بولنے والے کا مفہوم سامنے والے یعنی سننے والے کی سمجھ میں نہیں آئے گا تو زبان کے استعمال کا مقصد پورا نہیں ہو گا،یعنی لکھنے یا بولنے والا درست الفاظ کا استعمال نہیں کر سکا۔ اخبارات کے ذریعے آج کل بہت سی معلومات، اطلاعات، خیالات پہنچائے جاتے ہیں موثر اور صحیح الفاظ کو صحیح ابلاغ تب ہی ممکن ہے جب لکھنے والا درست املا کے ساتھ الفاظ کی تشکیل کرے ۔یہی وجہ ہے کہ آج کے دور میں ابلاغ نے ایک فن کا درجہ حاصل کر لیا ہے جس کی تدریس کے لیے محنت ہو رہی ہے۔

اردو اخبارات آج بھی خبر رسانی کا بڑا ذریعہ ہیں۔ پاکستان میں اخبار کی صنعت نے جس تیزی سے اپنا مقام بنایا ہے شاید ہی کسی اور صنعت نے بنایا ہو۔ قارئین کی بڑی تعداد اخبارات کا مطالعہ کرتی ہے۔ اس لیے اردو اخبارات میں لسانی طور پر زبان و املا کا درست ہونا لازمی ہے۔

گزشتہ ابواب میں کی جانے والی تحقیق کو مد نظر رکھ کر دیکھا جائے تو اردو زبان بنیادی طور ایک خالص زبان کی صورت میں وجود میں نہیں آئی بلکہ عربی اور فارسی کی آمیزش بھی اس میں پائی جاتی ہے۔ آغاز میں فارسی کو سرکاری زبان کی حیثیت حاصل تھی اور کسی نے سوچا بھی نہ تھا کہ کوئی اور زبان بھی یہ مقام حاصل کر سکتی ہے۔ کسی بھی معاشرے میں زبان کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ کسی نہ کسی شعبے میں زبان کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے، اس لیے اس کو سیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے۔ صحافت سے وابستگی ہمیں ماضی سے جوڑے رکھتی ہے۔ماضی تک کی رسائی اخبارات سے ہی ممکن ہے۔ بہت سے ایسے واقعات ہیں جو ماضی میں رونما ہوئے، ہمیں صرف اخبارات سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔

یوں تو پاکستان میں اخبارات کی تعداد ہر روز بڑھ رہی ہے۔اخبارات کے مالکان ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے چکر میں صحافت کو اس کے معیار سے نیچے گرا دیتے ہیں اور ساتھ ہی املا کی اغلاط کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اردو زبان میں انگریزی زبان کی آمیزش کرتے جا رہے ہیں۔ ان کو اندازہ ہی نہیں کہ یہ اردو زبان کے ساتھ کتنی بڑی ناانصافی ہے اور اردو زبان اس بات کی منتظر ہے کہ املا کے حوالے سے اس میں بہتر اقدامات کیے جائیں۔ اگر جلد از جلد اس مسئلے کو حل نہ کیا گیا تو آنے والے وقتوں میں یہ مسئلہ کافی سنجیدہ صورت حال اختیار کر جائے گا۔ املا کی اغلاط میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو جائے گا۔ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ لوگوں کو آگاہی دی جائے کہ اردو زبان کن مسائل سے دوچار ہے اور کیسے اردو کی اغلاط پر قابو پایا جا سکتا ہے؟ تاکہ آنے والے دور میں اردو زبان کو اسکا صحیح مقام و مرتبہ حاصل ہو۔

موجودہ دور میں اردو اخبارات اور کتب میں املا کی اغلاط پر قابو پانے پر زور دیا جانا چاہیے اور اس پر خاطر خواہ کام بھی ہو رہا ہے لیکن پھر بھی قابو نہیں پایا جا سکا۔ آج بھی ان کتب اور اخبارات میں بغور مطالعہ کرنے پر املا کی اغلاط ملیں گی۔ان غلطیوں کی ایک وجہ یہ ہے اخبارات مالکان ایسے عملے کو اردو لکھنے پر معمور کرتے ہیں جو تعلیم یافتہ نہیں ہوتے اور وہ املا پر توجہ نہیں دیتے اور غلطیوں پر غلطیاں کرتے جاتے ہیں ۔دوسرا عملے کے پاس وقت کی کمی ہوتی ہے اور اخبارات بغیر پروف خوانی کے چھاپ دیے جاتے ہیں۔ ایک بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ اکثر لوگ الفاظ کو جوڑ کر لکھتے ہیں اور اس کی انھیں خبر ہی نہیں ہوتی کہ یہ بھی ایک غلطی ہے جو کہ اخبارات کی دیکھا دیکھی عام انسان بھی روزمرہ کی لکھائی میں کرنے لگا ہے، مثلاً انکی ، اسکی ، آپکی ،انکے وغیرہ۔ ان کے علاوہ بھی بے شمار اغلاط ہیں جو کہ لوگ سر عام کر رہے ہیں۔ ان کو لکھنے کا رواج بھی عام ہوتا جا رہا ہے۔ صحافت اس میں اپنا رول ادا کر سکتی ہے اگر وہ اپنے اخبارات میں ایک حصہ ایسا رکھیں جہاں

لوگوں کو روز مرہ کی بنیاد پر دو دو الفاظ کو درست لکھنے اور اس لفظ کو صحیح انداز میں لکھنے کا طریقہ سکھایا جائے اور اخبارات خود بھی اس پر عمل کریں تو املا کی ان اغلاط پر کافی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔

تحقیقی مقالے کے پہلے حصے میں منتخب اخبار کی زبان، پاکستان میں صحافت کی مختصر تاریخ اور منتخب اردو اخبارات اور گلگت بلتستان میں صحافت کا آغاز کا مختصر جائزہ بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں منتخب اخبارات میں املا کے اغلاط کا جائزہ لیا گیا ہے۔ گلگت بلتستان کے اردو کے منتخب اخبارات کا جب بغور مطالعہ کیا گیا تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ تمام اخبارات کے اندر الفاظ کو جوڑ کر لکھنے اور ہم آواز الفاظ کو غلط الفاظ کے ساتھ لکھنے کا رواج چل پڑا ہے۔ اس میں جو اغلاط خاص طور پر سامنے آئیں ہیں وہ یہ ہیں ؛ جیسے کے لیے کو دور جدید میں کیلیے لکھا جاتا ہے اور اس طرح کو اسطرح لکھا جارہا ہے اور اس طرح کے بھی الفاظ سامنے آئے ہیں جو ہم آواز ہیں، جس کی وجہ سے غلط لکھا جارہا۔ اس کا بغور جائزہ لیں تو اس سے جملے میں جس مقصد کے لیے وہ لفظ استعمال ہوتا ہے وہ اپنا مقصد پورا نہیں کرتا، بلکہ کوئی اور معنی ادا کرتا۔ دوسرا کوڈ مکسنگ یعنی انگریزی الفاظ کا استعمال کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالے کے تیسرے باب میں منتخب اخبارات میں پیش آنے والی املائی اغلاط کی وجوہات اور ان کا تدارک متعلق تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

ہمارے معاشرے میں انگریزی تیزی سے سرائیت کرتی جارہی ہے۔ انگریزی آج کل ہمارے خیالات اور ہمارے اظہار جذبات کی بنیادی ضرورت بن چکی ہے۔ ٹیلی ویژن، اخبارات و رسائل میں اردو زبان کو انگریزی کا جامہ پہنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اردو قومی زبان ہونے کے باوجود بھی پاکستان میں سرکاری زبان انگریزی ہے۔ سرکاری بیانات انگریزی میں بیان کیے جاتے، عدالتی فیصلے انگریزی میں لکھے جاتے ہیں۔ بینکوں کی زبان انگریزی ہے، اس کے علاوہ بین الاقوامی طور پر جس حساب سے انگریزی اپنی توانائی اور اثر قائم کر رہی ہے دوسری زبانوں پر اسی حساب سے ہمارا معاشرہ بھی اس کا شکار ہو رہے ہیں۔

جب ہم بات کرتے ہیں اخبارات کی تو آج کل اردو اخبارات میں اردو سے زیادہ الفاظ انگریزی کے استعمال کیے جاتے ہیں حالاں کہ ان الفاظ کا متبادل موجود ہے اردو میں۔ مثلاً لفظ "روبرو" کے لیے "ون ٹو ون" کا لفظ استعمال کیا جارہا ہے۔ انتخابات کے لیے الیکشن ،جوہری طاقت کے لیے اٹامک انرجی، کاروائی کی جگہ آپریشن کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ روش اردو املا کی صحت کے حق میں سراسر غلط ہے جو اردو کی ساخت کو مسخ کر رہی ہے۔

ب۔ نتائج:

i. لسانی اعتبار سے دیکھا جائے تو ماضی میں اردو اخبارات میں املا کی اغلاط بہت کم ہوتی تھیں، کیونکہ اس وقت اس شعبے سے منسلک افراد پڑھے لکھے اور زبان کے اصولوں سے واقفیت رکھتے تھے۔ اس کی نسبت دور حاضر میں املا کی اغلاط بہت زیادہ پائی جاتیں ہیں، جس کی بہت سے وجوہات ہیں۔ ان میں سے ایک لسانی اصول وضوابط سے نابلد صحافیوں کا اس شعبے سے منسلک ہونا ہے اس تحقیق میں املا کی اغلاط جو اخبارات میں کی جاتیں ہیں ان کی نشاندہی کی گئی ہے۔

ii. دور قدیم میں اردو اخبارات میں تلاش کرنے سے بڑی مشکل سے ایک دو انگریزی الفاظ ملتے تھے اور وہ بھی وہ الفاظ جن کے اردو متبادل موجود نا تھے مگر آج کل کے اخبارات میں انگریزی الفاظ کا استعمال بے دریغ کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک وجہ عالم گیریت ہے مگر یہ درست روش نہیں اس سے اردو زبان کی اپنی ساخت مسخ ہو کے رہ جاتی ہے۔

iii. اردو اخبارات میں املا کی اغلاط کی بہت سے وجوہات ہیں جن کو نظر انداز کرنے کے بجائے ان کا حل نکال کر اس کی تصحیح کرنا واجب ہے۔ اس تحقیق میں املا کی اغلاط کی وجوہات اور انگریزی الفاظ کا بے دریغ استعمال کی وجوہات کو سامنے لا کر ان کے لیے حل پیش کیا ہے۔

ج۔ سفارشات:

i. اس مقالے کا دائرہ کار گلگت بلتستان کے تین منتخب اردو اخبارات (کے ٹو، باد شمال، محاسب) جن کا دورانیہ ماہ نومبر ۲۰۲۰ کے یکم سے آخر تک محدود ہے کوئی بھی محقق ان تینوں اخبارات کے علاوہ دیگر اخبارات پر تحقیق کر سکتا ہے۔

ii. زیر نظر مقالے میں گلگت بلتستان کے تین اردو اخبارات کا املائی جائزہ اور ان میں موجود اغلاط کی وجوہات معلوم کر کے ان کا تدارک پیش کیا گیا ہے ، نیز دیگر زبانوں خصوصاً انگریزی الفاظ کے بے دریغ استعمال کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ جب کہ اس کے علاوہ بھی اس میں تحقیق کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

iii. اردو اخبارات میں زبان و املا کے مسائل کے علاوہ قواعدی اغلاط، متروک الفاظ اور قدیم اخبارات اور دور حاضر کے اخبارات کے لسانی تقابل پر بھی تحقیق کی جاسکتی ہے۔

iv. اردو اخبارات میں اردو زبان میں مہارت رکھنے والے اعلیٰ ڈگری یافتہ افراد کو بہ طور ایڈیٹر بھرتی کیا جائے۔

v. پرائمری سطح پر طلبا کے لیے قواعد و املا کی تعلیم پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں ضروری ہے کہ سمعی اور بصری تعلیم کا انتظام کیا جائے۔

کتابیات

بنیادی مآخذ

بادِ شمال (روزنامہ) گلگت بلتستان (۳۰ شمارہ جات نومبر ۲۰۲۰)

کے۔ٹو (روزنامہ) گلگت بلتستان (۳۰ شمارہ جات نومبر ۲۰۲۰)

محاسب (روزنامہ)

گلگت بلتستان (۳۰ شمارہ جات نومبر ۲۰۲۰)

ثانوی مآخذ

کتب

اعجاز راہی، شفارشات املا اور موز او قاف، مقتدرہ قومی زبان

حاجی آغا، "گلگت بلتستان (شمالی علاقہ جات کی تاریخ صحافت)"، مقالہ برائے ایم اے (غیر مطبوعہ)

حافظ محمود شیرانی، پنجاب میں اردو، مقدمہ، ص ح ط، اشاعت اول

رقیہ بانو ،لداخ میں اردو زبان و ادب ، کشمیر یونی ورسٹی ،حضرت بل ،سری نگر ، ۲۰۱۴ء۔

رشید حسن خانِ، اردو املا، ایس بی پرنٹرز، ڈیو سر روڈ، لاہور۔

سلیم اختر، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ (آغاز اے ۲۰۰۰ تک)، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور۔

مسکین علی حجازی، ڈاکٹر، صحافتی زبان، سنگ میل پبلیکشنز، لاہور، ۲۰۰۷ء۔

مشتاق صدف، اردو صحافت، بک ٹاک، لاہور، ۲۰۱۹ء۔

محمد حسن حسرت، سکردو، بلتستان تہذیب و ثقافت، بلتستان بک ڈپو، بلتستان، ۲۰۰۷ء۔

مسلم صدیقی، مقالات عبدلستار صدیقی (جلد اول)، مرتبہ، مجلس ترقی ادب لاہور۔

ناصر عباس نیر، ڈاکٹر، لسانیات اور تنقید، پورب اکادمی، اسلام آباد، طبع اول، جنوری ۲۰۰۹ء۔

لغات:(Dictionaries)

انگریزی لغت، مشترکہ ذخیرہ الفاظ، مقتدرہ قومی زبان طبع اول ۲۰۰۴ء۔

جمیل جالبی، ڈاکٹر، قومی انگریزی اردو لغت، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد پاکستان، ۱۹۹۲ء۔

دفتری اصطلاحات و محاورات کی لغت، مجلس زبان دفتری، لاہور، ۱۹۸۹ء۔

راشد اشرف، سید، جدید صحافتی انگریزی - اردو لغت، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۱۰ء۔

راشد اشرف، سید، جدید صحافتی انگریزی - اردو لغت، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۱۰ء۔

عبد الرحیم خان مرتبہ عام بوم چال میں مستعمل انگریزی الفاظ(تسویدی ایڈیشن)،مقتدرہ قومی زبان ،اسلام آباد،پاکستان،طبع اول۲۰۰۹ء۔
مولوی فیروزالدین،فیروزالغات،اردو جامع(نیاایڈیشن) فیروز سنزلاہور،۲۰۰۵ء۔
نورالحسن نیر کاکوری،نور اللغات،نیشنل بل فاونڈیشن،پاکستان،۱۹۷۹ء۔

رسائل وجرائد:(Magazines and Journals)

فوزیہ اسلم،ڈاکٹر،اردواخبارات کا املائی مطالعہ مشمولہ دریافت،شمارہ۱۷،نمل اسلام آباد جنوری تاجون۲۰۱۷ء ۔
مولانااحسن مارہروی،رسالہ فصیح الملک،بہ حوالہ علمی نقوش۔

ویب گاہیں:(Websites)

https://jang.com.pk/
https://ur.nayasavera.net
https://www.rekhtadictionary.com/
http://udb.gov.pk/
https://nlpd.gov.pk/
https://arts-sciences.buffalo.edu/

ضمیمہ جات

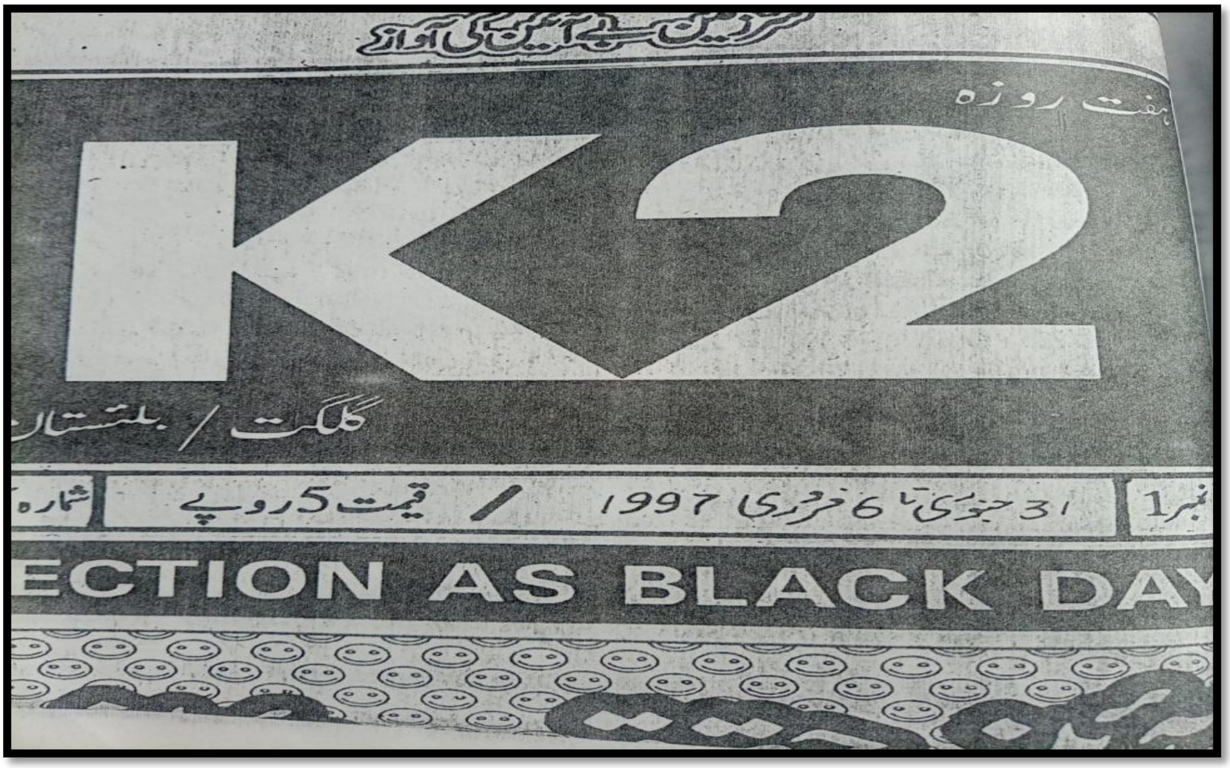

سرزمین بے آئین کی آواز

ہفت روزہ

K2

گلگت / بلتستان

نمبر1 | 31 جنوری تا 6 فروری 1997 / قیمت 5 روپے | شمارہ

ECTION AS BLACK DAY

امروز

DAILY IMROZE

ایشیا کے سب سے بڑے مصور عبدالرحمن چغتائی کی تخلیقات کی نمائش کا افتتاح

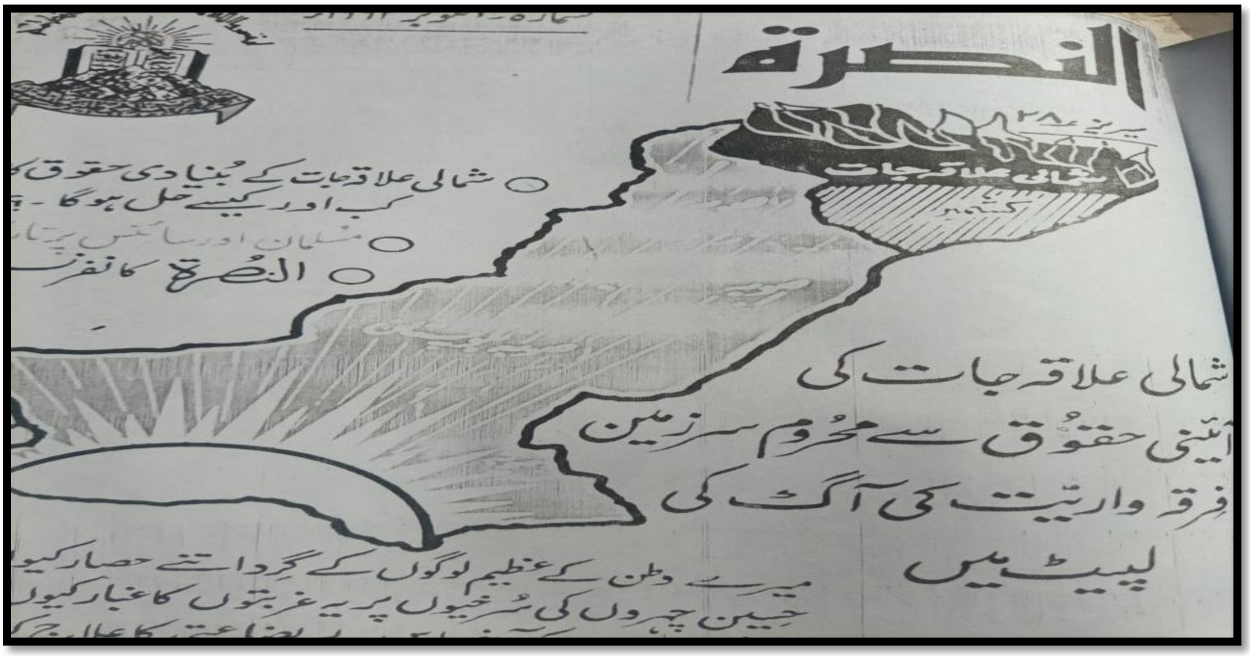
النصرة
شمارہ ۲۸
شمالی علاقہ جات
شمالی علاقہ جات کے بنیادی حقوق کا
کب اور کیسے حل ہوگا
النصرہ کانفرنس
شمالی علاقہ جات کی
آئینی حقوق سے محروم سرزمین
فرقہ واریت کی آگ کی
لپیٹ میں
میرے وطن کے عظیم لوگوں کے گرد اتنے حصار کیوں
حسین چہروں کی سرخیوں پر یہ غربتوں کا غبار کیوں

بادِ شمال
بسم اللہ الرحمن الرحیم
شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

غلام نبی۔ افسر تعلقات عامہ

شمیم بلتستانی

(دیہی کارکن)

بلتستان

سکاردو

قیمت فی پرچہ ۸۔ آنے

سالانہ چندہ : ۵ روپے

جلد ۱ | ستمبر اکتوبر نومبر ۱۹۶۰ء | شمارہ : ۱

بلتستان (نظم) — شمیم بلتستانی — ۱

عرض حال (اداریہ) — ۲

پیغامات — ۵-۹

ترقی دیہات کی تحریک .... ایک پیغمبرانہ مشن ؟ — مولانا سید مختار حسین موسوی بلتستانی — ۱۱

دیہات میں چاند تارا کلب منظم کرنا — سید امیر صاحب پرنسپل دیہی ایڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ پشاور — ۱۲

جدید بلتستان — موسیٰ خان کلیم بلتستانی بی اے بی ٹی اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر — ۸

ہماری شاعری — ابن اعظم شگری سپروائزر ادارہ تعمیر ملت — ۵

گاہے گاہے باز خوان — اعجاز بلتستانی آفس قانونگوئی

غزل — راجہ حسین علی خان مرحوم

بلتستان میں جہاد آزادی — شمیم بلتستانی

آزاد قوموں کی ذمہ داریاں — غلام مہدی شاکری نائب تحصیلدار

بلتستان تعمیر و ترقی کی راہ پر — غلام نبی بی۔ اے افسر تعلقات عامہ

تعلیم نسواں اور بلتستان — حاجرہ شیرین لیڈی ورکر

بلتستان میں پھلدار پودوں کی اہمیت — چودھری محمد شعیب ایگریکلچرل اسسٹنٹ

اپنی مدد آپ — محمد ذاکر حسین بلتستانی طالب علم ہائی سکول سکاردو

درختوں کی بیماریاں — وزیر فیض محمد سپروائزر ادارہ تعمیر ملت

... نوجوانوں کا عہد (نظم) — شمیم بلتستانی

جنگ

روزنامہ کراچی

جواہر لال نہرو نے ماسٹر تارا سنگھ کی گرفتاری کا فیصلہ کر لیا

روزنامہ انقلاب

رجسٹرڈ نمبر ۲۱۱
تار کا پتہ۔ انقلاب لاہور
ٹیلیفون نمبر ۲۷۳۲
قیمت فی پرچہ ایک آنہ

رجسٹرڈ نمبر ۲۱۱
ادارۂ تحریر
غلام رسول مہر
عبدالمجید سالک

جلد ۱۵ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ ۲۳ صفر المظفر ۱۳۵۹ھ مطابق ۲ اپریل ۱۹۴۰ء | نمبر

ہندوستان کو آزاد حصوں میں تقسیم کرنے کی سکیم کے متعلق بعض غلط فہمیاں

قائد اعظم کی طرف سے وضاحتی بیان!

اسلامی علاقوں میں سکھوں کی پوزیشن زیادہ بہتر ہوگی

سکھوں کی پوزیشن

ریاستوں کا معاملہ

چین کی مرکزی حکومت

برطانیہ اور امریکہ تسلیم نہیں کریں گے!

برطانوی ہوا بازوں نے!

... جرمن طیارے تباہ کر دیئے

...سے پہلے اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ حکومت پنجاب خاکسار تحریک کو غیر قانونی قرار دینے کا حکم اٹھا لے

قائد اعظم حکومت پنجاب سے خط و کتابت کر رہے ہیں

آئینہ شمال گلگت

۲۴ اکتوبر ۱۹۹۷ء | قیمت =/۲ روپے | شمارہ نمبر ۱

پوسٹ گریجویٹ کالج گلگت میں آٹے کے ساتھ گھن بھی پس گئے۔

چند طلباء کے باہمی جھگڑے نے پورے کالج پر تالے لگوا دیا۔

گلگت (تعلیمی رپورٹر) پچھلے دنوں پوسٹ گریجویٹ کالج گلگت میں طلباء کے دو گروہوں میں تصادم کے بعد کالج انتظامیہ نے کالج کو غیر معینہ مدت کے لیے بند کر دیا تھا جو ابھی تک نہیں کھل سکا۔ اس کے نتیجے میں بی اے، بی ایس سی اور انٹرمیڈیٹ کے سینکڑوں طلباء کی تعلیم متاثر ہوئی اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کئی طلباء اور والدین نے اس بات

بقیہ ۱ صفحہ نمبر ۱

غلامی سے آزادی اور آزادی سے محرومی کے پچاس سال پورے ہونے پر عوام کا فیصلہ

پانچواں صوبہ، سیلف رول، کشمیر سے الحاق یا خودمختار ریاست

کیم نومبر کو ہوگا

کیم نومبر کو شمالی علاقہ جات کی تمام سیاسی جماعتیں اپنی ڈفلی اور اپنا راگ لیے میدان میں اتر آئیں۔

گلگت (چیف رپورٹر) کیم نومبر کے قریب آنے کے ساتھ ساتھ تمام سیاسی جماعتیں شمالی علاقوں میں اپنی اپنی سیاسی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لیے متحرک ہوگئی ہیں۔ تفصیلات کے مطابق وفاق پرست جماعتوں نے تحریک جعفریہ، پی پی پی اور مسلم لیگ جبکہ قوم پرست علاقائی جماعتوں میں متحدہ قومی پارٹی، بلورستان نیشنل فرنٹ، قراقرم نیشنل موومنٹ اور شہید بھٹو گروپ نے بھی ریلیز، جلسوں اور مظاہروں کا پروگرام تشکیل دے دیا۔ تحریک جعفریہ کا گلگت میں بڑا جلسہ تحصیل چوک گلگت میں کیم نومبر کو صبح ۱۰ بجے ہوگا۔ جس میں توقع ہے کہ تحریک جعفریہ پاکستان کے قائد علامہ سید ساجد علی نقوی تحریک کے سینیٹرز

بقیہ 2 صفحہ نمبر3

عدل و انصاف کے قتل عام کو مزید برداشت نہیں کریں گے (ناردرن ایریاز ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن

حکومت چیف کورٹ میں ہونے والی سنگین بے قاعدگیوں اور انصاف کی خرید و فروخت بند کرائے۔

موجودہ عدالتی بحران کے ذمہ دار چیئرمین چیف کورٹ کو ہٹایا جائے، ورنہ 4 نومبر سے دھرنا تحریک شروع ہوگی۔

گلگت (رپورٹر + پریس ریلیز) شمالی علاقوں کی اعلیٰ ترین عدلیہ میں انتہائی ناقص اور غیر منصفانہ نظام عدل کے خلاف اور خاص طور پر موجودہ چیئرمین چیف کورٹ کی ہٹ دھرمی اور اس کی انصاف کش پالیسیوں کے خلاف ناردرن ایریاز ہائی کوٹ بار ایسوسی ایشن نے گزشتہ چار ماہ سے چیف کورٹ شمالی علاقہ جات کا مکمل بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ وکلاء کی جانب سے متعدد بار متعلقہ حکام کو یاد داشتیں اور قراردادیں پیش کرنے کے باوجود اور خاص طور پر بار

بقیہ 4 صفحہ نمبر3

ظلم سہتے ہیں بر سر پیکار آزادی پسند

تحریک جعفریہ بلتستان کا یادگار چوک میں جلسہ عام

سکردو (خصوصی رپورٹر) کیم نومبر کی مناسبت سے تحریک جعفریہ پاکستان کے زیر اہتمام یادگار چوک سکردو میں ایک جلسہ عام منعقد کیا جا رہا ہے جس میں قائد تحریک علامہ سید ساجد علی نقوی تحریک کے سینئر

بقیہ 3 صفحہ نمبر3

آئی ایس او گلگت بلتستان کا بنیادی انسانی اور تعلیمی حقوق کے حصول کے لیے اسلام آباد میں احتجاجی مظاہرے کا اعلان

گلگت (رپورٹر) اطلاعات کے مطابق آئی ایس او گلگت بلتستان ڈویژنز نے 27 اکتوبر کو اسلام آباد میں اپنے تعلیمی اور انسانی حقوق کی بحالی کے لیے ایک احتجاجی مظاہرہ کرنے کے پروگرام کو حتمی شکل دے دی ہے۔ جس میں گلگت بلتستان سے تعلق رکھنے والے ہزاروں طلباء کے علاوہ راولپنڈی اور پشاور کے طلباء بھی حصہ لیں گے۔ مظاہرین اقوام متحدہ کے دفتر میں حکومت پاکستان کی انسانی حقوق کی پامالی کے خلاف عرض داشت پیش کریں گے۔ یاد رہے کہ آئی ایس او کی جانب سے شمالی علاقہ جات سے باہر آئینی حقوق کے لیے کیا جانے والا یہ پہلا احتجاجی مظاہرہ ہوگا۔ مظاہرے سے آئی ایس او گلگت بلتستان کے رہنماؤں کے علاوہ آئی ایس او پاکستان کے مرکزی رہنما بھی خطاب کریں گے۔

بقیہ 5 صفحہ نمبر3

کیم نومبر کو یوم شہداء منانے کا اعلان کردیا

بلتستان وگلگت (علاقہ ہائے شمالی آزاد کشمیر) کا واحد ترجمان

ہفت روزہ

ایک نئے دور کی تمہید لیے
موجۂ بادِ شمال آئی ہے — مجروح

ادارۂ تحریر: مرزا غلام محمد، عباس مجروح، فقیر محمد

بادِ شمال

لاہور

جلد ۱ | یکم جون ۱۹۵۸ء | نمبر ۱، ۲

شخصیات

خان بہادر سیّد مہدی علی شاہ صاحب مرحوم

مہر نیمروز جو نصف النہار میں ڈوب گیا

خان بہادر سید مہدی علی شاہ صاحب مرحوم کی ذاتِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں وہ ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے اور جامع صفات تھے میانہ قد مضبوط جسم پرجلال پیکر بارعب چہرہ آنکھوں میں گیرائی کلام میں ... خیالات وسیع رجحانات صحت مند ارادے مستحکم اعمال منظم ... تھی وہ شخصیت جو آج بھی دل کی گہرائیوں میں اچانک ایک ٹیس اٹھا دیتی ہے ...

شاہ صاحب مرحوم ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء ... روز عالم افروز کے دن شملہ میں ... سادات کے ایک ممتاز گھرانے میں پیدا ... ان کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملتا ہے ان کے جد امجد سید شمس الدین عراقی بت شکن تھے ... سلطان آباد ایران سے وارد بلتستان ... تھے اور ان کی تبلیغ جلیلہ نے کفر کی ... کو مٹا کر اس خطے کو نورِ اسلام سے ... کر دیا تھا۔ ان کے والد محترم سید مصطفیٰ ... صاحب ... الصفوی شاہ صاحب ...

... مرحوم کا سلسلہ نسب صفوی خاندان عالیہ ... بھی جا ملتا ہے، اپنے خاندان کے چند نفوس ...

... کے ہمراہ شملہ میں آکر قیام پذیر ہوئے تھے ... یہ وہ زمانہ تھا جب بلتستان میں ڈوگرہ راج ...

... وطن: شگر بلتستان

... شملہ ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء

... لاہور ۱۵ مارچ ۱۹۵۶ء

... حال: وادی السلام نجف اشرف، ۲۶ فروری ۱۹۵۸ء

نسب: موسوی الصفوی ... عراقی بت شکن

... کر قائم ہوئے قریباً نصف صدی گزر چکی تھی۔ اور ہر طرف ایک تاریکی چھائی ہوئی تھی لوگ کسب معاش اور تحصیل علم کی خاطر وطن چھوڑ کر ہندوستان آنے لگے تھے۔ شاہ صاحب مرحوم نے اوائل عمری ہی میں عربی فارسی اور اردو میں مہارت حاصل کر لی اور بعد میں انگریزی پر بھی عبور حاصل کر لیا اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کے سہارے کاروبار میں بھی مستحکم ہوتے چلے گئے وہ ان باکمال لوگوں میں سے تھے جو اپنی ہی نہیں بلکہ متعلق زندگیوں کی بھی تعمیر اپنی ذاتی صلاحیتوں کی بنا پر کر سکتے ہیں۔ اس ابتدائی دور کے بعد ان کی زندگی ایک نئے دور میں اس وقت داخل ہوئی جب انہوں نے سنٹرل ہوٹل شملہ کی ملکیت حاصل کر لی اور اسی مرحلے سے ان کی سماجی دلچسپیاں بھی رفتہ رفتہ بڑھنے لگیں دس سال کی قلیل مدت میں ان کی سعی جمیلہ نے اس قدر ممتاز حیثیت حاصل کر لی کہ ۱۹۳۳ء میں وہ میونسپل کمیٹی کے وائس پریذیڈنٹ کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے اسی دور میں انہیں خان صاحب اور بعد میں خان بہادر کے خطابات حاصل ہوئے۔

شاہ صاحب یوں تو انسانی ہمدردی کی اعلیٰ صفت کے مالک تھے لیکن مسلمانوں کی فلاح و بہبود سے انہیں خصوصی دلچسپی تھی اور متحدہ وطن کے دور میں جب مسلمانوں پر مصائب و آلام کی یورش تھی انہوں نے ان کی ہر امکانی امداد اور حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے کمال ایثار اور جوانمردی کا مظاہرہ کیا اور دل برداشتہ مسلمانوں کے قافلوں کو منظم کر کے اور انہیں بسانے کے سلسلے میں بڑی جدوجہد کی اس اخلاقی جہاد کے دوران میں وہ اپنی قوم سے بھی غافل نہ رہے۔ اپنی قوم اور وطن کے سلسلے میں ان کا دل خلوص و محبت تنظیم و تعمیر کے خاص جذبوں سے لبریز تھا اور قوم نے انہیں ۱۹۵۵ء میں جمعیت بلتستانیہ رجسٹرڈ لاہور کا صدر بنا کر ان کی شفقانہ سرپرستی کا اعتراف کیا۔ بے غرضانہ انداز سے انہوں نے جمعیت ہذا کو ایک نئے قالب میں ڈھال کر جذبۂ عمل و اتحاد سے ہمکنار کیا۔ جس کے نتیجے میں جمعیت ہذا کا کامیاب ترین دور شروع ہوا ان کی سرپرستی میں جمعیت ہذا کے بیشتر اقدامات پایۂ تکمیل کو پہنچے اور ابھی قوم کے افق پر ابھرتا ہوا یہ آفتاب نصف النہار تک پہنچا ہی تھا کہ ۱۵ مارچ ۱۹۵۶ء کی صبح کو سورج نکلنے کے ساتھ ڈوب گیا اور قوم اس دانشور سے محروم ہو گئی جس کے حسن تدبر کی اسے سخت ضرورت تھی۔

حادثۂ عظیم آمد و رفت
... مہدی علی شاہ گزشت
مجروح ... افضال گفت
جنت ... یوم بادرفت

انقلاب

روزنامہ

غلام رسول مہر بی۔اے
عبدالمجید سالک بی۔اے

جلد ۲۳ | لاہور سہ شنبہ ۲۸ صفر المظفر ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۴۸ء | نمبر ۲۲

کراچی میں فساد۔ ۵۔ اہلاک ۵۔ مجروح ۱۲ ہزار سے زیادہ گرفتاریاں

سرکاری افسروں اور اکابر ملت کی رشوت ستانیوں اور بدعنوانیوں کا چرچا

ایسے اشخاص کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی

وزراء کا اعلان

(مغربی پنجاب اسمبلی کے اجلاس پنجشنبہ کی روداد)

مغربی پنجاب کی حکومت کو شراب اور چرس سے آمدنی

۷ ½ مہینوں میں باون لاکھ روپے

نوشہرہ کے تمام نواحی علاقے پر مجاہدین کا مکمل قبضہ ہوگیا

ہندوستانی بیان

آزاد کشمیر گورنمنٹ کا بیان

تیرو نشتر؟

وزراء کا جواب!

سینما

طفیلیاں افسروں کی اور سزا

بحالیات کی غلط پالیسی

قائد اعظم کو کراچی کے فسادات سے سخت صدمہ

چودھری ناصر الدین

مہاجر کی تعریف

عبدالستار نیازی

میاں افتخار الدین کی قرارداد

میاں افتخار الدین کی تقریر

کرنال شاپ انار کلی لاہور (فون نمبر ۵۶) کے بوٹ شوز نہایت تسلی بخش ہوتے ہیں!

غالب کے انتقال کی خبر اکمل الاخبار میں

مرزا غالب کے انتقال کی خبر سب سے پہلے دہلی کے اکمل الاخبار (۱۷ر فروری ۱۸۶۹ء کے شمارے) میں شائع ہوئی تھی اور پھر سارے ملک میں پھیل گئی تھی۔ یہ خبر غالب کے انتقال کی بھی تھی اور ان کے حضور خراجِ عقیدت بھی! ذیل میں یہ پوری خبر مع عنوان دی جارہی ہے۔ اس سے صرف غالب کی شاعرانہ عظمت کا ہی اندازہ نہیں ہوگا بلکہ یہ بھی معلوم ہو سکے گا کہ اُس زمانہ کے اُردو اخبارات کی زبان کیسی ہوتی تھی۔ ملاحظہ کیجئے وہ خبر:

غالب کی وفات

انا للہ وانا الیہ راجعون

فغاں اس زمانہ غدار ے، آہ روزگار ناہنجار ے۔ ہر روز نیا رنگ دکھاتا ہے، ہر دم دامِ غم والم میں پھنساتا ہے۔ اس محیطِ آفت کی موج بلاخیز ہے۔ اس وادیٔ ہولناک کی ہوا فتنہ انگیز ہے۔ اس کا آب سراب، اس کی راحت جز و جراحت، اس کی رافت سرمایۂ صداقت، اس کی شکر زہر آلود، اس کی امید آرزوئے فرسودہ۔ ہر روز نخل حیات کو صرصر ممات سے گراتا ہے۔ ہر دم محفل سرور سے صدائے ماتم اٹھاتا ہے...... پھول اُدھر کھلا اِدھر گر پڑا۔ لالہ لباس رنگین میں یہی داغ دل پر رکھتا ہے۔ غنچہ خون جگر سے پرورش پاتا ہے۔ بلبل نوحہ گر چمن ہے اور مرغ سحر خواں اسیر محن......

کیا عجب گو آسماں در پے آزار ہے۔ بھلا اس سے کیا توقع آسودگی جس کا خود گردش پر مدار ہے۔ دیکھو بیٹھے بٹھائے کیا آفت اٹھائی ہے۔ کس منتخب روزگار کی جدائی دکھائی ہے۔ نخل برومند سے معانی کو بادِ خزاں سے گرایا، مہر سپہر سخندانی کو خاک میں ملایا، جو خسرو کے بعد ملکِ سخن کا خسرو مالک رقاب تھا۔ اس کا نامہ عمر طے ہوا جو میدان سخنوری کا شہسوار مالک رقاب تھا، اس کا رخشِ زندگی بے پے ہوا۔ ان حضرت کی کن کن خوبیوں کا ذکر کیا جائے۔ دریا کوزے میں کیوں کر سمائے، حسن خلق میں اخلاق کی کتاب، عمیم الاشفاقی میں لاجواب، خوبیٔ تحریر میں بے نظیر، صافی ضمیر، جادو تقریر، فارسی زبان میں لاثانی، اردوئے معلیٰ کے بانی، افسوس جس کا شہباز خیال طائرِ صدرہ شکار ہو، وہ پنجۂ گرگ اجل میں گرفتار ہو...... اس غم سے سب کی حالت تباہ ہے، روز یہی اس مصیبت میں سیاہ ہے۔ اب توضیح اجمال و تفصیل مقال ہے۔ واضح ہو کہ جناب مرحوم دو تین مہینے سے صاحب فراش رہے، ضعف و نقاہت کے صدمے سہے۔ آٹھ دن انتقال سے پہلے کھانا پینا ترک فرمایا، اس دنیائے فانی سے بالکل دل اٹھایا، تا آنکہ ۱۵ر فروری ۱۸۶۹ء روز دوشنبہ کو دو پہر ڈھلے اس خورشید اوجِ فضل و کمال کو زوال ہوا۔ ■